ارشادات و مکتوبات

بانئ تبلیغ

حضرت مولانا شاہ محمد الیاس صاحبؒ

مرتب
افتخار فریدی

طابع و ناشر
عرشی پبلی کیشنز انڈیا نئی دہلی

ارشاداتِ و مکتوبات

بانیِ تبلیغ

حضرت مولانا شاہ محمد الیاس صاحب

مُرتّب

افتخار فریدی

ناشر

عرشی پبلیکیشنز انڈیا ۲۰۵۔ ارکاب گنج ترکمان گیٹ نئی دہلی ۲

پیش لفظ

حضرت مولانا شاہ محمد الیاس صاحب رحمۃ اللہ علیہ نے اپنی تبلیغی مجلسوں میں جو اقوالِ زریں ارشاد فرمائے جن کو حضرت کے معتقدینِ خاص نے قلم بند کرلیا تھا تاکہ وہ تبلیغی احباب کے لیے مشعلِ راہ کا کام دیں اور قدم متعین راہ سے ہٹنے نہ پائے۔ جناب افتخار حسین صاحب فریدی (سنبھلی گیٹ مراد آباد) نے ان تمام ارشادات کو جمع کرکے کتابی صورت میں نقل کراکے محفوظ کرالیا۔ توقع ہے کہ خدمتِ دین و اصلاحِ قوم کا جذبہ رکھنے والے حضرات توفیق الٰہی تائیدِ حق پاکر ارشاداتِ عالیہ کی روشنی میں سرگرم عمل ہوکر خوشنودی نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم و رضائے حق جلّ شانہٗ، حاصل کریں گے۔

زیرِ نظر کتاب کے تیاری کے مراحل میں پہنچنے کے بعد حضرت رحمۃ اللہ علیہ کے ارشادات اور مکتوبات کا ایک مجموعہ اور دستیاب ہوا ہے جو انشاء اللہ آئندہ ایڈیشن میں شامل کردیا جائے گا۔

ادارہ

عرضِ مرتّب

اُمّتِ محمدیہ صلی اللہ علیہ وسلم کو اپنے فرضِ منصبی پر چلانے کے لیے اس دوسرے ہزارِ ہجری میں حضرت شیخ احمد سرہندی مجدّد الفِ ثانی رح کو حق تعالیٰ نے ملکِ ہند میں پیدا فرمایا۔ حضرتؒ کے بعد یہ کام حضرتؒ کے صاحبزادگان خصوصاً خواجہ معصوم رح اور ان کی اولادوں نے خوب چلایا۔ ان کے بعد حضرت شاہ ولی اللہ دہلوی رح اور صاحبزادگان شاہ عبدالعزیزؒ، شاہ عبدالقادرؒ اور پھر حضرت شاہ محمد اسحاقؒ، مولٰنا اسمٰعیل شہیدؒ، حضرت سیّد احمد شہیدؒ نے عالمِ اسلام کی رہنمائی فرمائی۔

چودھویں صدی میں حضرت حاجی امداد اللہ مہاجر مکّیؒ، حضرت مولٰنا محمد قاسم نانوتویؒ، حضرت مولٰنا رشید احمد گنگوہی رح، شیخ الہند مولٰنا محمود حسنؒ، مولٰنا سیّد انور شاہ صاحب کشمیریؒ، حکیم الامّت مولٰنا اشرف علی تھانوی رح، شیخ الاسلام مولٰنا سیّد حسین احمد مدنی رح، مفتیٔ اعظم مولٰنا محمد کفایت اللہ دہلوی رح، مولٰنا عبید اللہ سندھیؒ شیخ الاسلام مولٰنا شبیر احمد عثمانیؒ، حضرت مولٰنا خلیل احمد سہارنپوری رح، حضرت شاہ عبدالرحیم رح، شاہ عبدالقادر رائے پوری رح جیسے اکابر اس مِلّت کی آبیاری کے لیے پیدا کئے گئے۔

اب اس دور میں مدارس، مساجد، خانقاہوں کے ذریعے دین کے جو کام ہو رہے ہیں۔ ان ہی کی تقویت تازگی اور فروغ کے لیے اور اس دہریت کے طوفان کو جو تمام عالم میں امنڈ رہا ہے، مٹانے کے لیے حق تعالیٰ شانہٗ نے اسی سلسلۂ عالی سے مجدّدِ تبلیغ شاہ محمد الیاس صاحبؒ، شیخ التبلیغ حضرت مولانا محمد یوسف

صاحبؒ کو پیدا فرما کر ان کے ذریعہ چہار دانگ عالم میں بغیر کسی ظاہری اسباب کے پوری امت کو محض اپنے فضل و کرم سے متوجہ فرمایا۔ دنیا کے ہر خطے کے مسلمان تبلیغ و دعوت کے اس کام سے روشناس ہو رہے ہیں۔

یہ تبلیغی کام اپنی ساخت اور مزاج کے اعتبار سے اس درجہ عجیب اور نرالا ہے کہ اسے کسی تحریر و تقریر سے سمجھنا ممکن نہیں ہے، جب تک اسے عملاً نہ کیا جائے۔

حضرت مولٰنا شاہ محمد الیاس صاحبؒ نے فرمایا تھا کہ جو اس کام کو سیکھنا چاہے گا اسے دوآبہ اور میوات میں جماعتیں بنا کر پھرنا ہوگا اس خطے میں وقت لگائے بغیر یہ کام نہیں کر سکے گا۔

علاقہ میوات بھرت پور، الور، گوڑ گانواں ہے اور دوآبہ کرنال، سہارنپور، مظفر نگر، میرٹھ، بلند شہر اور دہلی کے اضلاع ہیں، یہ بھی فرمایا کرتے تھے کہ اس کام کو وہی کر سکیں گے جو دوسروں کی غلطی کو اپنی غلطی کہنے والے ہوں اور اپنی غلطی نہ ہوتے ہوئے یہ اعترافِ ندامت اختیار کریں کہ غلطی ہوئی۔ حضرتؒ اپنے آخری دور میں مع ایک جماعت کے لکھنؤ تشریف لے گئے تھے دارالعلوم ندوہ میں قیام تھا حضرت مولٰنا عبدالشکور صاحبؒ نے دارالمبلغین پاٹانالہ میں ایک خصوصی اجتماع حضرتؒ کی تقریب میں رکھا تھا اور حضرتؒ کو ندوہ سے لانے کے لیے اپنے چھوٹے بھائی حضرت مولانا عبدالرحیم صاحب کو بھیجا تھا۔ مولٰنا عبدالرحیم صاحب کسی وجہ سے تاخیر سے پہونچے اور پاٹانالہ حضرت مولٰنا کے پہونچنے میں تاخیر ہو گئی جس کے سبب شریک ہونے والے انتظار کر کے واپس چلے گئے جب حضرت مولٰنا الیاس صاحبؒ پہونچے تو مولٰنا عبدالشکور صاحبؒ نے تاخیر سے آنے کی شکایت کی تو حضرتؒ نے فوراً فرمایا کہ حضرت غلطی ہو گئی"، اور پھر اپنے رفقائے سے فرمایا کہ بھئی بھائی کی غلطی کہہ کر اپنی صفائی دی جا سکتی تھی مگر زیادہ بہتر یہی ہے کہ ہم غلطی کے نہ ہوتے ہوئے بھی اعترافِ غلطی کر لیں یہ کام اس مزاج کو چاہتا ہے۔

حضرت مولانا محمد یوسف صاحبؒ ایک بزرگ کے یہاں تشریف لے گئے تھے اُن بزرگ نے کچھ اعتراضات اور شکائتیں تبلیغ کے سلسلے میں کیں حضرت مولانا نے بجائے صفائی پیش کرنے کے اُن بزرگ سے عرض کیا کہ حضرت دُعا فرمادیں، جتنا اس میں سے اللہ کو پسند ہے وہ ہوجائے اور جتنا ناپسند ہے وہ ہرگز نہ ہو۔

ایک بڑی قدیم خانقاہ کے شیخ تبلیغی مرکز بنگلہ والی مسجد نظام الدینؒ دہلی میں تشریف لائے حضرت مولانا یوسف صاحبؒ نے ان کو کچھ تبلیغی کارگذاری سنانا چاہی ان بزرگ نے بہت ہی بے توجہی کے ساتھ اُن باتوں کا استخفاف کیا حضرت مولانا یوسف صاحبؒ خاموش ہوگئے جب وہ بزرگ روانہ ہوئے تو حضرت مولانا یوسُف صاحب نے بڑی حسرت سے فرمایا کہ بھئی ہم سے بزرگوں سے بات کرنا نہیں آتی کس طرح سے بات کریں یہ فرماتے وقت حضرت کے چہرے پر بڑی بے کسی برس رہی تھی۔ حضرت مولانا محمد الیاس صاحبؒ اس عالی عمل تبلیغ کے سلسلے میں عمر بھر فرماتے رہے اس کام کے کرنے والے جب حاضر ہوتے تھے وہ حضرت کے کچھ ارشادات قلمبند کرلیا کرتے تھے۔ اس سلسلے میں حضرت کچھ خطوط بھی تحریر فرمایا کرتے تھے۔

مختلف حضرات کے لکھے ہوئے ملفوظات جو مہیّا ہوسکے اس کتاب میں شائع کیے جارہے ہیں۔ تبلیغ میں لگے ہوئے حضرات جتنا ان باتوں کو ملحوظ رکھکر اس عالی عمل کو کریں گے اتنا ہی یہ کام صحیح طریقہ پر ہوگا۔

اس وقت یہ کام جتنا فروغ پارہا ہے اتنا ہی یہ اپنے مزاج اور ساخت کے اعتبار سے نزاکتیں بھی لیے ہوئے ہے بلکہ یوں کہنا چاہیئے کہ کام غلط نہج پر کرنے سے خطرات میں ہے۔

تمام طبقات کا جوڑ خصوصاً علماء کرام اور دینی طبقات سے، اس کام کی روح ہے۔

ان ملفوظات کے طبع کرانے میں یہ تذبذب رہا کہ کام کرنے والوں کے لیے یہ مفید ہوں گے یا نہیں۔ ایک بزرگ سے اس سلسلہ میں استخارہ کرایا اس میں بھی اس کی اشاعت کا تقاضہ معلوم ہوا۔

شیخ التبلیغ حضرت مولانا محمد یوسف صاحبؒ بھی ان ملفوظات کے لیے فرمایا کرتے تھے کہ مجھے بھی ان کی ضرورت ہے، حضرت اقدس شیخ الحدیث مولانا زکریا صاحب مدظلہٗ نے بھی اس کی تاکید فرمائی کہ حضرت کے ملفوظات کا مذاکرہ کام کرنے والے کرتے رہیں۔

تبلیغ میں اوقات لگانے والے نکلنے کے زمانے میں اس کا مذاکرہ کرتے رہیں اور اپنے کام کا جائزہ ان کی روشنی میں لیتے رہیں۔ حضرتؒ فرمایا کرتے تھے اس کام کا مزاج اپنوں اور غیروں کی جھیلنا ہے۔ اس کام پر جب بھی کوئی خطرہ یا رکاوٹ آئے گی وہ کام کرنے والوں کی غلطی سے آئیگی، اس میں جماعتی عصبیت، غرور اور افتراق زہر کے مانند ہے۔

بندہ ملفوظات کے پڑھنے والوں سے دعا کی درخواست کرتا ہے کہ خدا ایمان پر خاتمہ نصیب فرمائے۔ (آمین)

والسّلام

افتخار فریدی

سنبھلی گیٹ، مراد آباد (یوپی)

دینی زندگی سیکھنے کا خُلاصہ

ارشاد کردہ حضرت مولانا شاہ محمد الیاس صاحب رحمۃ اللہ علیہ

اس کام کا خلاصہ یہ ہے کہ مدرسہ کی تعلیم کے زمانہ میں جو خامی رہ گئی ہے اس کو دور کرنے کے لیے کلمہ، نماز، چھوٹے بڑوں کے آداب، باہمی حقوق، درستی نیت اور لغزش کے موقعوں سے بچنے کے علم و عمل کو سیکھنے کے لیے ان اصول کے ساتھ اپنے بڑوں سے لیتے ہوئے ان لوگوں کے پاس جائیں جو اس سے بالکل محروم ہیں تاکہ ان کی خامی دور ہو جائے اور ان کو واقفیت حاصل ہو جائے۔

یہ اس کام کا نچوڑ ہے جو خود حضرت کا فرمایا ہوا ہے اور وہ چاہتے تھے کہ یہ تحریر ہر شخص اپنے پاس رکھے تاکہ بار بار خود بھی غور کرے اور اسی کو پیشِ نظر رکھ کر دوسروں کو بھی اس طرف متوجہ کیا جائے۔

نوٹ:۔ مولانا رح کی اپنی قیام گاہ مسجد بنگلے والی بستی حضرت نظام الدین اولیاء رح دہلی میں اس ارشاد کو اہتمام سے لکھوا کر آویزاں کرایا گیا تھا۔

بسم اللہ الرحمن الرحیم

یہ عمل علی سبیل الدعایۃ ہے لا علی سبیل الحکومت۔ یعنی دعوۃ الی اللہ کا موضوع یہی ہے کہ ترغیب و تحریص عمل کے منافع و محاسن اور اس کے متعلق اللہ اور اس کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم کے وعدوں اور وعیدوں کے ذکر کی کثرت اور اللہ کی صفات و عاداتِ کو کھولنے کے ذریعہ اللہ کی بات قبول کرنے کی طرف بلایا جائے تاکہ اللہ کی محبّت و عظمت قلوب میں پیدا ہو کر دل خداوند تعالیٰ اور رسولِ اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی اطاعت پر آمادہ ہو جائیں، نہ کہ کسی قوّت اور زور سے مجبور کرنا۔ ہاں سیاست یہ ہے کہ پیدا شدہ رغبت کو ضیاع سے بچانے کے لیے حسنِ تدبیر کے ساتھ بلا اکراہ و ایذا بالتدریج عمل پر ڈالا جائے اور طرق و اسباب اختیار کیے جائیں جن سے عمل میں استقلال و دوام اور ترقی کی رفتار بڑھتی رہے۔

اس کے بعد فرمایا کہ مجھے دو خطرے ہیں ایک یہ کہ اسباب ہوتے ہوئے اسباب پر نظر نہ ہو مشکل ہے مجھے اپنے اوپر بھی خطرہ ہے۔ اسباب پر نظر ہو جانے سے اللہ کی نصرت ختم ہو جاتی ہے۔ استدلال میں لَقَدْ نَصَرَكُمُ اللّٰهُ کو پیش کیا۔ اسباب نعم ہیں اسباب کا تلبس استعمالِ نعمت کے درجہ میں ہو نہ کہ ان پر نظر جم کر خالق کے بجائے ان سے جی لگ جائے۔ دوسرا خطرہ یہ ہے کہ ہم کام نہ کر رہے ہوں اور سمجھیں کہ کر رہے ہیں۔ کام کے اثرات کو کام سمجھیں۔ کام تو چھ نمبروں کی پابندی ہے۔

نصیحت کے کانوں سے سُنے تو تھوڑا بہت ہے۔

اللہ سے علاقہ دو قسم کا ہے، ایک بحیثیت مخلوق اور ایک بحیثیت بندہ۔

میں نے اِس کے منافع سوچنے چھوڑ دیئے، جتنے سوچے وہ قابو میں نہیں آئے، جتنے قابو میں آئے وہ کہے نہیں، جتنے کہے وہ سمجھ میں نہ آئے جتنے سمجھے اتنے کیے نہیں۔

دین کے لیے نہ ہجرت کی شان ہو نہ نصرت کی تو کون سے مسلمان ہو۔

میواتیوں کے متعلق میں نے علمائے کرام سے کہا کہ یہ لوگ آپ کو اپنی نادانی اور جہالت کا منظر دکھا کر اپنے اوپر رحم کرنے کے لیے آمادہ کرنے آئے ہیں۔ (مفہوم)

ایک شخص گھنٹے کی آواز سے چونکا تو میں نے اس سے کہا ایک ٹن سے چونکتا ہے اور قیامت کا الارم یعنی اختتام دین بج رہا ہے اسکی خبر نہیں

فرض نماز کے سامنے تو کسی عبادت کا چراغ نہیں جلتا، نوافل میں سب سے افضل تہجد ہے۔ اگر پچھلے کو اٹھ سکے تو تہجد، ورنہ اس کی حسرت کے ساتھ سونے سے پہلے دو، چار رکعت پڑھ لیا کرے۔

مجھے بڑی امید ہے کہ اگر اس کو لے کر کھڑے ہو جاؤ تو گاؤں کے گاؤں غیر مسلم کثرت سے مسلمان ہوں گے۔ اسلام میں ایک ذاتی حسن ہے۔

اسلام ! اللہ کے اوامر کے زندہ کرنے میں جان دینے والے (جان قربان کرنے والے) اسباب کو ڈھونڈھنا ہے۔

مکاتب کے سلسلے میں فرمایا کہ سو مکتبوں کے اخراجات میں دینے کو تیار ہوں۔ مکاتب قائم کرو، ان سے مدارس کو پانی ملے گا مگر اس طرح کہ ایک عملہ انتظامیہ قائم ہو جو مواقع ضرورت کی تلاش مدرسین کا انتخاب اور مکاتب و مدرسین کی نگرانی کے نظام کو اپنے ذمہ لے کر مجھے مطمئن کردے۔

اس تحریک کے فروغ سے موجودہ معتمد حقانی مدارس جیسے ہزاروں مرکزی مدارس قائم ہوں گے اور ہر ہر مرکز کے ساتھ لاکھوں مکاتب وابستہ ہوں گے۔

تحصیل علوم کے طریق وہی ہیں جو مروّج ہیں۔ یہ تبلیغ ان علوم کا طریقِ

استعمال سیکھنا ہے۔

تحصیل علوم کے مروجہ طرق مدارس اور خانقاہیں تکمیلِ علوم کے لیے ہیں اور یہ تبلیغ ان کی ابتدائی تعلیم تعلیم اور بنیادی پرائمری ہے۔ بنیاد کی صحت بغیر اگلے علوم صحیح نہیں ہو سکتے اور طریقِ استعمال سیکھے بغیر علوم نفع اور انتفاع پر نہیں پڑ سکتے، بلکہ اپنے لیے اور دوسروں کے لیے نقصان دہ ثابت ہوتے ہیں۔

لایعنی کا مشغلہ آب و تاب کھو دیتا ہے اور محرمات کا اشتغال گندہ کر دیتا ہے۔

ہر ہر صوبے کے لیے ایک ایک چلّہ کو خود تیار ہو اور دوسروں کو دعوتیں دو۔

قُلْ اِنْ كُنْتُمْ تُحِبُّوْنَ اللّٰهَ کے ماتحت یہ فرمایا: اللہ کے ذکر اور دھیان سے غافل تو بے نصیب ہے۔

ذکر کی بھی دو قسمیں ہیں، ذکر مردود اور ذکرِ مقبول، حضور صلے اللہ علیہ وسلم نے جس میں ثواب نہ بتایا ہو، اس میں ثواب کی امید رکھنا ذکر مردود ہے اور زندگی کے ہر شعبہ کو حضور صلے اللہ علیہ وسلم جیسا بنانے کی کوشش کرنا ذکر مقبول اور محبوب ہے۔

اسلام عالم کی ہر چیز کے تسخیر کا عمل ہے۔ تم خدا کے جتنے بندے بنو گے ہر چیز تمہاری بندگی میں آتی رہے گی۔

اسلام کا خلاصہ حضور صلے اللہ علیہ وسلم جیسی زندگی کا شوق پیدا ہو جانا ہے۔

راحت نعمت ہے ناقدری کے طور پر چھوڑنا کفرانِ نعمت ہے، اور اعلائے کلمۃ الحق میں باعثِ اجر ہے۔

کام کرنے والوں کا اللہ کے علاوہ کسی سے امید رکھنا اجر کو کھو دیتا ہے۔

عقیدہ کے معنیٰ دل میں بننا اور بندھ جانا۔ عقیدہ کا استخفاف کفر و

انکار ہے
بندگی؛ یعنی امرِ خدا کے ماننے میں مزہ آنے لگے۔
☆ تم خدا کے آگے نرم ہو جاؤ تو ہر چیز تمہارے لیے نرم ہو جائے گی۔
حضور صلی اللہ علیہ وسلم کا پورا اتباع یہ ہے کہ انہوں نے جس چیز کے پھیلانے میں جتنی کوشش کی اور جتنی تکلیف اٹھائی اس کے لیے اسی نسبت سے کوشش اور اسی قدر مشقت ہو۔
اجمال کے اندر قوت پیدا کرنے کے لیے تفصیل ہے اور تفصیل سے بالذات جی نہ لگاؤ وہ باعثِ انتشار ہے۔
چار چھ مہینے اتنے لگو کہ مرغوبات میں تمہارے کھینچنے اور باندھنے کی قوت نہ رہے۔
یہ کام شریعت طریقت سیاست کے علوم مع عمل کے لیے ہیں۔
مذہب کے اہم اور بڑے تین شعبے ہیں۔ شریعت، طریقت، سیاست، اس طریقِ تعلیم و تعلّم اور اس طرزِ تبلیغ کے اصول کی پابندی کرنے سے ان تینوں کے علوم بھی تدریجاً حاصل ہوتے رہتے ہیں اور صرف علوم نہیں بلکہ ساتھ ساتھ ہر ایک علم کا عمل بھی آتا رہتا ہے۔ گویا تینوں کے علوم مع عمل کے بڑھتے رہتے ہیں۔
اس کے منافع میں ذکر کی حلاوت ہے۔
یہ اپنے آپ کو تقادیر کے حوالے کر دینا ہے۔ اسباب کی خاصیتیں انسانی تجربات ہیں اور اعمال کی خاصیتیں بوعدہ خداوندی موعود ہیں جن کا اللہ ضامن ہے۔ کتنی بے نصیبی ہے کہ اللہ کی ذمہ داری میں رہنے کے بجائے اپنے کو تجربہ اور طاقت کے حوالے کر دیا جائے۔
کام کی تھوڑی سی برکات کو اللہ کا ماننا سمجھنے لگے، اللہ کی دہش اور اپنے ماننے میں امتیاز کرنے لگے۔

★ فرمایا کہ یہ ایک اسلامی اصول ہے کہ ہر شخص اپنے ماعدا کا ماتحت اور دوسرے کی زیر نگرانی ہو۔

صحابہ کے زمانہ میں خیریت کا مفہوم یہ نہیں تھا جو اَب ہے۔ اب عرف میں جو مصائب کہلاتے ہیں وہ پہلے نہ تھے بلکہ مصائب معاصی تھے۔ اسی کو ایک بار یوں فرمایا:

صحابہ رضوان اللہ علیہم اجمعین جب ایک دوسرے سے خیریت معلوم کرتے تھے تو اس کا مفہوم یہ ہوتا تھا کہ حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم جس طریقہ پر چھوڑ گئے تھے وہ باقی ہے، اس میں کچھ فرق تو نہیں آیا۔

اب تک ہماری دعوت کے چھ نمبر وجودی ہیں اور ایک عدمی یعنی تبلیغ کے لیے نکلنے کے زمانے میں چھ اصول ایسے ہیں جن کو عمل میں لایا جائے اور ان کی پابندی کی جائے اور ایک نمبر ایسا ہے جس سے ان اوقات میں بچا جائے۔ لایعنی اور معاصی محرمات کا اشتغال نہ ہو۔

تبلیغ میں نکلنے کا وقت ہانڈی پکانے کے مشابہ ہے۔ ہانڈی پکاتے وقت تھوڑی سی گندگی ساری ہانڈی کو ناپاک کر دیتی ہے۔ تیار یا خشک ہونے پر ناپاکی کا اثر تمام پر نہیں ہوتا۔

اگر خود نہ کر سکے تو دوسروں کے ذریعہ بھی نہ کما سکے بڑا شقی ہے۔

اپنے سے زیادہ دوسروں کو تیار کرو۔ کیا خبر کسی کے خلوص کی برکت سے تجھے بھی توفیق ہو جائے۔

تمہارے کام کرنے کی اصل جگہ اسلامی مقامات، اسلامی سلطنتیں اور ریاستیں ہیں۔

کلمۂ لا الٰہ الا اللہ کو اقالیم قلب و دماغ و جوارح میں بسنے کی بہت گنجائش ہے اپنے تینوں اقالیم میں بسانے کی نیت سے دعوت دو۔

انسان اللہ کا خلیفہ ہے، اس کی ہر صفت کا مظہر ہو سکتا ہے، اسی

میں خدائی طاقتیں حلول کرتی ہیں جو صفاتِ خداوندی کے رنگ کے بقدر آتی ہیں
جو اپنے نفس کے علاوہ کسی کی تحقیر کے پیچھے پڑتا ہے اللہ اس کی تحقیر کا ارادہ کر لیتا ہے۔

ہر ہر نمبر کے نصوص معلوم کرو اور ان کے دھیان کے ساتھ ان میں لگو۔

کلمہ کے بارے میں تکلیف اٹھانے سے اس آفتاب میں چمک ہوگی اور نماز کے لیے تکلیف اٹھانے سے نماز میں رونق ہوگی۔

حضرت محمد صلی اللہ علیہ وسلم کا ماننا ان کی بات کا ماننا ہے۔ ان کی بات اور ان کے اعمال کے لیے بے کل ہونا، ان کی محبت کا ثبوت ہے۔ دعوائے بغیر ثبوت کے ثابت نہیں ہوتا۔

جو جو طرق اغراض کی لائن سے برتے جاتے ہیں وہی سب دین کے فروغ اور اللہ کے لیے کر دو۔

جو عمل کرتے وقت اس کے متعلق آئے ہوئے فرمان پر نظر نہ ہو یا مصالح خداوندی کے بجائے اپنی مصلحتوں پر نظر ہو وہ رسمی ہے اور نفس کا اتباع ہے۔

عمل پلیٹ فارم ہے اور اوامر رسیاں ہیں۔ ان اوامر کی رسیوں کے ذریعہ اللہ تک پہنچ سکتے ہیں۔

روحانی زندگی ایک سوار ہے اور نفس اس کا گھوڑا ہے اور مادی خوراک اس گھوڑے کی غذا ہے۔ نہ اتنی غذا دو کہ سرکش ہو جائے اور نہ اتنا بھوکا مارو کہ ضعیف ہو کر کام نہ دے۔

انبیاء کی لائی ہوئی زندگی کی ساخت ایسی ہے کہ آمد کے طرق تو بہت مگر اپنے اوپر خرچ نہ ہو سب دوسروں پر خرچ ہو اور اس سے دوسروں کے حقوق ادا ہوں۔

اپنی اس معصیت والی ناپاک زندگی پر حق کی حمایت اور فرمانبرداری کی زندگی کو قیاس نہ کرو۔

راتوں کو قرآن کے اندر ہڈیوں کو پگھلانے والے غور و فکر اور دنوں کو اس کے حلال و حرام کے پھیلانے میں جان توڑ کوشش نے ہی حضرت محمد علیہ السلام صلی اللہ علیہ وسلم کو بڑھایا ہے۔

✯ جب تک تمہاری راتیں صحابہ کرام کی راتوں کے مشابہ ہو کر اس کے ساتھ ضم نہ ہوں گی تمہارا دنوں کا پھرنا رنگ نہیں لائے گا۔

مذہب پر چلنا اسباب کی خاصیتوں کو بدل دیتا ہے۔

خدمت کے معنیٰ ذمہ داری کا بڑھ جانا ہے۔ جس درجہ کی خدمت ہوگی، اتنی ہی ذمہ داری ہوگی۔

حقوق کی ادائیگی میں دوسروں کی ضرورت کا احساس کبر پیدا کرتا ہے اور اپنی حاجت تواضع۔

یہ چیز کفر کے مٹنے کے قریب پہنچ چکی ہے ظاہر ہے زیادہ قلوب اندر سے اس کا اثر لے رہے ہیں۔

تواضع اور تذلل کی حقیقت عزّت ہے یعنی حقیقی عزّت کو تواضع و تذلل کے پردے میں مستور کر دیا گیا ہے تاکہ نعمت ناقدرے کی نگاہوں سے پوشیدہ رہے۔

میں اب تک کسی کو سمجھا ہوا نہیں سمجھتا۔ (تبلیغی کام)

(مجمع میں علماء زیادہ تھے) فَإِنَّ الدُّنْيَا خُلِقَتْ لَكُمْ وَإِنَّكُمْ خُلِقْتُمْ لِلْآخِرَةِ کے ماتحت فرمایا کہ اس میں دو چیزوں کا فکر ہے کہ دنیا کیوں پیدا ہوئی اور تم کس لیے پیدا ہوئے۔ تیسری چیز ان دونوں باتوں پر جو نتیجہ مرتب ہوتا ہے اس کا خلاصہ یہ اسکیم ہے۔ تم جس قدر اپنے آپ کو آخرت کے لیے خالص کرو گے اسی قدر اللہ اپنی مخلوق کو تمہارا منقاد مسخر کر دیں گے۔ اللہ تعالیٰ نے یہ اسکیم آخرت کی دین کے لیے بنائی ہے۔ انبیاء کی زندگی اس کی تفصیل ہے اور خوارقِ عادات زمین کا سکڑ جانا، آفتاب کا ٹھیر جانا وغیرہ اس کی دلیل ہے۔

علوم عجب پیدا کرتے ہیں نحن امۃ امیون اس طرف اشارہ کرتا ہے

کہ جتنا بھی آئے۔ اسی ساخت سے آئے کہ نہ سمجھنے کی مقدار بڑھتی چلی جائے علم کے بعد عالم سمجھنا زعم ہے یہ کیڑا ہے جو کھالے گا۔ اہلِ طریقت نے رذائل کو جمع کیا، ان سے اپنی حفاظت کرتے ہوئے کام میں لگے۔

ہر نمبر کماً اور ذوقاً بڑھتا رہے۔

یہ عمل باقی عملوں میں وہ نسبت رکھتا ہے جو جناب رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم کو ماسوا سے ہے۔ اس کو کرتے رہو گے تو سب نیکیوں سے انتفاع کی صورت نکلے گی۔ نیکیاں اس کی صحبت سے ایسے ہی فیض پائیں گی جیسے حضور اکرم صلے اللہ علیہ وسلم کی ذاتِ گرامی سے۔ یہ عمل حضور صلی اللہ علیہ وسلم کا قائم مقام ہے۔ کیونکہ حضور صلے اللہ علیہ وسلم اپنی امت کو وہ خدمت سکھانے آئے تھے جو انبیاءؑ کی تھی۔

ہماری تحریک کا خلاصہ علیٰ سبیل الدعایۃ کرنا ہے۔ ہم علیٰ سبیل السیاسۃ کرنے کے اہل نہیں رہے۔

آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم رؤفٌ رحیم تھے اور بطریق اتم صفاتِ باری ہونے کی وجہ سے سب کا رحم اپنے اندر بھرے ہوئے تھے جو اپنے اوپر رحم کرنا چاہے تو حضور صلے اللہ علیہ وسلم والے رحم کی تلاش کرے، یعنی اپنے ہر فعل کو حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے فعل کے مطابق کرنا ہی اپنے اوپر رحم کرنا ہے اور اپنے تجربے یا اپنی عقل کی تجویز سے رحم کرنا اپنے اوپر ظلم کرنا ہے اور صحابہؓ بھی حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے رنگ میں رنگے ہوئے تھے۔ صحابہؓ کے حالات بہت اونچے ہیں۔ بعد والے گو علم میں بڑھے ہوئے ہیں لیکن اس سرمائے سے بڑھ کر بھی کوئی سرمایہ ہے؟

اہل کو اجتہاد کا حق ہے۔ اولی الامر کے اجتہاد کی معاونت کرو اگرچہ اپنی رائے کے خلاف ہو۔

اس کام کے لیے نکلنے کے زمانہ میں قلب، زبان، آنکھ، قدم، دماغ اور اعضاء کے متعلق جو جو احکام ہیں سب کی رعایت کرو۔ مثلاً قلب کے متعلق

یہ ہے کہ اللہ کی عظمت اور ہیبت میں ڈوبا رہے، زبان کی خوبی یہ ہے کہ اللہ کی بات کہے اور اللہ کے ذکر میں مشغول رہے۔ آنکھ کا کام یہ ہے کہ ہر چیز سے عبرت حاصل کرے۔ اسی طرح دوسرے اعضاء کے متعلق جو خدمتیں ہیں وہ ان میں لگے رہیں۔

لا الہ الا اللہ کے اقرار کا مطلب یہ ہے کہ اغراض کے ماتحت کسی چیز میں نہیں لگیں گے اور اَمر کے ماتحت جان اور عزت کی پرواہ نہ کریں گے۔

اللہ نور ہے، پاک ہے اور اغراض گندگی ہے۔ ہر چیز کا تلبس اسی کے اثرات پیدا کرتا ہے۔

لا الہ الا اللہ کا اقرار کر لینے اور مان لینے کے بعد اوامر میں سے مہا اَمر (مہتم بالشان) نماز ہے۔

نماز کلمہ کے نور سے کشش کرکے تمام زندگی کو منور کریگی۔

تنہائی میں کلمہ کا تلبس نفل کے بقدر نور پیدا کرے گا اور ضرورت کی جگہ بقدر فرض۔

نماز اپنی صحت کے بقدر تمام عبادات کو صحیح کرتی ہے۔ جس کی ترتیب یہ ہے۔ نماز پہلے مال کو صحیح خرچ کرنے پر ڈالے گی، پھر علوم کو صحیح خرچ کرنے پر، پھر اخلاق کے صحیح کرنے پر اخلاق منتہائے صحت ہے، تمام ریاضتوں کے بعد بالترتیب اور بالتدریج صحتِ اخلاق آخری درجہ ہے۔

خدمت سے استعداد پیدا ہوتی ہے علوم کی۔

آرام مہیا کرنے کے وقت اپنے آپ کو مقدم کرنا اور اسکے خرچ کے وقت دوسرے کو مقدم کرنا خدمت ہے۔

ہر نکلنے والے کو اپنے مشغلہ کے خصوصی احکام سیکھنے کی ضرورت ہے، عمومی علوم کے بعد خصوصی پر محنت کرو۔

اللہ کو اپنے امر کی زیادہ قدر ہے یا مسلم کی؟ مسلم محبوب ہے اور امر اس کی خوراک۔

☆ ہر ایک چھوٹے یا بڑے کے حقوق ترحم و عظمت کی تقدیم تبلیغ سے مقدّم ہے۔

اس کام کی غرض اعلیٰ تو یہ ہے کہ جو میرا ہے میں اس کا ہو جاؤں اور دوسرے درجہ میں یہ کہ جو میرے مرغوبات ہیں وہ موت کے بعد مل جائیں۔

جب تک مخاطب میں منکر کے قبیح جاننے اور معروف کے مستحسن سمجھنے کی اہلیت نہ ہو اس سے حکم کے درجہ میں کہنا خود امر کی ناقدری کرنا ہے۔ اوامر و نواہی کی حس رکھنے والے کے ذمّہ ہے کہ پہلے منکر کے نقصان اور معروف کے نفع کو اپنے قول و عمل سے اتنا ثابت کر دے کہ مخاطب پر ضرر و نفع واضح ہو جائے۔ دراصل اپنا نفع محبوب ہے۔ کافر سے محبت نہیں، محبّت اغراض سے ہے۔ اور نادانی سے وہ اغراض کافر سے وابستہ ہیں، لہٰذا جن اغراض و نفع کے لیے کافر کا ساتھ ہے ان کا اللہ کی ذات سے وابستہ ہونا سمجھاؤ، جتنی یہ بات ذہن نشین کر دو گے اللہ کی ماننے لگے گا۔

کسی کی ذات سے یا کلام سے اتنا جی لگانا کہ اس کی ذات کو جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا بدل اور کلام کو کلام اللہ کا بدل بنا لے یہ میرے نزدیک دہریت ہے۔

ابھی ایسے علماء موجود ہیں جو اس کام کو ذرا سمجھ لیں تو مجھے سبق دیں اور میرے مصلح بنیں۔

مذہب کی تکمیل کے معنیٰ یہ ہیں کہ جس چیز کی جو خاصیت اور تاثیر بتادی گئی اسکے وہ اثرات قیامت تک کے لیے ہیں۔

میں اپنی صحت کو دیکھوں یا بقول حضور صلے اللہ علیہ وسلم آپ کے احیاء کو خود اٹھتے نہیں اور مجھے کرنے نہ دیں۔ اٹھنے کے بعد سیکھنے کی ضرورت ہے، میں جانتا ہوں کہ اب تک اصول کی کسی کو خبر نہیں۔

چھوٹوں سے بڑوں کی عزّت ہے اور بڑوں سے چھوٹوں کی ترقی و تربیت چھوٹے جتنے بڑوں کے محتاج ہیں اس سے زیادہ بڑے چھوٹوں کے

محتاج ھیں۔

چھوٹوں کی وجہ سے بڑوں کو اللہ کی طرف سے بہت زیادہ ملتا ہے۔

☆ اصل کرنے کی جگہ اپنا گھر اور اپنا وطن ہے اور سیکھنے کے لیے اصل جگہ گھر سے جتنا دور ہو۔

☆☆ بلا تفقد احوال کسی پر خرچ کرنا ہوا کی اعانت ہے وَلَا تَتَّبِعْ اَهْوَاءَ الَّذِيْنَ لَا يَعْلَمُوْنَ

اللہ کو حاضر و ناظر کہتے ہو۔ اس کے حاضر و ناظر ہوتے ہوئے اس میں نہ لگنا اور دوسروں میں مشغول ہونا کتنی محرومی ہے۔ اس میں لگنا اس کے کام میں لگنا ہے۔

ہدایت کو جہد کے ساتھ وابستہ کر دیا ہے۔

ہم نے جماعتیں بنا کر دین کی باتوں کے لیے نکلنا چھوڑ دیا حالانکہ یہی بنیادی اصل تھی، حضور صلے اللہ علیہ وسلم خود پھرا کرتے تھے اور جس نے ہاتھ میں ہاتھ دیا وہ بھی مجنونانہ پھرا کرتا تھا۔

اے اللہ ہمیں تمام دین کی خدمت کرنے والوں کی محبّت اور ان کا جذبہ عطا فرما۔

ہم پیدا ہوئے تھے خدا طلبی کے لیے لیکن ہم لگ گئے رزق طلبی میں۔ خدا طلبی کا ذریعہ دین پروری اور رزق طلبی کا ذریعہ ہے اغراض پروری۔ رزق طلبی کو خدا طلبی سے بدلنا ہے اور غرض پروری کو دین پروری سے بدلنا ہے۔

ننانوے درجے کا یہ کام کرو اور ایک درجے کا وہ کام کرو تو یہ ایک درجہ ہزار گنا ہو جائے گا۔

حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی لائی ہوئی اسکیم کے علاوہ کسی اور اسکیم کو ذریعۂ نجات سمجھنا الحاد ہے۔

بے مطلب کے لیے جاؤ تعلق پیدا کرو، سلام کرنے جاؤ بتدریج ان کے

ذہن میں ڈالو۔ بتدریج جو کام ہوگا پائیدار ہوگا۔ ہنگامی کام میں پائیداری نہیں۔

★ **ابتداء** یہ ہوئی کہ علماء کی رائے تو ہے اب آگے ان کی شرکت بھی ہوجائیگی اور علماء اکثر شرکت کریں تو حدیث کون پڑھائے گا۔ اس لیے ان کے خالی وقت ان سے مانگو۔

تبلیغ کا کام اس طرح کرو، جس طرح نماز پڑھتے ہو۔

ایک شخص نے آکر کہا لڑکی جوان بیٹھی ہے دعاء کر دیجیے۔ فرمایا دعاء کے معنیٰ طلبِ رحمت کے ہیں اور رحمت حاصل کرنے کے بھی ذرائع ہیں۔ جس طرح دنیاوی کاموں کے اسباب ہیں کہ اولاد کی ضرورت ہے تو اس کے اسباب اختیار کرو اور پھر دعا کرو۔ اسباب پر بھروسہ مت کر بیٹھو۔ اسی طرح رحمت طلبی کا ذریعہ ہے دین پروری۔ سوتم مستقل ارادہ کرلو کہ تبلیغ کا کام کروں گا اور اب تک کی کوتاہیوں کی معافی مانگو اور تبلیغ میں نکل کر دعا مانگو۔

اللہ تعالےٰ نے دین کو تمہارا سردار بنایا تھا، تم نے نفس کو اپنی لگام دیدی اس نے شیطان کو دے دی اس بے حیا نے خدا تعالےٰ کے سامنے کہہ دیا تھا سب کو بہکاؤں گا۔ حضور صلے اللہ علیہ وسلم نے فرمایا نفس تیرا دشمن ہے تو نے اس کو لگام دیدی اس نے شیطان کو دے دی اور شیطان جہنم میں لے گیا۔

سوم کلمہ صبح وشام ایک ایک تسبیح، ہر نماز کے بعد تسبیح فاطمہ پڑھا کرو، درود شریف، استغفار، کی دو، دو تسبیح پڑھا کرو۔ وقت مقرر کر پھر اس کو نباہے اس میں برکت ہے۔ اشراق، چاشت اور مغرب کے بعد اوّابین پھر تہجد پڑھے اور کچھ قرآن شریف پڑھے۔ ذوق وشوق کے ساتھ

طالب علم خالی وقت میں جو کام کرے گا پھر پڑھ کر جب بالکل فارغ ہوگا تب بھی وہی کام کرے گا جو پہلے کرتا تھا۔ (یعنی طالب علمی میں)

اغراض پروری رزق تک پہنچاتی ہے۔ دین پروری رزّاق تک پہنچاتی ہے۔

یہ کہنا ضعیف الایمانی کی بات ہے کہ یہ کام تو ٹھیک ہے مگر ہمیں یہ کام ہے وہ کام ہے۔

مذہب اسلام کو جانتے ہی نہیں از سرِ نو سمجھنے کی ضرورت ہے۔

تمہارے پاس تو ہے اہلِ باطل کے پاس کچھ نہیں وہ نقل اتارنا چاہتے ہیں، لیکن وہ پیش کیا کریں۔ تم اگر پھرنے لگو گے تو یہ مٹ جائیں۔

دکان کوئی کرتا ہے تو وہ کوشش کے موافق سرسبز ہوگی، دوکان سرسبز ہوگی تو رزق ملے گا۔ اسلام کو اللہ تعالیٰ نے مخلوق کی سرسبزی کے لیے بنایا ہے، جتنا اسلام ترقی کرے گا مخلوق سرسبز ہوگی۔ اللہ چاہے گا تو تجارت میں زراعت میں فروغ ہوگا، تمہارے دلوں میں نور پیدا ہوگا یہ بہت بڑی چیز ہے اسکی قدردانی کرو۔

محض دنیا کے کمانے کے قابل بننے کے لیے کتنا وقت اور کتنا روپیہ خرچ کرتے ہو، انگریزی اسکول والے کتنا وقت ۱۵ سال دیتے ہیں تو اس کام کے لیے تین چلّے کیوں نہیں دیتے۔ پُرانے کام کرنے والوں سے تعلق رکھو۔ کچھ اوقات کی قربانی کیجئے اس تحریک سے بہت سے فتنے دب گئے۔

تبلیغی کام سیاسی کام کرنے والوں کو ستر کا کام دیتا ہے۔ جب ہم خاموش رہیں گے تو اس کی خوبی کیسے پھیلے گی۔ جو جس کا عزیز ہے اس کے زیرِ اثر ہے وہ ان کے تقاضوں سے اٹھے گا۔

علماء کے اٹھے بغیر علماء اٹھ نہیں سکتے۔ (اس کا ذریعہ علماء ہی بنیں گے)

معصیت قہر کا دروازہ ہے، رسمی نماز منہ پر پھینک کر ماری جاتی ہے، نماز ترقی روزگار وسعتِ رزق سب غموں کا علاج ہے۔ لیکن بے سیکھے آ نہیں سکتی۔

ایک سنّت کو زندہ کرنے کا ثواب سو شہیدوں کا ہے جب ایک سنّت کو زندہ کرنے کا اتنا زیادہ ثواب ہے تو پھر فرض کو زندہ کرنے کا ثواب کتنا ہوگا،

اور پھر فرائض میں سب سے بڑے فرض کو زندہ کرنے کا ثواب کتنا ہوگا؟ اس کا ثواب کروڑوں فرضوں کے برابر ہے۔ (تبلیغ و دعوت)

نفس کے واسطے غصّہ کرنے سے بچو بلکہ غصّہ اللہ کے واسطے کرو۔

اے اللہ ہماری راتوں کو انبیاء علیہم السلام کے مشابہ بنادے، ہمارے دلوں کو نور سے منوّر فرمادے، ڈھیلاپن سستی کام کرنے میں نہ ہو اور دوسروں پر شفقت کرنے والا بنادے۔

مدرسے کی تعلیم جڑ ہے مگر وہ ابتداء ہے، انتہا یہ ہی ہے، دونوں کی ضرورت ہے۔ یہ تحریک اس کا بدل نہیں ہے۔ تمام احادیث کی ضرورت ہے۔

اِن اصولوں کو سیکھو ان اصولوں کی پابندی کرتے ہوئے ملک بہ ملک پھرنے کی طاقت کو زندہ کرو۔ جتنا گڑ ڈالو گے اتنا میٹھا ہوگا۔ رفتہ رفتہ عادت پڑجائے گی، تجربہ سے معلوم ہوجائے گا کہ یہ کیا ہے، ہاہو کہہ دیتا ہے جنے کیا ہوگا۔ ہوگا کیا برکت ہوگی، اللہ راضی ہوگا، آخرت میں ثواب ہوگا، تیرا لگائی پنا ختم ہوگا۔ صحابہ بھی نکلے نبی بھی نکلے، جو ان کے ساتھ ہوا وہی تیرے ساتھ ہوگا۔ دنیا کا گھر بگڑ بھی گیا تو کیا، آخرت کا گھر تو سنبھل جائے گا۔ یہ گھر تو بگڑے گا ہی۔ پھر بگڑتے والے کا کیا بگڑنا؛ موت پر سب بگڑ جائے گا۔ کبھی آدمی دولت کو چھوڑدے، کبھی دولت آدمی کو چھوڑدے نفس سے لڑنا سیکھ لو۔

ہمارا مقصد رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم کے لائے ہوئے طریقوں کو زندہ کرنا ہے وہ شریعت، طریقت، سیاست ہے۔ نبی نبی سب برابر لیکن سید الانبیاءؐ سب سے افضل ہیں اس لیے کہ ان کا کام ان کی امت نے بھی کیا یہی فضیلت ہے حضور صلے اللہ علیہ وسلم کی باتوں کو پھیلانے کا شوق اور دنیادی چیزوں سے ہٹ جانے کا ذوق لے کر جو چلے اس کو یہ چیزیں خود بخود ملتی ہیں، یعنی مادی زندگی میں مسلم اور غیر مسلم میں فرق نہیں ہے۔ دنیوی سب چیزیں خدا تعالےٰ نے کافروں کو بھی دی ہیں۔ اللہ تعالےٰ نے کافروں سے کچھ چھینا نہیں۔ دنیا میں جو عذاب آتے

ہیں وہ نمونے کے طور پر ہوتے ہیں بدلہ نہیں ہوتا۔ سب قوموں کو تباہ کیا گیا تو یہ بدلہ نہیں ہوا، اس لیے مرنا تو تھا ہی۔

حق تعالیٰ شانہٗ کو خوش کرنے کے لیے جو چلتا ہے اسکے مال اور عمر میں برکت ہوتی ہے اور چین نصیب ہوتا ہے، اگر دل میں بے کلی پیدا ہو جاوے تو اس پر مسلط ہو جاویں تو اس پر بھی چین ہو جاتا ہے۔

محنت تو ایسی بتائی کہ اسکے ذریعہ کثرت سے مال آوے لیکن دھیان ایسی طرف لگایا کہ وہ دھیان اب اس پر نہیں لگتا بلکہ ان نعمتوں کے بنانے والے کا خیال لگا رہے۔ محنت کے ذریعہ نعمتیں ملیں گی اور نعمت سے نعمت والے کو پہچانو گے۔ اس کے حکم کے مطابق۔ سارے نبیوں کو دیکھو کتنی محنتیں کیں، کتنی کامیابی ہے۔

اس کام کا ارادہ کرنے کے بعد زیادہ مشکلات آئیں گی اس وقت اگر جمنے کے لیے تیار نہ ہو گے تو کام نہیں ہو گا۔ اگر موانع پر رکو گے تو کبھی کامیاب نہیں ہو سکتے۔

ہاتھ پیر کچھ اور کمائیں، دل کسی اور طرف لگا رہے، کمانے کا منشا اُسی کا حکم ہو۔ تمہاری محنتوں سے ایک طرف تو دنیا تمہارے قبضہ میں آتی رہے، دوسری طرف خدائی صفات آتی رہیں خدا کا رنگ بھرتا جاوے۔

اس زندگی کو نبیوں کی زندگی کے موافق کرو، سب تم پر مٹیں گے مگر تمہارے (دین پر) مٹنے کی کمی ہے۔ خدا رسول کے جاننے والوں سے مشورہ کر کے کام کرو، سونے کے وقت سونے کا بھی ثواب ہے۔ دین کا کام کرو جس طرح نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے بتایا ہے۔

ایمانی محنتوں کو اس نیت سے کرو کہ اسکا وصل اور دیدار نصیب ہو۔ اسکے کہے ہوئے اعمال کا کرنا شکر ہے، شکر کے برابر کوئی چیز نہیں۔

خدا کی صفات سے نورانیت حاصل ہوتی ہے۔ اگر غرض کی خاطر کرو گے تو یہی چیزیں نحوست بن جاتی ہیں۔

طبعی تقاضے سے جس چیز میں لگو گے ظلمت پیدا ہو گی۔ ہر وقت دھیان یہی رہتا ہے کہ کیا کھاؤں گا کیا پیوں گا بلکہ یہ ہو کہ مرنا ہے قبر میں جانا ہے خدا کے سامنے حاضری ہے۔ نفس پر جبر کر کے اپنی راہِ عمل بدلو اس کا بدلہ دنیا میں لوگوں کو تمہاری نسلوں کو فائدہ ملے گا۔ جتنا تم حضور صلے اللہ علیہ وسلم کی بات کو بارونق چھوڑ کر جاؤ گے اتنا ہی اجر ملے گا۔

مان کر نکلو کہ اللہ کے کام کے لیے نکلے ہو، کبھی کام نہیں بگڑ سکتا ـــــ ـــــ جتنا کر سکتے ہو اتنا کر کے اللہ کے حوالہ کر دو پھر توکّل کرو۔

دیکھو حضرت ابراہیم علیہ السلام زچہ اور بچہ کو چھوڑ کر کیسے جنگل میں آئے تھے۔ بتلاؤ وہ نسل برباد ہوئی یا رہی وہ تو ایسی آباد ہوئی کہ سب کو جنت میں لے جانے والا دین لے کر وہیں پیدا ہوا۔

★ ثواب حکم پر ملتا ہے عورت کے پاس جانے کا بھی حکم ہے، نماز پر جو دے گا وہی یہاں بھی دے گا۔

مایوسی نہیں۔ توبہ استغفار ندامت سے گناہ بھی نیکی بن جاتے ہیں۔

زیادہ سے زیادہ نکلنے کا عزم کرو۔ اس کی دعوت دو، تین چلّے گزارو علماء کرام کے لیے سات چلّے ہیں۔ چلنے والے سے چلانے والے میں زیادہ استعداد کی ضرورت ہے۔

اپنا پیسہ دوسروں پر خرچ کرنا باعثِ برکت ہے۔ دوسروں کے پیسے کی طمع کرنا بے برکتی ہے، دوسروں کی خدمت کرنا باعث نجات ہے۔

جو لوگ تبلیغ کے لیے آئیں پہلے انہیں دوسرے مبلغین سے ملایا جائے۔

بابا فرید گنج شکر رحمۃ اللہ علیہ اور حضرت نظام الدین رحمۃ اللہ علیہ کی خدمت میں بڑے محدثین آتے تھے انہوں نے ان کو مبلغ بنایا۔

حرکت میں برکت ہے۔

لا اللہ۔ اپنی اغراض اور خواہش پر نہیں چلیں گے۔ الا اللہ۔ اللہ کے

حکم اور امر پر چلیں گے، دینِ حق کا کام کرنے والوں پر نصرت مدد برکت پہلے زمانے سے زیادہ ہے۔

اس وقت پچاس درجے زیادہ ثواب ملے گا۔ ہر شخص محنت کرتا ہے۔ مسلمان نہیں کرتا۔

ہماری تکلیفیں حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے درد کا مرہم ہیں۔ حضور کا درد کیا ہے کہ دین نہ پھیلنا اس درد کا مرہم دین پھیلانا ہے تو ہم جو تکلیف دین کے پھیلانے میں اٹھائیں گے تو گویا وہ حضور صلے اللہ علیہ وسلم کے درد کا مرہم ہوگا۔

حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے سامنے امت کے اعمال پیش ہوتے ہیں، جو جتنا دین پھیلائے گا اتنا ہی وہ خوش ہوں گے، روضۂ مبارک میں تمہاری تکلیف سے ان کو راحت ہوگی۔

ایک شخص نے کہا حضرت کنٹرول نے ناک میں دم کر دیا ہے۔ میں نے کہا حضور صلے اللہ علیہ وسلم کی اسکیم کو ٹھکرانے کا یہی نتیجہ ہے۔

اہلِ مراد آباد تمہاری برکتیں کہ آج میرے پاس مولانا عبید اللہ سندھی آئے میں ان کے پاس مکہ معظمہ میں گیا، وہ مجھ سے سخت ناراض تھے فرماتے ہیں کہ تم نے بے وقت تحریک شروع کی ہے جب تک حکومت نہ بدلے یہ تحریک کامیاب نہیں ہو سکتی۔ لیکن انہوں نے اب کہا کہ میں دنیا بھر میں پھرا ہر جگہ مایوسی تھی، ہندوستان میں اب کچھ امید نظر آرہی ہے، اب میں بھی اس تحریک کا مطالعہ کروں گا اور میوات جا کر ان لوگوں کو دیکھوں گا۔

رفتہ رفتہ اس عمل کے لیے وقت نکالو اپنے مشاغل میں رہتے ہوئے اس کام کو بھی کرو۔

دینِ محمدی کیا ہے حضرت محمد صلے اللہ علیہ وسلم کا بنایا ہوا گھر، قبر کی زندگی، قبر سے لے کر حشر تک کا زمانہ جو پچاس ہزار برس کا ہے اس کے بعد جنت اور دوزخ کا ہے۔ دینِ محمدی کا مطلب یہ ہے کہ تینوں زمانوں میں بھی چین ہو۔

دنیا میں بھی سرداری ہو۔

سینکڑوں حدیثیں شاہد ہیں تو میرا اور میں تیرا جن غرضوں کے لیے تم اپنے کاروبار میں لگے ہو وہ غرضیں خدا اپنے ہاتھ میں لے لے وہ ذمہ دار ہو جائے وہ کہتا ہے کہ اگر تو خود کرے گا تو میں بگاڑ دوں گا۔ اگر اس کی آواز پر لبیک نہ کہو گے تو وہ تمہاری تدابیر الٹ دے گا۔ اگر خدا تعالےٰ کی مرضی کے مطابق کام کرو گے تو جو غلطی بھی ہوگی اس کی خاصیت بدل جائیگی جیسے آگ کو گلزار کر دیا۔

الحمدُ للہِ رَبِّ العٰلَمِیْنَ اللہ تعالےٰ پرورش کرنے والے ہیں۔ پرورش اور تربیت کا قانون اللہ نے بنایا ہے، تم اپنی تربیت خود کرنا چاہتے اگر خدا کے قانون پر نہیں چلو گے تو یہ نفس جو تمہارا دشمن ہے ایسے راستے بتلائیگا جس سے تباہی ہوگی۔ گھڑی بھر کا سوچنا ستر سال کی عبادت سے بہتر ہے شیطان فوراً بھلا دے گا، اگر سوچنے کا وقت نہ نکالو گے تو سب بھول جاؤ گے۔ اپنے تجربہ سے سبق نہ لو بلکہ خدا رسول کے احکام سے معلومات حاصل کیا کرو، کافروں کا جرم اسلام نہ لانا ہی ہے اس کی وجہ سے وہ جہنم میں جائیں گے۔

لاالٰہ اپنی تدابیر پر نہیں چلیں گے۔ الاالله تیرے حکم پر جان دے دیں گے۔ کہنے والا جنّت میں ضرور جائے گا۔

یہ دنیا کافروں کے لیے جنت ہے۔ مومن کے لیے دوزخ ہے۔ آخرت میں وہ دوزخ میں، تم جنّت میں جاؤ گے۔ مومن کی یہ تکالیف جہنم کے بدلے میں ہیں۔

بس تقریر رہ گئی تحریر رہ گئی جلسے شیطانی دھوکا ہیں، یہ کرو وہ کرو، کرتے کچھ نہیں میاں جب تک قدم نہ نکالو گے دل کی ظلمتیں مٹ نہیں سکتیں۔ سمجھ کس طرح ٹھیک ہو سکتی ہے سمجھ پر تو نفس کا کنٹرول ہے۔ حدیث میں ہے کہ شیطان قلب پر چمٹے ہوئے ہیں۔ جب اللہ کا ذکر ہوتا ہے تب ان پر چوٹ لگتی ہے۔

ہمت کر کے اٹھو پہلے جاؤ پیچھے آؤ۔ ارے میرے دوستو اس نکلنے کے

اندر جس چیز کے خرچ کا اندیشہ رکھتے ہو اسی میں ترقی ہے ۔ یا یہ کہو کہ یہ اللہ کی پکار نہیں یا اس میں حرج نہیں پھر کیوں نہیں ؟

حضرت مفتی[1] **صاحب** نے ایک اجتماع میں فرمایا میں ہمیشہ اسلامی فروغ دینے والے جلسوں کی صدارت کرتا رہا ہوں ، ہندوستان کے ہر کونے بلکہ عرب تک گیا ہوں لیکن میں اس عمر میں اسلامی چمک پہلی دفعہ دیکھ رہا ہوں ۔

معصیت سے بچو معصیت سے اللہ کا غضب آتا ہے ۔ یہ گھر تو بگڑنے کے لیے ہی ہے آسمان وزمین بگڑ جائیگا ۔

محمد صلی اللہ علیہ وسلم جیسا ناصح ہو اور قرآن جیسی نعمت ہو ۔ لیکن اگر اسکے دل میں نور ایمان نہیں تو وہ قبول نہیں ہو سکتے ۔

طالب علم کے کیا معنیٰ ہیں ۔ طالب علم کے معنیٰ ہیں کہ جن احکام کا سیکھنا ضروری ہے ان کے حاصل ہونے کے لیے بے چین ہونا ۔

میں مکہ گیا ، علماء کو جمع کیا ، امت کی تنزلی کے اسباب پوچھے ۔ سب نے ادھر ادھر کے اسباب بیان کیے کہ حکومت نہیں ہے ۔ بھلا حکومت سے اسلام کا کیا تعلق ہے ، حکومت سے اسلام نہیں پھیلا ، اسلام سے حکومت پیدا ہوئی ۔

لوگ یہ سمجھتے ہیں کہ ایمان تو موجود ہے ، اوپر کی عمارت تعمیر کر لو ۔ حالانکہ ایمان کو اندر ہی اندر گھن لگ جاتا ہے ۔ خدا کی قسم میری تحریک ایمان کی تحریک ہے

جیسے علوم ویسے ہی پیسہ ، پیسہ کی طرح علوم بھی بیجا خرچ کرتا ہے جیسے پیسہ کا اسراف کرنے والا دوزخ میں جائے گا ، اسی طرح علوم کو بیجا خرچ کرنے والا دوزخ میں جائے گا ۔

امارت کی برکتیں احاطہ سے باہر ہیں ۔ ہمیں حکم ہے کہ اگر دو بھی باہر نکلیں تو ایک کو امیر بنالیں ۔

عالم اسلام کے زندہ ہونے کی پھر امیدیں ہوگئیں ۔ عقل سے اللہ کے پہچاننے کا کام لو ۔ احکامات میں عقل مت دوڑاؤ ۔ اسلام کی پانچ بنیادوں کے ساتھ جہاد

[1] یعنی حضرت مفتی اعظم مولانا کفایت اللہ رحمۃ اللہ علیہ

بھی ہے، جہاد ارکان میں سے ہے۔ اور جنگ جس چیز کا نام ہے اس میں امام اور نظام شرط ہے۔

جس دین کو جناب محمد صلے اللہ علیہ وسلم بنا گئے ہیں اس کا دروازہ لاالٰہ الااللہ ہے۔ دوسرا نماز بغیر اس دروازہ کے تم داخل نہیں ہو سکتے۔

خدا کے یہاں طے شدہ ہے کہ اپنی جان کو بے قیمت کرنے والوں کو بڑھا دوں گا۔

میں بیمار ہوں، لیکن اس کام کی بیماری ہے۔

اپنی تواضع کے بعد اللہ کی بات کہنا بڑے سلجھے ہوؤں کا کام ہے۔ اللہ کی بات بیان کرنے میں اسے گمراہی کا اندیشہ نہیں ہوتا۔ جب کام کی منفعت تم نے سیکھی نہیں تو وہ امیدیں دل میں زندہ نہ رہیں گی جن کا وعدہ ہے۔ تو یہ کام تو بیکار ہوگیا۔ کوئی فائدہ نہیں۔ کام کرو اور کام کے طریقوں کو سیکھو۔ کام کرنے کی جو منفعتیں بیان فرمائی ہیں انہیں معلوم کرو۔ جب ان وعدوں کو یقین کی نظر سے دھیان میں رکھو گے تو جماؤ پیدا ہوگا۔

موت کو دن میں پچیس مرتبہ یاد کرنے والا شہیدوں میں اٹھے گا۔

(حدیث)

لاالٰہ اپنی ہوا کے پیچھے مت چلو الااللہ اللہ کے امر کے پیچھے چلو محمد الرسول اللہ اور تجھ سے گندے کو اللہ کے امر کا پتہ کیسے چلے گا۔ محمد صلی اللہ علیہ وسلم اس کا پتہ بتائیں گے۔

نماز کے اندر سات سو امر جمع کر دیئے، میراجی یوں کرے کہ ان سب کو یاد کرو۔ اخلاق کا خرچ ہونا منتہائے ہدایت ہے۔ صحابہ جو اتنے منجھے تھے انہوں نے ہجرت میں تکلیفیں بہت اٹھائی تھیں اس لیے منجھ گئے۔ جتنا نہ جاننے والوں کے ذہن نشین کرنے کی کوشش کرو گے اتنا ہی تمہارے دل میں کلمہ مضبوط ہوگا۔

اس طرز کی زندگی گذارنے کی کوشش میں شیطان (یعدکم الفقر) فقر سے ڈراتا ہے۔

چوبیس گھنٹے میں ذکر اور علم کے لیے وقت مُعیّن کرو، اس کو خاص مناسبت ہے اس کام سے۔

جب تک تبلیغ کے لیے چار چار مہینے ملک در ملک پھرنے کو جزو زندگی بنانے کی کوشش کے لیے پورے اہتمام کے ساتھ آپ لوگ کھڑے نہیں ہوں گے اس وقت تک میو قوم صحیح دینداری کا مزہ نہیں چکھیگی اور حقیقی ایمان کا ذائقہ کبھی نصیب نہیں ہوگا اور اب تک جو مقدار ہے وہ عارضی ہے اگر چھوڑ دو گے تو قوم اس سے زیادہ گرے گی۔ اب تک جہالت اس کی حفاظت کر رہی تھی اور شدتِ جہالت کی وجہ سے دوسری قومیں ان کو ہستی میں شمار نہ کرنے کی وجہ سے توجہ نہیں کرتی تھیں۔ اب تا وقتیکہ دین کی قلعہ بندی سے اپنی حفاظت نہیں کرینگے باطل قوموں کا شکار ہو جائیں گے۔

دین کی رغبت، جس وجہ سے لوگ مکتبوں اور مدرسوں کی اعانت کرتے تھے ختم ہونے والی ہے اور آگے چل کر راستہ مسدود ہے۔ علوم جن اغراض و منافع کے لیے حاصل کیے جاتے تھے وہ اغراض ان علوم سے وابستہ نہیں ہیں اسلئے اب علوم بیکار ہوتے جاتے ہیں اور وہ منافع اس سے حاصل نہیں ہوتے۔

حق تعالےٰ مومنین اور مومنین کے ذریعہ عام مسلمانوں کی طرف رحمت و فضل اور کرم کے ساتھ دین کی کوشش کے سرسبز ہونے کے ساتھ ہی توجہ کر سکتے ہیں۔

اپنی زندگی اور اپنی کوشش کی ناؤ کو اپنی عقل کی رسائی سے بالکل مبرّہ و منزہ رکھتے ہوئے حق تعالےٰ کے فرمان پر ڈال دینا مذہب کی بنیاد ہے۔

مصلحتوں اور منفعتوں کے کھل جانے پر مساعی کا اجر و ثواب ہزاروں گنا گر جاتا ہے۔

تبلیغ کے لیے کسی خاص جگہ کو مخصوص کر لینا اور باقی مواقع کو اس کے بعد پر رکھنا سنگین بنیادی غلطی ہے۔

اگر اشرافِ نفس محفوظ ہو اور دعوت یا ہدیہ پیش کرنے والے متعلق محبت اور کام کی حرمت و تعظیم کا غلبۂ ظن یا یقین ہو تو اس کی دعوت یا ہدیہ کو اپنی محتاجگی کے استحضار کے ساتھ قبول کیا جائے۔

مستقبل کی کوشش ماضی کے شکر سے خالی نہیں ہونی چاہیئے۔ حق تعالےٰ کے یہاں شکایت مبغوض ہے اور طلب محمود، مذہب ارادہ اور نیت کے اعتبار سے مصالح سوز ہے۔ کسی عمل کے موقع پر اس کے دنیوی و دینی مصالح کی نیت اور ان کو عمل کا معاوضہ سمجھنا موجب خسران ہے اور بطور عطا کے ان کی امید رکھنا باعثِ رحمت اور موجبِ ترقی ہے۔

انسان محض خلیفۂ خداوندی ہونے سے قیمتی ہے باقی اسکے سب اعتبارات سفلی ہوتے ہیں۔

تبلیغ میں نکلنے والوں کو دوسروں کی ہدایت سے نظر بالکل بند کر لینی چاہیئے۔ اللہ جل جلالہٗ کی محبت کے بعد سب اعمال سے اور سب نعمتوں سے افضل حُبِ مسلم ہے۔ دین کی باتوں کو پھیلانے کے لیے ملک بملک پھرنا اس تبلیغ و دعوت کا جسم و مادہ ہے۔

اللہ کے حکم پر جان دینے کا رواج ڈالنا اس دعوت کی روح ہے۔

تنہائی اور مجمع میں پڑھنے کے الگ الگ خواص ہیں اور اثرات ہیں۔

مُکلف چاہے مرد ہو چاہے عورت، اپنے فرائض کے ترک سے موردِ لعنت وغضب الٰہی ہوتا ہے۔

امتثالِ امرِ الٰہی کی حقیقت یہ ہے کہ حکم کا یقین اور عظمت ولولہ کو دبادے۔

دین کی ہر چیز کا مقصود قوتِ دعا کا بڑھانا ہے۔ جسمانی مشغولیت کے وقت قلب کا قوت کے ساتھ دعا میں مشغول ہونا افضل ہے، ورنہ خالی اوقات دعا سے معمور رکھے جائیں۔

ہم نادان اپنی کوششوں کے معاوضہ کو منافع خداوندی کی مقدار کو اپنی

مقدار سے محدود کر دینے کے ذریعہ ناقص کر دیتے ہیں۔

اہم فرائض میں کوشش کرنے والے اور نوافل میں کوشش کرنے والے برابر نہیں ہوتے۔

اگر خرابیوں کے ساتھ نظر اندازی و پردہ پوشی اور خوبیوں کے ساتھ پسندیدگی اور اعزاز کا مسلمانوں پر رواج پیدا ہو جائے تو بہت سے فتنے دنیا سے اپنے آپ اٹھ جائیں

نوافل کے اندر کی مداومت محبوبیت کی شان پیدا کر دیتی ہے، عبادات میں بقدرِ دوام حبِ خداوندی کا سرمایہ ہے۔

مذہب کے لیے ہزار جانوں کا طیب خاطر سے پیش کر دینا اس کی قیمت کے لیے کافی نہیں ہو سکتا۔

مذہب کی اصل قیمت سوزشِ جگر اور خونِ دیدہ بہانا ہے۔

انسان ایک بحرِ عمیق ہے۔

☆ **ایک** انسان دوسرے انسان سے کسی چیز کا اثر اتنا ہی لے گا، جتنی چیز اس انسان کے اندر اثر کئے ہوئے ہے۔

نکلنے کے زمانہ میں جوارح کا عبادات میں مشغول ہونا اور قلب کی کیفیت پر نگرانی کی ضرورت ہے۔

مومنین کا آپس میں حسنِ ظن حق تعالیٰ کے جود و سخا کے دہانے کھلوانے کے لیے بہترین مفتاحِ رحمت ہے۔

ترددات کی بدلیاں سرمایۂ فکر کو بے محل لگانے سے اٹھتی ہیں۔

تبلیغ میں بہت وجوہ سے اللہ کے تقرب اور نسبتِ یادداشت کے پیدا ہونے کے ایسے قوی اسباب ہیں کہ ہزاروں جان اور سر اس کی قیمت میں ارزاں ہیں۔

شیطان کے حملے سے رکاوٹ بقدر سرمایۂ قیمت اور نگرانی کے ہوتی ہے۔

طریقت تین چیزوں کا مجموعہ ہے: صحبت آداب و عظمت کے ساتھ (نفس کے حقوق) حظوظ سے محفوظ ہوں اور اللہ کے حکم کے ماتحت نگہداشت ہو، تیسرے ذکر کی پابندی بیدار دلی اور رضاء الٰہی کے ساتھ مشقت کے ساتھ کرے۔

ماں کے رحم میں دنیا بچے کے لیے بیج کی مانند ہے اور دنیا میں انسان کے لیے آخرت بیج کے مانند ہے اور اس کی منفعت تفصیل سے بے خبر ہے۔

☆ **تبلیغ** کی راہ میں سر پر آرہ کا چلنا اور تختِ سلیمانی کا ملنا دونوں نظر انداز کر دینے کے قابل ہیں۔

☆ **عمل** بلا صحبت اور صحبت بلا عمل خطرہ سے خالی نہیں۔

☆ **جو** شروع ہی سے قبض و بسط کے منظر انداز کرنے کا عادی نہ ہو گیا وہ پھسلے بغیر نہ رہے گا۔

☆ **حکم** کے تحت حلال و حرام کا دھیان کرنا دین ہے اور حکم سے قطع نظر کر کے کوئی وجہ ضروری قرار دینا بے دینی ہے۔

☆ **دین** کا کام جی لگنے کی وجہ سے کرنا دنیا ہے۔

جس طرح انسان کی زندگی دو سانسوں پر ہے اسی طرح اس کی ترقی خواہش پوری ہونے اور رکاوٹ پر ہے۔

قبض و بسط درجۂ کمال تک کے لیے انسان کے لیے لازمی ہیں بسا اوقات مقاصد کے پورا ہونے پر طبیعت گھبراتی ہے اور بسا اوقات پورا نہ ہونے پر طبیعت کھلتی رہتی ہے۔ جب خطاب کی ناقدری شروع ہو جائے تو تبلیغ میں براہِ راست خطاب کرنا مناسب نہیں اس کے ماحول میں تبلیغ کرے۔

دین ایک قلعہ ہے جو اپنے درست ہونے سے دینداروں کی حفاظت کرتا ہے اور دارین کی نعمتوں کے حصول کا ذریعہ بنتا ہے۔

سودی معاملہ کرنا خدا کی خدائی کے خلاف اقدام کرنے پر جرأت کرنا ہے۔

دین کی کوششوں کے منافع کو اللہ نے اپنی قدرت کے پردوں میں چھپا رکھا ہے اور اس لائن کی پریشانیوں کو سامنے کر رکھا ہے۔ تاکہ کوشش میں اللہ پر اطمینان کے ساتھ وابستہ ہو۔

جو قوم کلمۂ طیبہ اور نماز کی چیزوں کی تصحیح اور کلمۂ شہادت کے مضمون پر اب تک مطلع نہ ہوئی ہو اس کا اوپر کی چیزوں میں مشغول ہونا سخت غلطی ہے۔

دین کی رغبت جس کی وجہ سے لوگ مکتبوں اور مدرسوں کی اعانت کرتے تھے ختم ہونے والی ہے اور آگے چل کر راستہ مسدود ہے۔ علوم جن اغراض و مقاصد کے لیے حاصل کیے جاتے ہیں وہ اغراض ان علوم سے وابستہ نہیں ہیں، اس لیے علوم بیکار ہوتے جاتے ہیں اور وہ منافع ان سے حاصل نہیں ہوتے اسلامی زندگی ہی ہے کہ مقاصد خدا اور رسول کو کامیاب بنانے میں ہر وقت جانی و مالی زور کیساتھ مصروف رہے۔ مسلمان اس سے نہایت غافل ہیں۔

فتنوں کی رفتار ڈاک گاڑی سے بھی زیادہ تیز ہے اور اس کے مقابل کی رفتار چیونٹی سے بھی زیادہ سست ہے۔ ہماری تحریک اور اسلامی تبلیغ نہ کسی کی دل آزاری کو پسند کرتی ہے نہ کسی فتنہ فساد کے الفاظ سننا چاہتی ہے۔

دوسروں کے عیب کی کوشش بے ہنری ہے اور کام کو بے رونق کرنے والی چیز ہے۔

امت محمدیہ کے امراض کہنہ میں عملی چیزوں کا بے محل اور بے ضرورت تقریروں پر اکتفا کرنا ہے۔

حضرات صحابۂ کرام رضوان اللہ علیہم اجمعین کام اللہ کے لیے کرتے تھے جس وقت جس کام میں اللہ کی رضا ہوتی تھی اسی کے لیے سرگرم ہو جاتے تھے، وہ چیز جس کو آج رغبت سے کرتے تھے کل اسی کو نہایت لاپرواہی سے چھوڑنے کے لیے تیار ہو جاتے تھے۔ وہ گھروں کو روزگاروں کو بچوں کو، بیویوں کو، نوافل کو ذکر کو اس لیے نہیں کرتے تھے کہ وہ بذاتہٖ کوئی چیز ہے وہ محض اللہ کی خوشنودی کے

لیے کرتے تھے، جیسے آج رغبت سے کرتے تھے اسے اُسی جذبہ سے چھوڑ دیا کرتے تھے۔
نہوں نے دل صرف ایک کو دیا تھا بس اسی کی خوشی حاصل کرنے کے لیے یہ سب
کام کرتے تھے اور اسی کے لیے چھوڑا کرتے تھے۔

اس کام کا خلاصہ یہ ہے کہ مدرسہ کی تعلیم کے زمانہ میں جو کچائی باقی رہ
جاتی ہے اس کو دور کرنے کے لیے کلمہ، نماز، چھوٹوں اور بڑوں کے آداب، باہمی
حقوق، درستی نیت اور لغزش کے موقعوں سے بچنے کے لیے، علم و عمل کو سیکھنے
کے لیے ان اصولوں کے ساتھ اپنے بڑوں سے لیتے ہوئے ان لوگوں کے پاس
جائیں جو ان سے بالکل محروم ہیں تاکہ ان کی کچائی دور ہو جائے اور ان کو
واقفیت حاصل ہو جائے یہ اس کام کا نچوڑ ہے جو خود حضرت کا فرمایا ہوا ہے اور
وہ چاہتے تھے کہ یہ تحریر ہر شخص اپنے پاس رکھے تاکہ بار بار خود بھی غور کرے اور اسی
کو پیشِ نظر رکھ کر دوسروں کو بھی اس طرف متوجہ کیا جائے۔

اگر اس کام کے بجائے صرف کسی کو دُعا دیدوں تو کیا ظلم نہ ہوگا۔ اے
اللہ جن گناہوں کی بنا پر تو نے ہم سے دین کے کاموں کو سلب کر لیا ہے تو ہمیں
معاف فرمادے کہ ہم نے تیرے دین کو مٹتے دیکھا اور ہم خاموش رہے۔

جان قربان ہو جاوے دین زندہ ہو جائے یہ جہاد ہے۔

نماز شبِ معراج میں ملی اور یہ پہلے دن آئی، تبلیغ حضرت جبرائیل علیہ السلام
لائے اور نماز کے لیے خود رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم کو بلایا گیا۔

☆ تبلیغ کے اس کام میں غلطی بہت جلد تباہ کر دیگی۔

اللہ کا نام چاہے کتنی ہی غفلت سے لیا جائے بے تاثیر نہیں رہے گا۔
(حضرت گنگوہی رح)

اس کارخانہ کا ٹوٹنا حضور صلے اللہ علیہ وسلم کی لائی ہوئی چیزوں کے خاتمہ پر ہے
دین حق کی جدائی پر ابلیس بھیڑیا اٹھالے جاتا ہے۔

جس وقت جو کام کرو اس میں لگ جاؤ اور دوسرا خیال مت کرو،

نماز میں نماز اور تبلیغ میں تبلیغ کا خیال رکھنا ضروری ہے۔

علماء سے کہو نہیں بلکہ اپنا نمونہ پیش کرو۔

حضرت جی میں تڑپ اور بے چینی ایسا معلوم ہوتا تھا کہ حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم سے ورثہ میں ملی ہے، سنا ہے کہ حضرت مجددؒ کی حالت بھی اسی طرح کی تھی۔

اس گاڑی کے دو پہیے ہیں۔ اپنی برائی اور دوسروں کی خوبی تلاش کرو، شکایت کا دروازہ بند کردو۔ نہ افراد کی نہ امت کی۔ رحمت کے پھاٹک کھلے ہونے کا یقین۔ مایوسی حرام قطعی۔ ایک لمحہ کے لیے بھی جائز نہیں۔ جو کر سکتے ہو کر گذرو۔ نہ کسی عمل کو چھوٹے ہونے کی بناپر حقیر سمجھو، نہ وقت کے کم ہونے کی وجہ سے دوسرے وقت کا انتظار کرو۔

کام جتنے بھی ہو رہے ہیں سب ضروری ہیں مگر بس تبلیغ میں لگ جاؤ، ان کے مضرات دور ہو جائیں گے خیر کی پرورش کرے گی، شر کا دفعیہ کرے گی۔

اغراض چاہے ذاتی ہوں یا قومی، ان کے لیے کروگے تو اللہ کی مدد نہیں ہوگی۔

حاجی (عبدالرحمٰن) کہتے تھے کہ حضرتؒ جی کا مکان کچھ ڈھواؤ سا ہو گیا مگر بنوانے نہیں دیتے تھے۔ ایک دن حضرتؒ سہارنپور چلے گئے۔ میں نے چھ راج لگاکر بنوالیا جب واپس پہنچے تو فرمایا۔ اتنا روپیہ تبلیغ میں صرف ہوتا ہمارا کیا تھا، گر جاتا تو مر جاتے مکان پکا ہو گیا، تبلیغ کچی رہ گئی۔ تم دنیا میں پھنس گئے۔

حضرت نے فرمایا میرا دل یوں چاہے ہے کہ بریلوی حضرات کے پاؤں پکڑلوں لیکن ہوگا یہ کہ سب سے پہلے تم ہی بگڑو گے کہ یہ ان میں چلے گئے اور وہ کہیں گے کسی مطلب سے آئے ہیں۔ حقیقت کوئی نہیں سمجھے گا، دونوں نفس پرستی پر ہیں۔

بہ روایت حاجی عبدالرحمٰن صاحب مرحوم۔ حضرت جی کو اس کام کے کرنے کی ہمت نہ ہوتی تھی۔ لیکن حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا تب اس کام کو اختیار کیا۔

اللہ کی دہش رمضان میں بھرنے میں ہے۔ رمضان کو نیکیوں سے زیادہ معمور کرو۔ اس کی یہ مہمانداری ہے۔

تصوّف ؛ تصحیح نیت ہے۔

☆ **شریعت** نے جس وقت جو بتلا دیا ہے وہ کرنا۔ تیمم کے وقت وضو کرنے والا نافرمان، اللہ نے کافی رحم کے راستے وا کر دیئے ہیں۔ تم اپنی فکر نہ کرو۔ یہ تحریک اسلام کو جنم دینے والی ہے۔

☆ **بابا فرید گنج شکر رحمۃ اللہ علیہ** کے یہاں ۸۰ مبلغ رہتے تھے۔

زمین و آسمان عالم اصغر ہیں اور دل عالم اکبر۔ اس میں لا الٰہ الا اللہ کو بھرنا ہے۔ نماز اور کلمہ قاری سے درست کراؤ۔

پانچ ارکان کی درستی کے بعد بہت سی چیزیں خود درست ہو جائینگی میں اسے کسی غرض کے لیے نہ کروں، تیری رضا کے لیے ہو، اس کی عظمت پر جان قربان کر دوں۔

اگر اغراض کو قربان نہ کیا تو علماء کا علم بھی جہنم میں لے جائے گا۔

صحابہ کرام رضوان اللہ علیہم اجمعین، جس طرح ہم دوسروں پر خرچ کرنے کو بھول گئے ہیں وہ حضرات اپنے اوپر صرف کرنا بھول گئے تھے۔

کام تمام شریعت کے ماتحت، نیت خالص اللہ کے لیے، بس یہ طریقت ہے

حضرت جی نے غیر محرم سے ٹیکہ نہیں لگوایا باوجود اس تاخیر سے پچاس روپے والے ٹکٹ کے ۳۰۰ بڑھ جانے کا آگے خطرہ تھا۔ (سفر حج)

اے اللہ جو دین محمد صلے اللہ علیہ وسلم کے لیے کھڑا ہو تو اس کی مدد کر اور جو دین محمد صلی اللہ علیہ وسلم کے لیے کھڑا نہ ہو تو اس کی مدد نہ کر۔

ایسے شخص کے لیے جس کو رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم کی بددعا ہو میری دعا کیسے کارآمد ہو سکتی ہے۔ چنانچہ ہر مرض کا علاج تبلیغ ہی ہے۔

تین چلّے آنے سے زندگی کا رُخ بدل جائے گا، اسلامی زندگی بن جائیگی۔

کلمہ کی عظمت ۔ ستّر سالہ کافر مومن بن جاتا ہے، یہ کارِ نبوّت ہے ۔
ساتواں نمبر لایعنی باتوں سے پرہیز۔ یعنی ان نمبروں کے علاوہ اور باتیں نہ کی جائیں
تصحیح نیت، دل کا رخ نفس کی بجائے اللہ کی طرف ہو جائے ۔
حق کے ساتھ اللہ کی امداد ہے ۔
یہ طریقۂ تبلیغ کشتیٔ نوح ہے جو اس میں سوار ہوگا محفوظ ہو جائے گا۔
ایک بے نمازی کی نحوست ۴۰ گھروں تک پہنچتی ہے ۔
دعاء اضطراب کے وقت قبول ہوتی ہے۔
مومن سے محبت نہ ہونے پر اللہ تم سے کافروں کے کتوں سے محبّت کرائے گا۔
گھر سے نکلنے کی برکت نے حضرت اسمٰعیل علیہ السلام اور حضرت ہاجرہ کے ذریعہ کعبہ شریف، زمزم، رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم عطا فرمائے ۔
قبل نماز گشت ہونا چاہیئے۔ گشت میں نماز پر زور دینا کہ اسی وقت پڑھیں
اکرامِ مسلم: یعنی علماء کرام کا احترام ضروری ہے۔ **مبلغ** سب کو بنانا۔
یہ وہ مردہ سنت ہے جس کے زندہ کرنے سے ہزاروں فرض زندہ ہوتے ہیں ۔
تبلیغ کا کام اگر ہم اپنی جانیں دے کر زندہ کر جائیں تو بہت کچھ ہے ۔ چونکہ اسکے پھل تو آئندہ نسلیں ہی کھائیں گی ۔
برادری کی پنچائتوں کے ذریعہ کام کیا جائے ۔
اہلِ مرادآباد کو تخاطب؛ تمہارے ذریعہ علمائے کرام میں دعوت کا کام لینا ہے ۔
جلسہ کرو جس میں اپنے قرب کے اضلاع کے علماء کو سیکھنے اور بڑے علماء کو سکھانے کے لیے بلاؤ۔

مولانا ظفر احمد صاحب، مولانا سیّد سلیمان صاحب ندوی، مولانا محمد طیّب صاحب، حضرت مفتی کفایت اللہ صاحب کو مخاطب کرکے: اس کام کے لیے دنیا میں صرف بارہ ہزار کافی ہیں۔ یہ اپنی قلّت کے سبب ناکام نہیں ہوسکتے۔ صرف اصول کی بناپر ہوسکتے ہیں۔ یہ حکومت کے قائم مقام ہوں گے۔

مولانا حسین احمد صاحب مدنی کی برکت سے انگریزوں کا مقابلہ ہوتا ہے۔ یہ کام بھی نہیں چھوڑنا ہے۔ میرے پاس تمام باتوں کے لیے طریقے ہیں۔ صرف میرے معین نہیں۔

جوش ایسا جان کی پرواہ نہ کی جائے۔ ہوش ایسا کہ چھوٹے بڑے کا لحاظ کیا جائے۔ جوش ہوش کے ساتھ ہو۔

ایک دوسرے سے ارتباط پیدا کرنا ہماری تحریک ہے۔ میوات دہریت سے پاک ہے اس لیے وہاں کام جلد ہوا۔

بیرونی ممالک کے لوگ جہاں ہوں ان کو اس کام کے لیے تحریک کرو۔ یہ غیر ممالک کی تبلیغ کا قائم مقام ہوگا۔ ان کو چلّوں کے لیے بھیجو۔

کارخانوں اور پنچائتوں میں کام کیا جائے۔

انگریزی مدرسوں، انگریزی ملازموں کو دعوت دینا ضروری ہے۔

ایک جماعت کا تعلق دوسری جماعت سے کرو، تم جاؤ انہیں بلاؤ۔

عربی مدارس میں جماعتیں بھیجو۔

صوبوں میں جماعتیں لے کر جاؤ، اور ملکوں میں جماعتیں لے جانے کا ارادہ کرو اور دعائیں مانگو۔ یورپ میں ایشیا میں، افریقہ میں جتنے لوگ جنگ کے لیے گئے۔ اتنے لوگ دین کے لیے ہمارے جیلوں میں گئے۔ انہوں نے دوزخ، انہوں نے جنّت۔

چلّوں کے لیے نکلو۔ سالوں کا ارادہ رکھو عمریں صرف کرنے کے لیے دعائیں مانگو۔

علم ہو، نفس قابو میں ہو۔ یہ باعثِ رحمت ہے ورنہ وہ علم شیطان ہے۔
ان کو نکالو تبلیغ کے لیے جن کو روزہ نماز نہیں آتی۔ ان کو نکالو جو کلمہ نہیں جانتے۔

ان کاموں میں اپنے آپ کو ختم کردو۔ کام پھیلے گا، بڑھے گا۔
یہ تحریک کیا ہے۔ مشغول لوگوں کے لیے مشغول رہتے ہوئے اپنے خدا سے رشتہ جوڑنے کا طریقہ اور قہر سے بچنے کا راستہ، خلاصہ۔ حضور اکرم صلے اللہ علیہ وسلم کی بات کو بلند کرنا۔ قہر سے محفوظ رہتے ہوئے مہر کو حاصل کرنے کے لیے سیکھنا۔

حضرت مولانا علی میاں نے فرمایا کہ مجھ سے حضرت کی محبت حضرت سید صاحبؒ کی وجہ سے تھی۔ فرماتے تھے کہ ہم ایک ہی درخت کی شاخیں ہیں۔ سابقین کی باتوں کو زندہ رکھنا ہمارا کام ہے۔

اللہ کے بندوں کی خدمت گزاری کے لیے ذلت برداشت کرنا سیکھو۔
حضرت عمر رضی اللہ عنہ، حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ، حضرت بلال رضی اللہ عنہ کو نہیں پہنچے جو پہلے آئے وہ پہلے۔

کام کرنے کے بعد شکر کرے۔ ندامت سے سر جھکائے کہ جیسا کرنا چاہئے تھا نہیں کرسکا۔ اس سے نفس مرجائے گا۔ علماء و مشائخ سے حضرت جیؒ نے فرمایا کہ تم نے میری قدر کی دین کی قدر نہ کی۔

حلیم کالج کانپور میں حضرت جی تصویروں کے سبب اندر کمرے میں نہیں گئے۔ ایک جگہ سے تیس ہزار کا چیک آیا جو واپس کردیا گیا کہ ہم تمہارے بنک نہیں ہیں۔ وقت فارغ کرکے آؤ اور اس کا طریقہ استعمال سیکھو۔

گشت میں ایسے نکلو جیسے کھوئی ہوئی چیز کی تلاش میں نکلا کرتے ہیں۔
شیطان کی برابر ترقی نماز نہ پڑھنے سے ہے۔ چونکہ سجدۂ آدم نہ کرنے ہی نے اس کا یہ حال کرایا۔

(حضرت جی حجاز تشریف لے گئے) جب یہ کام پیش کیا تو ایک بوڑھا عرب اپنی داڑھی کو پکڑ کر کہتا (هٰذا شیئٌ عَجِیبٌ) بحرین، سوڈان، نجد کے لوگوں نے حضرت جی سے کہا کہ ہمارے یہاں چلو ہم ذمہ دار ہیں، حضرت جی دعاء کرتے تھے کہ قیامت میرے سامنے نہ آئے، انہیں ڈر تھا کہ میں ایسا گنہگار ہوں کہ میری وجہ سے کہیں قیامت نہ آجائے۔

اے خدا میں وہ مانگتا ہوں جو حضور صلے اللہ علیہ وسلم نے مانگا۔ اس سے پناہ مانگتا ہوں۔ جس سے انہوں نے پناہ مانگی تھی۔ تمام خیر مانگتا ہوں، تمام شروں سے پناہ مانگتا ہوں۔

حضور اکرم صلے اللہ علیہ وسلم کی وفات کے بعد آپؐ کے اخلاق تمام امت میں بکھر گئے ہیں ان کو حاصل کرنے کے لیے گھروں سے نکلو۔

دورانِ تبلیغ اپنی ضرورتوں کے لیے بھی دعاء مانگا کرو۔

حضرت جی فرماتے تھے کہ حاجی عبدالرحمٰن صاحب کی تعریف ان کے منہ پر کرنے سے ان کا کچھ نہیں بگڑتا۔

حاجی عبدالرحمٰن صاحبؒ کی روایت حضرت جی ایک دفعہ ڈیڑھ سال تک تبلیغ میں لگے رہے۔ عزیزوں سے نہیں ملے۔ (حاجی عبدالرحمٰن)

مولانا محمد یوسف صاحب: نفس کے دھوکے سے بچو۔ کام نہ کرنے پر کہتا ہے کہ وسعت کے مطابق کر رہا ہوں اور کرنے پر کہتا ہے کہ میں نے بہت کر لیا۔ اس سے غرور پیدا ہوتا ہے۔ بس اس کو خالص اللہ کے لیے کرو۔

اتباع رسول صلی اللہ علیہ وسلم صرف کامیابی کا راستہ ہے۔

حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ ہجرت کے وقت رستہ بتانے والے تھے اور وفاتِ رسول صلے اللہ علیہ وسلم کے بعد بھی۔

درود شریف پڑھنے سے تمام دُعائیں قبول ہوتی ہیں۔ دعا کے اوّل آخر اسے پڑھ لیا کرو۔

☆ تبلیغ کی صلاحیت سنتوں کے عمل کرنے میں ہے خواہ چھوٹی ہی ہوں۔
میوات ایسا تو ہوگیا ہے کہ جب جو چاہے جتنے وقت کے لیے وہاں جاکر اس کام کے لیے لوگوں کو نکال سکتا ہے، اور ایسا کبھی نہ ہوگا کہ وہ خود نکلا کریں۔

مرتبہ: حضرت نصر اللہ خان صاحب، نوح والے

خادم بڑے حضرت جیؒ

اصولِ تبلیغ: دین کی باتوں کے لیے گھر سے نکلنا۔ مسلمانوں کی خوشامد کی مشق کرنا۔

حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی عادتِ شریفہ تھی کہ کسی کی ناگواری کو پسند نہیں فرماتے تھے پہلے گوارگی کی طرف مائل فرمالیتے تھے تب اس سے گفتگو فرماتے تھے۔

"اسلام" زیرکی کا نام ہے۔

دین سراسر عظمت و وقار کا نام ہے، ادب کا نام ہے۔ نفس کی لائن سے اللہ کی لائن عظیم ہوجاوے۔ یہ چیزیں روحِ دین ہیں۔

جب مسلمان کی طرف نگاہ کیا کرو تو اس کی طرف وقار کے ساتھ نظر کیا کرو کہ یہ خدا پر ایمان لایا ہوا ہے، میرا خدا اس کو پیار کرتا ہے پھر میں کیوں اس کو غیر نظر سے دیکھوں۔

خدا کے ہاں خشیت سے مرتبہ بلند ہوتا ہے۔ خدا کے یہاں ڈرنے والا ہی پسند ہے۔

جو اعلےٰ مرتبہ چاہتا ہے رات کی بیداری اختیار کرے۔
عام مسلمانی، تبلیغ بغیر مٹتی جارہی ہے۔
اپنی جان سے اللہ کا حکم زیادہ مقدم رکھو۔

مومنین کا آپس کا حسنِ ظن حق تعالیٰ کے جود و سخا کے دہانے کھلوانے کے لیے بہترین مفتاحِ رحمت ہے۔

حکم کے تحت حلال و حرام کا دھیان کرنا دین ہے اور حکم سے قطع نظر کر کے کوئی وجہ ضروری ہونے کی قرار دینا دنیا ہے۔

غیبت کرنے والے کو اللہ ارادہ کر لیتے ہیں کہ اس کو بغیر ذلیل کئے ہوئے نہیں رکھوں گا۔

جب تم اللہ پر بھروسہ رکھ کر اس کام کو کرو گے تو اللہ تعالیٰ مخلوق کے قلوب کو اس طرف مائل کر دیں گے۔

تاوقتیکہ جڑیں نہ مضبوط ہو جائیں اس وقت تک آگے کی شاخیں سر سبز نہیں ہو سکتیں اور وہ جڑیں کیا ہیں: نماز، قرآن، ذکر، مسلمان کا وقار، تبلیغ اخلاص نیت اور اخلاق و اکرام کے ساتھ۔

تعزیت اور عیادت کے آداب یہ ہیں کہ ان کے یہاں چکھے تک نہیں بلکہ کچھ لے کر جائے۔

جب تک انسان اپنے کو مخلوق کا خادم اور چھوٹا سمجھتا رہے گا اس وقت تک اللہ تعالیٰ کے یہاں مقرب اور محبوب ہے۔

اگلی زندگی سمندر جیسی ہے اور یہ زندگی بلبلہ جیسی ہے۔

تبلیغ میں مومن کی زیارت آنکھ کا ذکر، چلنا پیر کا ذکر۔

میں اس راستہ کو راہِ نبوت سمجھتا ہوں۔

میرے رب کا حکم ہے اس نیت سے مشقیں کرو، جس وقت جی نہ چاہتا ہو اس وقت زیادہ کرو۔

اللہ سے واسطہ عبد ہونے کا ہے۔ جس قدر صفت عبدیت بڑھے گی اسی قدر اللہ سے تعلق ہو گا۔

ان امور میں اللہ کی رضا کس قدر ہے، ان رضاؤں کو تلاش کرو۔

اغراض کو قربان نہیں کیا تو علماء کا علم بھی جہنم میں لے جائے گا۔

☆ عمل بلا صحبت اور صحبت بلا عمل خطرے سے خالی نہیں۔

دین کا کام جی لگنے کی وجہ سے کرنا دنیا ہے۔

تردّدات کی بدلیاں سرمایۂ فکر کو بے محل لگانے سے اُٹھتی ہیں۔

اس چیز میں بال برابر فرق نہ ہوتے ہوئے اور چیزوں کو کرنا عین دین ہے، اس کے خلاف بددینی ہے۔

حق تعالٰی کا وعدہ ہے جو چیز اس چیز کے مقابل میں آوے گی وہ پاش پاش ہو جائے گی۔

قرآن کی ہر آیت عجیب و غریب ہے۔

☆ تبلیغ کا کام رلنا ملنا کمالات والوں سے ملنے سے کمالات پیدا ہوں گے۔

بلا کو دُعاء اور صدقہ رد کیا کرتے ہیں اور یہ دونوں چیزیں آداب رکھتی ہیں۔ بلا شرائط اور آداب اثرات ناممکن اور بلکہ خلاف ہو جایا کرتے ہیں۔

دعاء توبہ و استغفار کے بعد۔

دین کیا چیز ہے۔ وہ یہ کہ اللہ جس چیز کا حکم کر دیوے اس کو دل و جان سے کرنا جیسے ابراہیم علیہ السّلام بچے کو پھینک آئے۔ غرضکہ جب حکم اسی طریق سے پورا کرے تو پھر یہ دین ہے، اس میں مصلحت سوچنے کی کوئی ضرورت نہیں۔

غزوہ خندق میں وہی ایک ہوا مومنوں کو راحت تھی اور کفار کے لیے تباہ کرنے والی۔

حکم کی تعمیل کے اندر جان کے دینے کا فکر کرتے رہو۔

اس جان کے قیمتی ہونے نے رضائے جلِ جلالہ، کے قیمتی ہونے کو روک رکھا ہے۔

مسلمانوں کی بلائیں ٹلنے کا تبلیغ میں مر مٹنے کے سوا اور کوئی علاج نہیں ہے، یہ اس کا واحد علاج ہے۔

کوئی مومن خیر سے بھی خالی نہیں اور کوئی مومن شر سے بھی خالی نہیں۔

اللہ تعالیٰ کی عظمت اور جلال اور صفات کا دھیان کرتے ہوئے اس کے بتلائے ہوئے اعمال کے اندر جہد کرنے کا نام (خالص رضائے مولیٰ کے لیے ہو) دین ہے۔ اس میں بال برابر فرق کرنے کا نام دین نہیں ہے۔

سب اعمال میں نیت کے بغیر کچھ نہیں ہوتا۔ تبلیغ بھی نیت صحیح کرنے کے لیے ہے۔ خواہشات کا ذرّہ برابر شائبہ نہ ہو پھر عمل خالص ہوگا۔

اللہ تعالیٰ نے اعمالِ محمدی کے اندر اپنے ملنے کا راستہ بتلایا ہے۔

دعا۔ اللہ تعالیٰ کی رضا کے کاموں کے تحت ان کے معاون بننے کے لیے حاجاتِ بشریہ کا مانگنا خاص اثر رکھتا ہے۔

کام مقصود نہیں بلکہ کام کے اندر کی مشقت مقصود ہے۔ اور پھر مشقتوں کے اندر کی وہ مشقت جس میں کہ جان جا رہی ہو۔ اس وقت دیدارِ خداوندی کا وعدہ ہے۔

علوم کی صحیح تلاش کرو اعمال کے لیے۔ اعمالِ محمدیہ کے اندر رضاءِ الٰہی کی تلاش کرو۔

ہر لائن کے فرضوں کو جب تک نہ کرو گے تو پھر کفر میں اور اسلام میں فرق ہی کیا ہے۔

☆ تنہائیوں میں اپنے گھٹ میں بٹھانے کی نیت سے ذکر اور مجمع میں اسکی پکائی کے واسطے تقریر کرو۔

اخلاق سے اور عبودیت سے تبلیغ کرو۔ حکومت کے طور سے مت کہو بلکہ مشورے کے طور سے کہا کرو۔

دین کے پھیلانے کے لیے ترکِ وطن سنت طریقہ ہے۔

☆ عمل بالذات مقصود نہیں بلکہ احکامات کی قدر دانی کرتے ہوئے کہنا اصل چیز حکم کی قدر ہے، حکم کا ماننا۔

صحیح اسلام دکھلانے کی جھلک دکھلاؤ اللہ کی مخلوق کو یہ ہے اس وقت کا کام۔

قرآن پڑھنے میں خدا کی آواز سُنائی دینے لگے۔ ایسا پڑھو۔

راتوں کو رونے کی مشق کرو۔

مراقبہ اور قوت فکریہ سے کام میں مضبوطی ہوتی ہے۔

تنہائیوں میں بیٹھ بیٹھ کر سوچ سوچ کر باہر نکلو اور باہر نکالنے کی کوشش کرو تبلیغ کے لیے۔

علم ماتحت ہو فکر کے۔

بدنی عبادت سے فکری عبادت اتنی ہے کہ ستر سالہ عبادتوں کے مقابلہ میں ایک گھڑی کی فکر زیادہ ہے۔

عمل کرے حکم کی وجہ سے اور پھر عمل پر بھروسہ نہ رکھے، ڈرتا رہے، اپنی جان کا دے دینا اور ترکِ وطن کرنا دوسروں کی پرورش کا باعث ہوگا۔

☆ ذکر کے معلوم کرنے کے لیے کسی اللہ والے کے پاس جاؤ۔

یہ جو روح ہے، اس کی بھی روح ہے۔ اور وہ کیا ہے امرِ ربیؔ۔

قرآن کے اندر اللہ تعالیٰ کی صفات اور انبیاء علیہم السلام کے واقعات پر غور کرو۔

قرآن حضور صلے اللہ علیہ وسلم کا راہبر ہے، پھر اس پر غور کیجیے کہ قرآن کتنی عظمت والا ہے۔

قرآن کے اندر عجیب و غریب عجائبات ہیں، اس کی عظمت یہ ہے کہ اس کی محبت کے مقابلے میں سب دنیوی محبتیں نیچی ہوں۔

نماز کی صف کا ٹیڑھا ہونا، دلوں کو ٹیڑھا کرتا ہے۔ آگے پیچھے کھڑا ہونا تفریق کا باعث ہے اور فصل کا ہونا شیطان کا داخل ہونا ہے۔

اللہ تعالیٰ کے احکامات کو اپنے اندر لانے کی اتنی جہد کرو اور جہد کی

کی مقدار میں اتنی ترقی کرو کہ جان کو خوشی خوشی دے دیوے۔ وہاں پر دیدارِ خداوندی کا وعدہ ہے۔ اب جتنی جہد اس کی رضا کے واسطے اللہ کے اوامر کی ادائیگی میں کروگے اتنا ہی قربِ خداوندی حاصل ہوگا۔

قرآن پاک کے عجائبات کی کوئی انتہا نہیں حضور صلی اللہ علیہ وسلم جب خود فرما دیں کہ قرآنِ پاک کے عجائبات کی کوئی تھاہ نہیں۔ جب حضور جیسی ذاتِ پاک اس کے عجائبات کا احاطہ نہیں کر سکی تو پھر اس کی عظمت کا کیا ٹھکانہ ہے۔

قرآن پاک جس مہینہ میں نازل ہوا اس کی عظمت دوسرے مہینوں سے کس قدر افضل ہے اس مہینہ کی فرض نماز کا ستر گنا ثواب اور نفل فرض کے برابر لکھے جائیں یہ سب قرآن پاک کی ہی وجہ سے افضلیت ہے۔ پھر قرآنِ پاک کی کس قدر افضلیت ہوگی۔

جس رات میں یہ قرآنِ پاک اترا آسمانِ اوّل پر وہ رات شبِ قدر کہلائی جس کا ثواب ہزار مہینے کی عبادت سے افضل، یہ افضلیت محض قرآن پاک کی ہی وجہ سے ہوئی۔ اب قرآن پاک کی عظمت کا خیال کیا جا سکتا ہے کہ کس قدر ہوگی۔

زمین و آسمان کے اندر رائی کے دانے بھر دیئے جائیں اور پھر ایک دانہ اٹھایا جاوے پھر ہزار سال کے بعد دوسرا اٹھایا جاوے۔ اس کی مقدار اگلی زندگی ہے۔

ایمان کی جڑ کا پھل (میوہ) ہے! شکستہ دلوں کا جوڑنا، مقروضوں کا قرضہ ادا کرنا، معاف کرنا۔

قرآنِ پاک نماز میں پڑھا جاتا ہے تو نماز کی وجہ سے مسجد کی تعظیم کا کس قدر حکم ہے کہ اگر کوئی فضول بات کرے تو چالیس دن تک اس کی عبادت میں رونق نہیں رہتی۔ جب مسجد میں جو نماز کا مکان ہے اور قرآن جو نماز کی روح ہے تو قرآن پاک کی کس قدر افضلیت ثابت ہوئی۔ غور کرنے کا مقام ہے۔

یہ کلام الملوک ہے۔ تمام جس قدر کتابیں گذریں سب کی پادشاہ ہے۔

روز قیامت اللہ تعالےٰ کے داہنے ہاتھ میں قرآن شریف ہوگا اور اللہ تعالےٰ حکم فرمائیں گے، جس نے تیری عظمت کی تھی اس کو بخشوا دے۔

قرآن پاک جب تک کہ بدن میں نہ رچے گا اس وقت تک گویا اس کی قدر نہ کی یعنی قرأت سے، احکامات کی بجا آوری سے، آداب سے، اس کے ہر حکم پر عمل کرنے سے، پھر یہ دیکھئے کہ اس کی ہر ایک آیت معجزہ ہے۔

حضور صلے اللہ علیہ وسلم کو جو شرف ہے اس قرآن پاک کے عمل ہی پہ پرتو ہے غرضکہ جو کوئی بھی اس کو محبوب بنائے گا، اس پر عمل کرے گا، اسی قدر اس سے کرامتیں صادر ہوں گی۔ اس کو محض رضائے خدا کے واسطے عمل میں لاوے کہ یہ میرے رب کا کلام ہے، یہ میرے رب کے احکام ہیں غرضکہ اسکے علاوہ مسلمانوں کا اور کوئی رشتہ نہیں ہے۔ مسلمانوں نے اس سے کس قدر بے التفاتی کر رکھی ہے۔ اس کے ساتھ کس قدر محبت و عظمت کا برتاؤ ہے۔ یہ تو جس قدر جو محبت کرے گا اور عظمت کرے گا ساتھ عمل کے اسی قدر اس کو بلند کرے گا۔ حضور صلے اللہ علیہ وسلم اور صحابہ کی زندگی اس کی تفصیل ہے۔ گویا قرآنِ پاک دین ہے اسکے اندر اعمال ہیں اخلاق ہیں، خالق و مخلوق کا برتاؤ ہے۔ قرآن کی ہر ہر آیت میں ہزاروں معجزات ہیں۔

قرآن پاک کی تلاوت ذکر میں شامل ہے۔

حدیث شریف میں آیا ہے کہ ایک صحابی نے حضور صلے اللہ علیہ وسلم سے دریافت کیا کہ مجھ کو شیطان نماز میں بہت وساوس دلاتا ہے۔ حضور نے فرمایا تین دفعہ نماز سے پہلے بائیں مونڈھے پر اعوذ باللہِ منَ الشیطان الرجیم پڑھ کر تھتکار دیوے۔

تعلیم کے لیے صبح کا آدھ گھنٹہ گھر گھر میں ہو جاوے۔ گویا ہر ایک گھر ایک حجرہ ہے اور تمام گاؤں ایک مدرسہ ہے۔

کسی سے اچھی طرح بولنا صدقہ ہے۔

اخلاق دین کی جڑ ہے حتٰی کہ نماز روزہ بھی اخلاق کی درستی کے لیے ہے۔
یقین کہتے ہیں دل میں کسی چیز کے اتر جانے کو۔
کلمۂ طیبہ کے معنٰی دھیان کے قابل خدا کے سوا کوئی بھی نہیں ہے۔
صفتِ عبودیت اس طریقہ سے ہو جاوے گی۔
تیسرا کلمہ سبحان اللہ، اللہ تعالیٰ ہر عیب سے پاک ہے۔ ہر خطرے سے ہر کمی سے ہر تردد سے، شک سے بالکل پاک ہے، اس کی کتاب میں اس کے کلام میں کوئی شک نہیں ہے۔ والحمد للہ تو وہ کسی واسطہ کا محتاج نہیں ہے جب وہ کسی چیز کو چاہ لے۔ لاالٰہ الا اللہ پہلی دو باتوں کو مان لینے کے بعد نہیں ہے کوئی جس سے دھیان لگایا جائے لیکن اللہ۔
جب ماں کے پیٹ کا عالم تم کو معلوم نہیں ہے تو دوسرے عالم کا کیوں تردد ہے۔
اس مجمع کی حقیقت فرشتے زمین سے آسمان تک بھر جاتے ہیں جب تک مجمع رہتا ہے۔ (تبلیغ کے لیے)
خدا اور خدا کا دھیان اس میں چین ہے۔
اس کی عظمت کے سامنے جھک رہا ہو اور اس کے حکم کے آگے مٹ رہا ہو۔ ہر ہر کلمہ میں ہر ہر رکن میں یہ نیت کرتے ہوئے مانگتا رہے۔
دین کیا چیز ہے احکام کے مجموعہ کا نام ہے۔
☆ کردنی چیزوں میں اللہ کا اتنا قرب نہیں ہے جتنا نہ کردنی ہیں ان سے بچنے میں قُرب ہے۔
خیر کی چیزوں کی بنیاد آدم علیہ السلام سے ہے۔
جنت خدائی دیدار کا مہمان خانہ ہے۔ دوزخ نفسانی چیزوں کا اعلےٰ سے اعلےٰ عذاب۔
ہر شئے کے اندر جو حسن ہے اور جس پر ہم فریفتہ ہیں وہ منبع حُسن سے آتی ہے

آپ کو اس سے کتنی محبت ہے۔ (یعنی اللہ سے)

اعلائے کلمۃ اللہ کے معنیٰ ہیں کہ یہ سب سے اوپر ہو اور سارے کام اس سے نیچے ہوں، یعنی کوئی کام تم کو بقدر تین دن کے نہ روک سکے۔

اوّل سننا پھر قلب میں جمنا۔

طریقہ تبلیغ: غصہ کی نوبت نہ آوے اور کہنے میں کمی نہ کرے، دندناتا ہوا کہدے اللہ تعالیٰ نے مجھ کو یہ نعمت الہام فرمادی ہے نہایت معمولی نعمتیں کس قدر مشقت سے حاصل ہوتی ہیں۔ بھلا یہ لطیف کارِ نبوت کس قدر مشقت کو چاہتا ہے

حضور صلے اللہ علیہ وسلم کا زیادہ وقت تنہائی میں گزرتا تھا۔ اس واسطے اللہ تعالیٰ کا ذکر معہ فکر کے تنہائیوں میں زیادہ گذارا کرو۔

مذہب کی رونق سے تمہاری رونق ہوگی۔

بغیر اسلام کے مسلمان نہیں اور بغیر کوشش کے اسلام نہیں۔ کوشش کرنے والوں کو بے نمازوں کو نماز پر لانے کی کوشش سے بہتر کوئی کوشش نہیں۔

مسلمان وہ ہے جو اس کے رستہ کی تکالیف کو خوشی خوشی برداشت کرتا رہے۔

جماعتیں بنا بنا کر دیگر ممالک میں اللہ کے نام کو بلند کرنے کے لیے مسلمانوں نے جانا چھوڑ دیا۔ اس کو اختیار کرو۔

دین کو سب جانتے ہیں۔ لیکن فرقِ مراتب کو چھوڑ دیا۔ فرقِ مراتب کا لحاظ کرو۔

حضور صلے اللہ علیہ وسلم خدا تعالیٰ کی رضا کے مظہر اتم تھے۔

سمجھاتے وقت علوی و سفلی کا لحاظ کرو یعنی تم اس کی رضا کی طرف متوجہ رہو، دنیا کی طرف متوجہ نہ ہو۔

فرقِ مراتب میں نظر نہ رکھنا۔ زندیقیت ہے۔

قطب بننے کا طریقہ: انسان اللہ تعالیٰ کے تمام اوامر کو ممالک میں کمی پر دیکھتے ہوئے، اس کو دور کرتے ہوئے اسکے ازالہ کا بندوبست کرتا رہے۔

موجودہ پر شکریہ ادا کرتے ہوئے، ندامت اور کوتاہی کا اقرار کرتے ہوئے ہر عمل کرنا۔

یَا اَیُّهَا الَّذِیْنَ اٰمَنُوْا وَهَاجَرُوْا وَجَاهَدُوْا فِیْ سَبِیْلِ اللّٰهِ اوّل ایمان لانا، بعدہٗ طلب علم کے لیے ہجرت کرنا اور پھر کوشش کرنا یہاں تک کہ جان تک کا ارادہ کرلیوے۔ بس دین اس طرح سے آتا ہے، اسکے علاوہ نہیں آتا، اور دین قرآن سے آتا ہے۔ قرآن والوں کو اس کے ماتحت زندگی گذارنی ہے۔

ایمان روح ہے اور اسلام اس کا وجود۔

علوم کیا چیز ہیں۔ جس طرف رخ بدل جایا کرتا ہے وہی چیز دکھلائی دینے لگتی ہے۔ تو جب گھر سے نکلیں گے تو یہ کام ہی کام ہوگا تو رخ بدلتا جاویگا تو شریعت شریعت نظر آنے لگے گی۔ اللہ تعالیٰ نے وعدہ فرمایا ہے کہ اس راستہ میں علوم میں خود دوں گا۔

بڑے اور چھوٹوں کا کنکشن جب تک نہ ملے گا اس وقت تک ترقی نہیں ہوسکتی۔ اصل کمائی یہ ہے۔

دین تو رحمت ہے، یہ دربدر پھرتے ہوئے دین کے کارن ٹھوکریں کھاتے ہوئے، بھوکے مرتے ہوئے، ذلت اٹھائے بغیر ہرگز ہرگز نہیں آتا۔

سوئم کلمہ کا شروع کلمۂ طیبہ کی تمہید ہے اور آخر منتہیٰ۔

نماز نمونہ ہے کمال نیاز کا۔ اسی کے موافق تمام زندگی کو درست کرنا چاہیئے۔

ہر ایک خیر کا یہی طریقہ ہے کہ اپنی ضروریات کو پیش نہ کرے اپنے ساتھی کا دھیان کرے۔

مشورہ: مشورے سے آپس میں الفتیں محبتیں پیدا ہوتی ہیں۔ مشورے کو رواج دینا ہے۔ مشورہ ایک مستقل چیز ہے۔

(۱) **جماعت** ہمیشہ ایک جگہ ٹھہرے، (۲) امیر بنالو جو وہ کہے اس پر عمل کرو، (۳) امیر کو بدلتے رہو آج یہ ہے کل وہ ہو، (۴) امیر مامور ہونے کے احکامات کو خوب

حفظ اپنے دل میں رکھیں۔ اپنے منصب کو ملحوظ رکھیں۔ مامور ہونے کے وقت اطاعت کو معہ حقوق مشورے کے امیر اپنی جماعت کے طبائع سے واقف رہے، اگر واقف نہ ہو تو مشورے کے بعد ہر تجویز کو تجویز کرے۔ جن لوگوں کے خلاف طبع ہو اوّل ان کے ذہن نشین کرنے کی کوشش کرے ورنہ مراعات دلداری سے انہیں بدل کرتا رہے۔ (یعنی تالیف قلوب)

بوقت امیر ہونے کے جس سے مشورہ مناسب سمجھے مشورہ لیوے، اور بوقت مامور ہونے کے جب امیر مشورہ لیوے تو کھل کر مشورہ دیوے۔

تصوّف کیا ہے۔ کھٹکا ہو جانا، جو اپنے اعمال کو ہر وقت خطرۂ عظیم میں رکھے یعنی ہر وقت ڈرتا رہے اسی کا نام خشیتہ ہے۔ وہ مخلص ہے۔

اللہ کی ذات پر غور سے سخت خطرہ ہے، صفات پر غور کرے۔

جس قدر عبادات ہیں ان سب کے ادا کرنے کے وقت یہ دھیان رکھنا کہ اللہ تعالےٰ اس سے راضی ہوتے ہیں بس یہ کافی ہے۔ اور عقل کو اس میں دخل نہ دیوے، صرف عقل سے اتنا کام لیوے کہ یہ امر موافق اللہ تعالےٰ کی مرضی کے ہے یا نہیں۔

بات کہنے کا طریقہ۔ نرمی سے کہے کہ سننے والے کا دل میلا نہ ہو، پھر باوجود نرمی کے اگر برداشت نہ ہووے تو صبر کرے اور برداشت کرے۔

بے نمازی کا وبال ۸۰ گھروں تک جاتا ہے۔

غربت انسانی جوہر ہے۔ اوّل غرباء کے اندر کثرت سے پھرے، پھر انکے امراء کے اندر اپنا فریضہ سمجھ کر کرو، دوسروں کی ہدایت کا خیال نکال دو۔

جامع مسجدوں اور مجمعوں میں اس کام کو ڈھنڈورا کر کہنا کہ یہ کام عظیم ہے۔ ان کے وقار کو قائم رکھتے ہوئے کہ یہ مسلمان ہیں۔

نماز طمانیت سے پڑھنا یعنی چین سے پڑھنا۔ (خشوع و خضوع)

زندگی اللہ کی یاد سے ہے۔ اللہ اللہ کرنے میں چین آنے لگے اس کا نام

حیاتِ طیبہ ہے۔
جو کوئی دو راتوں عید اور بقر عید کو اللہ کی یاد میں رونے دھونے اللہ تعالیٰ کی عظمت کے دھیان میں گذار دے اس پر غفلت کا اثر ہونا کم ہو جاوے گا۔
ہر مسلمان ولی ہے۔ اس کی صفتِ اسلام کی قدر کرو تم کو اس سے بڑا فائدہ ہو گا۔
تنہائیوں میں کثرت سے اللہ تعالیٰ کا ذکر، دنیا میں اس کو پھیلانا، یہ تصور کر لیا کرو کہ رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم کی ذات کوئی بیکار نہ تھی۔ ان کے فرمان کی قدر کرو۔ ان تینوں چیزوں کی خاصیت یہ ہے کہ جس قدر ان کی قدر کرو گے یہ سارے دین کو سمجھا دیویں گی اور آسان کر دیں گی۔
خدا اور خدا کے حکموں کو اونچا کرو۔ جس کا ذکر ہو گا اسی کا اثر ہو گا۔ ہر وقت تبلیغ کا ذکر، اور مشورے کرو۔
اللہ تعالیٰ کی شناخت دل کی درستگی ہے۔
☆ اولیاء اللہ کے پاس جانا خدا کے واسطے کہ لبالب دین ہے اس سے علم کے چشمے جاری ہو جاویں گے۔
غربت بڑے کام کی چیز ہے۔ غربت کی مشق اس کی پرورش کرو۔ اس کی قدر کرو۔
(۱) کلمہ کا لفظ بمنزلہ جسم کے ہے، دھیان بمنزلہ روح کے ہے۔ الفاظ کو نہایت صحیح کرو، جسم جیسا پاکیزہ ہو گا روح ویسی ہی ہو گی۔
(۲) نماز: نماز کے ہر رکن کو تھام تھام کر پڑھا کرو، قلب کو متوجہ اس کی بڑائی کی طرف کرو ہر رکن کے کرنے سے پہلے اس کی نیت کرتے ہوئے ادا کرو۔
(۳) صدقہ: اپنے مال کے خرچ کرنے سے یہ نماز، یہ کلمہ درست ہو گا کیونکہ دل مال کی طرف متوجہ ہے جب اس سے فارغ ہو گا تب ہی تو یہ چیزیں درست ہوں گی۔ مال عالمِ امتحان ہے۔ اب دیکھو مال بڑا ہے یا خدا۔ خدا کے سوا جس کی

محبت ہو اس کو دل سے نکال دو۔ بڑا تو خدا ہی ہے۔ کثرت سے نماز پڑھتے رہو کثرت سے خرچ کرتے رہو۔

(۴) مکتب اپنے خرچہ سے ہر گاؤں میں قائم کرو۔ قرآن کو شائع کرو۔ شائع ہونا عظمت کی دلیل ہے۔

(۵) انہی کاموں کو گاؤں گاؤں پھیلاؤ یہ آقا کا حکم ہے۔ غلام کو اس کا ماننا ضروری ہے۔

(۶) حقوق کا دھیان: جو شخص ان کاموں کو کرے گا اس کا قلب عرشِ پاک (اللہ کا گھر) ہو جائے گا۔

لَآ اِلٰہَ اِلَّا اللّٰہُ۔ دھیان کے قابل خدا کرنے میں آسان مرتبہ میں سب سے اعلیٰ۔

حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے صحابہ سے فرمایا کہ جنت کے میووں میں منہ مار لیا کرو۔ سجدیں جنت کے باغات ہیں۔ سبحان اللہ، الحمد للہ، اللہ اکبر اس کے میوے ہیں۔ اللہ کے نام سے جیسا کہ وہ پاک ہے، پاک چیزیں ملیں گی۔ اور کیسی بڑی اور عمدہ ملیں گی۔

اللہ کا نام ایک دفعہ لینا۔ دس سلطنت سلیمانؑ جیسی سے بڑھ کر ہے۔

تیرا سب سے زیادہ جو دشمن ہے وہ تیرا نفس ہے، کفار کی دشمنی محدود اور نفس کی دشمنی غیر محدود ہے۔

ایک کلمہ دوسری نماز ان دو چیزوں کی خدمت کرنے سے تمہاری آنکھیں کھل جاویں گی، سوئم ان دونوں چیزوں کو دنیا میں پھیلانے کی کوشش کرو۔

جو شخص بے نمازی کو نمازی بنانے کی فکر اور گناہ کرنے والے کو گناہ سے بچانے کی فکر میں لگا رہتا ہے وہ وبال سے بچ سکتا ہے ورنہ ہر شخص ضرور اسکے وبال میں گرفتار ہوگا۔

دین کی باتوں کے لیے مشقت اٹھانا یہاں تک کہ جان خطرہ میں پڑ جائے

اسی قدر اللہ کی خوشنودی کا باعث ہوگا۔ ارادہ کے بعد جہد کا پردہ ہے اللہ اور بندے کے درمیان۔

جتنی خوبی ایک ایک کر کے سب نبیوں کو دی تھی وہ سب کی اکٹھی حضور صلے اللہ علیہ وسلم کو دے دی تھیں۔ اُن سب خوبیوں کو بے چون وچرا مان لینے کا نام مسلمانی ہے۔

دو چیزوں کے کرنے سے جو بہت آسان ہیں، سارا دین بہت بڑا ہے قابو میں آتا چلا جاتا ہے ایک ان میں لَآ اِلٰہَ اِلَّا اللّٰہُ مُحَمَّدٌ رَّسُولُ اللّٰہِ اور دوسری نماز ہے۔

تھام تھام کر پڑھنے والی نماز اور ذکر کو مانگا کرو۔

تمام چیزیں وابستہ ہیں دین سے اور دین وابستہ ہے ایمان سے ایمان وابستہ ہے کلمہ لا الٰہ الا اللہ محمد رسول اللہ سے۔

سارا قرآن کلمہ لاالٰہ الا اللہ میں جمع ہے۔

اللہ تعالےٰ کا ظاہری برتاؤ تمہارے ساتھ اتنا ہوگا، جتنا تمہارا برتاؤ دین کے ساتھ ہوگا۔

زرعم نکلنے کے بعد عجز کی یہ حالت ہو کہ جان خطرہ میں ہو۔ اپنی جان کو خطرے میں ڈالنے سے اللہ کی مدد ہوگی یہ گرُ کی بات ہے۔

مہمان آرہے ہیں اور بال بچے بھوکے مر رہے ہیں دشمن چھری لیے کھڑا ہے۔ اب دیکھو کون سا کام زیادہ ضروری ہے۔ اسی طرح تبلیغ کا کام ہے۔ یہاں تو اسلام کی جان نکل رہی ہے اور وہاں دوسرے کاموں میں لگے ہوئے ہیں۔

دُنیا کی کمی اور دین کی زیادتی کی عادت موجودہ حالت کا ردوبدل کرنا ہے۔

دین پر جان کو قربان کرو، اور پیٹ کو کاٹو، معیشت میں کمی کرو۔

فکر ہر عمل پر فکر۔ دھیان کی مقدار محیط ہے۔

دماغ میں خیالات کو صحیح کرنے سے ارادہ پیدا ہوتا ہے اور پھر ارادہ

کے بعد امر کی عظمت روح ہے۔

فقر کا خطرہ نہیں ہے بلکہ تنعّم کا خطرہ ہے۔

حیاتِ طیبہ: ہر سکون و حرکت کو مطابق احکاماتِ خداوندی کرے ارادہ کے ساتھ اور دھیان اس کے امر کی عظمت کا کرے۔ کام کرنے کے بعد کمی سمجھے اور آئندہ کے لیے ارادہ اور ہمت اس کے کرنے کا کرے۔

امر جان ہے۔ جس قدر اوامر ہیں روح ہیں۔ اسباب میں جان امر کی ہے۔ اس بات کو پکار کر کہو اللہ والوں سے۔

مکہ والوں کے ساتھ برتاؤ۔ میرے ربّ کے پڑوسی ہیں۔ اللہ کے احترام کی وجہ سے کافروں کے ساتھ سلوک کیا۔ (حضور پاکؐ نے)

اپنی قوتِ فکریہ کو تخلیہ میں بڑھاوے۔ اللہ تعالیٰ کی عظمت اوامر کے اندر ہے۔

☆ حضور صلی اللہ علیہ وسلم تہائی حصہ وقت کا گھر میں خرچ کرتے تھے اور تہائی تبلیغ کے لیے لوگوں کو بھیجنے میں اور تہائی تخلیہ میں۔

ذکر خلوص کے ساتھ اور دل کو علائق سے صاف کرکے کرے تو کیا ہی عمدہ بات ہے اگرچہ تھوڑا ہو۔

اللہ تعالیٰ چونکہ لطیف ہے اور قاعدہ ہے کہ لطیف چیز کثیف سے نہیں مل سکتی۔

محبت آپس میں رکھنا نماز سے زیادہ درجہ رکھتی ہے۔ اسی طرح ایک روز فرمایا کہ اخلاق نماز سے بہت بڑا درجہ رکھتا ہے۔

خوشبو کی تاکید فرمائی۔ جو چیز دل و دماغ کو راحت دے۔ وہ باعث ہے کام کو عمدہ کرنے کا۔

تین باتیں: ایک عزم، ۲۔ ذکر و اذکار، ۳۔ یہ کروں گا یہ نہ کروں گا۔

خدائے تعالیٰ کا ہر وقت اپنے دل میں دھیان اور موجود رہنا۔ اس کا

نام احسان ہے۔

قواعد تبلیغ: (۱) راتوں کو ذکر سے اللہ تعالیٰ کے یہاں رو رو کر بہت اونچی اونچی دین کی باتوں کو اللہ تعالیٰ سے مانگنا۔ (۲) پھر دن میں ان ہی باتوں کا مشورہ کرنا۔ (۳) پھر اس کی کوشش عام مخلوق میں کرنا۔

اللہ تعالےٰ نے ڈھونڈھنے والوں سے عہد کرلیا ہے ہم ان کو راستہ دکھلائیں گے۔

لایعنی بات نماز کے حسن کو چالیس دن تک کھو دیتی ہے۔

دین میں دو جگہ صرف ستر ہزار فرشتوں کا پرا پچھانا آیا ہے۔ ایک طلب علم والے کے لیے، دوسرے مومن کی زیارت والے کے لیے۔ یعنی اس کی صحبت صحبت دین میں سب سے بڑی چیز ہے۔ دراصل علم بھی بغیر صحبت نہیں آتا۔ جو علوم صحبت سے آتے ہیں وہ دیگر طریقے سے نہیں آتے۔

گھر سے نکلنے سے ہی زنگ دل کا دور ہوتا ہے، مالوفات سے دل خالی ہوتا ہے۔ پھر اس طریقہ سے اللہ تعالےٰ کو رحم آتا ہے۔ تو ان کاموں کے کرتے ہوئے گھر سے نکلنا اللہ کی رحمت کا باعث ہوگا۔ تو اصل چیز اللہ کے کارن دین کے لیے نکلنا ہے۔ اپنے سے چھوٹوں کی خوشامد اور بڑوں کی تعظیم۔ اس طریقے سے ان کی جو اچھی اچھی خوبیاں ہوں گی وہ آجاویں گی۔

تبلیغ سے مراد اپنی اصلاح دوسرے کی ہدایت کا ارادہ نہ کرے۔

عظمت عمل میں۔ تقویٰ۔ بات پکی۔ عمل میں کمی سراسر سمجھے اور موجودہ پر شکر ادا کرے اپنے کو قابل سمجھنا اندر کا چور ہے۔

☆ **محبّت** کا مقتضا حیرانی و پریشانی ہے۔

دعویٰ نہیں، ہوں پر مہر خاموشی، دلوں میں یاد کرتے رہیں۔

نیت وسعت والی کرو۔

قرآن شریف، یہ آواز خدا کی ہے میں اس کو سن رہا ہوں۔

نفس سے کہا کرو کہ ابے اب تک تو مرا نہیں۔

محبت بڑی چیز ہے۔

جذبات نفسانیہ کو کم کرے اور جذباتِ محمدیہ کو زیادہ کرے۔

تمہارا فعل ہے سمجھانا۔ کہنا نہیں آتا۔ بغیر خفا ہوئے سمجھائے اور زور دیئے کام کیسے چل سکتا ہے، البتہ اس میں خفگی نہ ہو۔

تعلیم اس وقت صحیح مانی جائے گی، جبکہ جذبہ صحیح ہوگا۔

ایماناً یقین کرنا اس بات کا کہ کس کی کہی ہوئی ہے اور کس کے ذریعہ آئی ہوئی ہے۔

احتساباً فکر کرنا، غور کرنا کہ اس امر کا اجر کس قدر ہے۔

جس درجہ کا عمل ہوگا اسی درجہ کا اللہ تعالےٰ علم عطا فرمائیں گے۔

عظمت خداوندی جان ہے سب کاموں کی اور یہ مراقبۂ فکر سے حاصل ہوتی ہے۔

مسلمانوں کے ساتھ تواضع کرنے کی مشق۔

قرآن شریف پڑھنا فرض نہیں ہے بلکہ اپنی زندگی کو قرآن شریف کے ماتحت کرنا فرض ہے۔

کوئی خوبی ایسی نہ رہی جو باقی ہو ایسی نعمت قرآن پاکؐ ہے۔

تھوڑے سے بھی خلاف کے اندر خیر نہیں۔

جبکہ اللہ تعالےٰ ایک کتے کو پانی پلا کر جان بچانے سے اتنے خوش ہوتے ہیں تو بھلا حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے دین کو زندہ کرنے سے کس قدر خوش ہوں گے۔

حضور کی ایک سنت کو جو زندہ کرے گویا اس نے حضور صلے اللہ علیہ وسلم کے طریقے کو زندہ کیا۔

درد پیدا کرو، بے درد کا کام بوجھ ہو جایا کرتا ہے۔

دعاء: اے اللہ اس سنت کے جاری ہونے کے لیے ہمارے حوصلوں کو

بلند فرما، اے اللہ تو اپنی رحمت فرما۔

پہلا کام اللہ اور محمد صلی اللہ علیہ وسلم کے نام کو بلند کرنا۔

جب تک عیب نظر آویں سمجھیں کہ اپنے میں ابھی نقص ہے۔ اس کی مشق کریں اور یہ بات ہر وقت کے استحضار سے حاصل ہوتی ہے۔

کام کے اندر کوشش کرنے کو کام کا پورا کرنے کا وعدہ فرمایا ہے۔

دین کے اندر کوشش جس قدر ہوگی اسی قدر دین نصیب ہوگا۔ اس کوشش کے لیے کوشش کرنا دین کے اندر کوشش سمجھنا اس بات کی علامت ہے کہ اس نے بقدر اس کے دین کو سمجھا۔

حق تعالیٰ فرماتے ہیں کہ اگر آخرت کے غم کو لے لو تو باقی کا میں ذمہ دار ہوں۔

چونکہ سب سے بلند چیز ہے لہٰذا یہ رگ و ریشہ میں سما جاوے، جیسی اللہ کی شان ہے، اللہ کا دھیان قلب میں بٹھاوے۔ اور جتنی شان محمد صلی اللہ علیہ وسلم کی ہے ویسا ہی دھیان قلب میں محمد صلی اللہ علیہ وسلم کا بٹھاوے۔

پھر اس کے بعد حضور صلے اللہ علیہ وسلم نے جو کچھ فرمایا اور کیا اس کے موافق جان و دل سے اس کام کو کرے۔ یہ دین ہے، دستور العمل ہے، اس سے خدا راضی ہوتے ہیں۔ باقی اسکے خلاف مردود ہے۔

اللہ تعالیٰ کی رحمت تین طرح سے ہے ایک خاص کے ساتھ، ایک عام کے ساتھ، ایک کفار و مسلمان کے ساتھ۔

اپنے دل میں اتارنے کے لیے اٹھو۔ دوسروں کی ہدایت کے لیے نہ اٹھو۔

کلمۂ طیبہ دھیان کے قابل خدا کے سوا کوئی نہیں۔ عبادت کیا ہے محبت کے ساتھ جھک جانا۔ امر کے متعلق یہی حال ہے۔

زمین و آسمان دل کے مقابلے میں چھوٹے ہیں۔ اللہ تعالیٰ نہ تو زمین میں سماویں نہ آسمان میں، اگر سماویں تو مومن کے قلب میں سماویں۔

قلب بادشاہ ہے، بادشاہ بادشاہ سے ملاقات کر سکتا ہے۔

گھوڑوں کو پالو، ان کی پیشانیوں پر خیر ہے۔ روزگاروں میں اس سے برکت ہوتی ہے۔ اس کی سواری سے مردانگی بڑھتی ہے۔ روزی اس کے رکھنے سے دوہری تہری ہو جاتی ہے۔ اس کو کھلانا پلانا ثواب لکھا جاتا ہے۔

حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے زخموں کا علاج تبلیغ ہے۔ اٹھو اور اللہ کے بل اٹھو، اپنے بل اٹھنا شرک ہے۔

دعا: الٰہی اپنے کام اور کلام سے ہمارے دلوں کو مانوس کر۔

دعا: آخرت کے کاموں میں جو مصائب پیش آویں اے اللہ ان میں ہمیں چین عطا فرما۔

☆ غیر قوموں کے ساتھ وہ برتاؤ کرو جو اپنوں کے ساتھ کرتے ہیں تاکہ وہ اسلام میں داخل ہوں۔ اس کو بھی نمبر میں داخل کرو۔

اپنے نفس کے ساتھ یہ برتاوا ہو کہ یہ خبیث مجھ کو کچھ نہ کرنے دے گا۔ اور اطمینان ہو جائے کہ یہ سراسر گندہ ہے۔

اپنے ساتھ برتاؤ یہ ہو کہ میں تو سراسر نکما ہوں لیکن دوسرے لوگ اس تبلیغ کی بدولت مجھے اچھا کہہ رہے ہیں، یہ سمجھ کر کہ اللہ تعالیٰ شاید ان لوگوں کے کثرت سے کہنے سے رد نہ فرمادیں گے اور مجھے بخش دیں گے۔

فکر کی کوشش کام کرنے کی کوششوں سے ستر حصہ زیادہ ہو۔

ارادہ کرو کوشش کرو۔ اللہ تعالیٰ اس کا راستہ کھول دیں گے۔

دعا: اے اللہ اس مبارک سنت کی بنیاد کو مضبوط کر دے۔ اے اللہ تو ہمارے ضعف کو دیکھ کر ہمارے اوپر کرم کر۔

بات کو مختصر کہو، ٹھہر ٹھہر کر بار بار کہو۔ اکرام کو مقدم رکھو۔

ہر کام کا کرنے والا خدا ہے، اس کا دھیان ہر کام میں رکھو۔

ہدیہ دیا کرو اس سے محبت پیدا ہوتی ہے۔

خدائی طاقت کی مقدار بڑھتی چلی جاوے یہ ہے کام کے مکمل ہونے کی

ترکیب، اس کا ملکہ پیدا ہو جائے۔

بڑائی کو مسکنت کے پردے میں رکھا گیا ہے۔

حضرت علی رضی اللہ تعالےٰ عنہ کا ارشادِ گرامی: اگر الحمد کی تفسیر لکھوں تو پانچ سو اونٹوں پر اس کے دفتر لادے جائیں۔

جہاد فی سبیل اللہ کی برابر کوئی چیز نہیں ہے۔

ایمان کے معنیٰ حق تعالےٰ کی معرفت۔ خداشناسی۔

پیاسے کو پانی پلانا ایسا ہے جیسے اس کو زندہ کرنا۔

اپنے نفس کو پہچاننا کیا ہے؟ یہ سوچنا کہ میں سراسر نکما ہی نکما ہوں۔

تنہائیوں میں اور شبوں میں اللہ تعالےٰ کا ذکر دھیان سے کرنے سے حکمت کے چشمے جاری ہو جاویں گے۔

مصائب برداشت کرنے اور پیٹ کے کاٹنے سے دین حاصل ہوتا ہے۔

انسان کی فطری چیز مشقت ہے، خود کرو اور پھر پھیلانے کے لیے مہینے میں تین دن سفر کرو۔

نماز پڑھ کر دعا کرو، تبلیغ میں جانے سے پہلے نماز کو لرزتے ہوئے تھام تھام کر پڑھو۔ اللہ کی عظمت سے دل کو بھرنے کی خوب کوشش کرو۔

سوم کلمہ مدلل لا الٰہ الا اللہ ہے۔

خود نماز پڑھے، گھر والوں کو حکم کرے نماز کا اس کام کے کرنے سے روزی کا خود اللہ تعالےٰ نے ذمہ لیا ہے۔

جب تک کہ ذکر سے دل کو چین نہیں ہوتا ہم سے دوسروں کو ہرگز چین نہیں ہو سکتا۔ اس کا طریقہ یہی ہے کہ تنہائیوں میں پچھلی شبوں میں بیٹھ کر اللہ کا ذکر کرو۔ اس سے چین ہوگا۔ پھر تمہارے کہنے کا اثر دوسروں کے دل کو چین دیگا، اور اسی کا اثر ہوگا، کسی کی تحقیر نہ کرو۔

☆ ایک دوسرے کو برا کہنا بس کفر کو پہنچا دیتا ہے۔

دل سے کرنے کے بعد جو راستہ ملے وہ مضبوط ہے۔

برخلاف اسباب کے دیکھتے ہوئے اگر خدا کے بھروسے پر کروگے تو کامیاب ہوگے۔ اسباب کو برتنا توکل کے خلاف نہیں بلکہ اسباب پر نظر رکھنا توکل کیخلاف ہے۔

اوّل ذکر کے اوقات میں دل جمعی اور پوری ہمت اور شوق و ذوق کے ساتھ ذکر میں مشغول رہیں۔ دوسرے تبلیغ کے وقت استقلال و عالی حوصلگی اور نہایت ہمت کے ساتھ اس مشق میں مشغول رہیں کہ مسلمان کی عزت اور اکرام اور ان پر شفقت اور ترحم کے ساتھ اپنے مقصد کے ذہن نشین کرنے اور ان کی طرف سے خلافِ طبع امور کی برداشت کی مشق کرنے میں اور ملکہ پیدا کرنے میں تمام امور کو ملحوظ رکھتے ہوئے مشغول رہیں گویا لشکر کے سپاہی ہیں۔

اور ان دونوں کاموں کے علاوہ وقتوں کو جس قدر آدمی اپنے ہیں ان کو اور تبلیغ کی جگہ سے جتنے آدمیوں کو لے سکیں ان دونوں جگہوں کے مجموعہ کو ایک مدرسہ کا طالب علم سمجھتے ہوئے ہمت کے ساتھ سہولت سے مشغول رکھیں۔ چوتھے ان امور کے لیے قدرے ضرورت راحت۔ اِن چار کے سوائے پانچویں میں مشغول نہ ہوں۔

تین روز پہلے اہتمام کرو دعاء کا، یہ بہت بڑا کام ہے مجھ کو توفیق دے۔ اور ختم لیٰسین شریف کرتے رہو۔

چلنے سے پہلے وضو کر کے دو رکعت نفل پڑھ کر دعا کرو اور جماعت کے ساتھ چل دو اور اللہ کا نام لیتے چلو۔

بستی میں داخل ہونے سے پہلے پھر دعا پڑھو اور داخل ہونے کے بعد دو رکعت نفل پڑھو اور دعاء کرو۔

دین کی چوٹی کی طرف چلنے کا راستہ اختیار کرو۔

عمل کے لیے حضور کا پیدا ہونا نمونہ ہے اور صحابہ کا طریق زندگی۔ قانون قرآن پاک پر عمل کرنا۔

اللہ کی عظمت کا دھیان کرتے ہوئے عمل کرنا ہے۔ توجہ الی اللہ کی قوت کو بڑھانا ہے۔ اسی توجہ کی تمام شاخیں دین ہیں۔

☆ **ضعف** کی وجہ سے اگر نہ ہو تو اللہ تعالیٰ ضعف کو قبول فرمانے والے ہیں۔

☆☆ **ندامت** والوں کو کرنے والوں سے زیادہ دیتے ہیں۔

اسلام خدائی طاقت کا نام ہے۔

اللہ کی عظمت اور جلال کے سامنے دل اور جان اور بدن کو **جھکنے** کی عادت پڑ جاوے، ہر وقت اس کی عظمت کا دھیان رہے، بذریعہ ان کے نام کے کام کے کلام کے۔

جھکنے کے معنیٰ ہیں مشغول ہونے کے بذریعہ ذکر، بذریعہ نماز، بذریعہ قرآن۔

مسلمانی کے کام پھیلانے کو عینک سے زیادہ نازک سمجھو۔

خدائی طاقت سکھاتا ہے اسلام۔

اسلام یہ سکھاتا ہے کہ اپنے جی چاہنے کو ملیا میٹ کرنا ہے۔ جی کو اللہ کے حکم سے مانوس کرنا خواہ وہ چاہے یا نہ چاہے۔

سارا دین کلمۂ طیبہ سے حاصل ہو سکتا ہے۔

پڑھانے والا خدا کے واسطے پڑھاوے۔ پڑھنے والوں کا کام یہ ہے کہ ہر پڑھانے والے پر اپنی جان قربان کرے۔

اس کام کا غلغلہ سارے ملک میں ہوگا، عرب میں ہوگا، عجم میں ہوگا، ساری دنیا میں ہوگا۔

آخر شب میں اللہ کا دربار ہوتا ہے، اس وقت مانگا کرو۔

جس سے لوگوں کے دلوں میں ٹھنڈک ہو ایسا طریق اختیار کرو۔

اللہ اور اللہ کے رسول صلے اللہ علیہ وسلم کی باتیں بلا کھوٹ ہیں، کوئی نقص نہیں سراسر نفع والی ہیں ان پر یقین لانا ایمان ہے۔

اوّل خود عمل کرے، جب عمل کا خوب شوق اور غلبہ ہوگا تب ہی تو دوسرے کو اس عمل کی ترغیب دے گا۔

☆ **بغیر** ذکر کے عبادات دشوار ہیں اور بے لذّت ہیں۔ اس واسطے سب سے اوّل ذکر کی مقدار زیادہ کرنی چاہیئے۔ کیونکہ جب محبوب کا ذکر کیا جاوے گا تب ہی اس کو مانا جاوے گا۔ اس واسطے اللہ تعالیٰ کا ذکر مع فکر کے کثرت سے کرنا چاہیئے۔

جب عبادات شوق اور ذوق کے ساتھ ادا ہوں گی، پھر ان کی برکت سے عادات درست ہوجاویں گی۔ ایسا شخص ولی ہوجاتا ہے اس کا ہر کام موافق اللہ اور اللہ کے رسولؐ کے ہوگا۔

نماز کے ہر رکن میں تین دفعہ اللہ سے ڈر لیا کرو۔

ذکر عام تو یہ ہے کہ سوم کلمہ کو صحیح اور معنیٰ کے ساتھ دھیان سے اللہ کی عظمت کو دیکھتے ہوئے صبح و شام سو سو مرتبہ پڑھ لیا کرو۔

دوسرے ذکر خاص: تہجّد کی نماز کے بعد تنہائی میں نہایت طمانیت کے ساتھ اللہ کی عظمت کا دھیان کرتے ہوئے کر لیا کرو۔

قرآن کو تنہائی میں نہایت اہتمام سے اور وقار کے ساتھ پڑھا کرو۔

☆ **دو چیزیں:** مسلمانوں سے دو چیزیں چھوٹ گئیں۔ ایک دین کے لیے گھر سے نکلنا دوسرے دھیان۔ اوّل بات ظاہر کے انتظام کے لیے تھی اور دوسری بات باطن کے مکمل کرنے کے لیے تھی۔

نماز کو تمام تمام کر ڈرتے ہوئے کہ اس عظیم الشان کی سرکار میں کھڑا ہوا ہوں، دھیان کے ساتھ معنیٰ کا دھیان کرتے ہوئے، اگر ہوسکے پڑھا کرو۔

شریعت کا ہر مسئلہ رحمت سے بھرا ہوا ہے، یعنی حضور صلے اللہ علیہ وسلم کی ہر بات رحمت سے بھری ہوئی ہے۔

تمام خیروں اور برکتوں کی جڑ خشیت ہے۔ یہ خلاصہ ہے ہماری تبلیغ کا اور یہ خشیت حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی اتباع کے ساتھ ہے۔ حضور صلی اللہ علیہ وسلم

کے لائے ہوئے دین پر کامل یقین کرو کیونکہ یہ دین تمام پہلے دینوں کی روح ہے یعنی کرنے میں کم اور نفع میں بے شمار ہے۔

نماز کو اس کی حرکت کرنے کے وقت سے لے کر اخیر تک اللہ تعالیٰ کی عظمت کا دھیان کرتے ہوئے کہ اس سے دل پگھلتا ہوا ہووے، اس طرح ادا کرو۔

وضو کے وقت گناہوں کے صاف ہونے کا دھیان کرو۔ پھر مسجد کا ادب کرتے ہوئے اللہ تعالیٰ کا دل میں رعب لیتے ہوئے اللہ تعالیٰ کا ڈر رکھتے ہوئے ادا کرو۔

کلمہ طیبہ پڑھنے سے اطمینانِ قلب چین اور سکھ پیدا ہوگا۔ اس کے پڑھنے کے وقت چین کی نیت سے پڑھا کرو۔

قانونِ خداوندی کا نام دین ہے۔

حضور صلی اللہ علیہ وسلم کا زیادہ وقت تنہائی میں گذرتا تھا۔ اس واسطے اللہ تعالیٰ کا ذکر معہ فکر کے تنہائیوں میں زیادہ گذارا کرو اور پھر اللہ کا نام للکار کر چلوں میں بلند کرنے کی جہد کیا کرو۔

آنکھ میں وہ کیا چیز لطیف ہے جو کئی کئی کوس کی چیز کو ذرا سی دیر میں دیکھ لیتی ہے وہ نہایت لطیف ہے جو نظر نہیں آتی۔ اسی طرح دل میں ایک چیز لطیف ہے جو عرش و کرسی کو دیکھ لیتی ہے۔

☆ **خدا** تعالیٰ کی ذات کی لطافت کا کیا شمار ہے۔ لطیف چیز لطیف سے ملتی ہے۔ اس واسطے آپ کو رذائل سے پاک و صاف کرنا چاہیئے یعنی دل کو حسد، بغض، کینہ، کبر، عُجب وغیرہ سے پاک کرنا چاہیئے۔

انسان نے جو امانت اپنے ذمہ لی تھی وہ کیا تھی؟ وہ حکم کا ماننا تھی، تمام مخلوق نے انکار کردیا لیکن اس نے اقرار کرلیا، کوئی بات تو تھی جو اس نے اقرار کرلیا۔ حضرتِ انسان میں ایک خاص تعلق اللہ کے ساتھ ہے جو کسی اور مخلوق میں نہیں۔ انسان خود بڑی چیز ہے۔ اس میں اللہ تعالیٰ نے بڑے بڑے

عجائبات رکھے ہیں۔ صفات اس میں سب مخلوق کی ہیں۔ کتے کی اس میں، فرشتے کی اس میں، خاص اللہ تعالیٰ کی اس میں، جس صفت کی طرف یہ ترقی کرے گا وہی اس میں پیدا ہوگی۔

دعوت سے استعداد پیدا ہوتی ہے اس کے بعد قرآن، اس کے بعد نماز۔

☆ دعاء، تزکیہ، تخلیہ، پھر نیت۔ دعاء ہی سب کچھ ہے مگر عمل کرتے ہوئے دعاء کے ساتھ اعمال ایسے ہیں جیسے چاشنی اوپر لگادیتے ہیں۔

عقل کا سب سے اعلیٰ درجہ تدبیر ہے اور یہ تحریک عقل وشعور ہے۔

اوّل نمبر اللہ کے دین کو فروغ دینے کے لیے جان دینے کے شوق کو زندہ کرنا پھر دعوت دینا، اوروں کو دعوت کے لیے نکالنا اور نکلے ہوؤں کے بال بچوں کی خدمت کرنا، اس طرح نکلے ہوؤں کے بقدر ملتا ہے۔

نیکیوں میں نقص نکالنے کو اپنے اوپر لازم کر کے ندامت کے ساتھ دعاء کرنا اللہ کی عین رضا ہے۔

تہجد کی نماز اور اس وقت کا قرآن خدا کو محبوب ہے۔

ذکر سے نماز میں نور آوے گا اور سارا دین نماز سے درست ہوگا۔

ذکر نفلی رات کو، دن کو ذکر فرض ناواقف لوگوں کو کلمہ لا إلہٰ الا اللہ محمد رسول اللہ کا سکھلانا۔

غفلت میں اعمال کا ادا ہونا اور فرقِ مراتب نہ کرنا، یہ اس عمل کی تحقیر ہے، اور تحقیر اللہ کے مستحب کی جیسے امر کی، کرنے سے کافر ہوجاتا ہے۔

ذکر نماز کا جزو ہے۔ چور سے محفوظ رہنے کے لیے یہ حصار ہے۔

نماز کے بعد تسبیحات فاطمہ پڑھنا تمام کاموں کو آسان کرتا ہے۔

قرآن کے لیے تجوید ضروری ہے تاکہ ان کی زبان کے موافق ہو جیسے حضور صلی اللہ علیہ وسلم پڑھتے تھے۔

اشراق سے ایک حج و عمرہ کا ثواب، چاشت سے رزق کے دروازے کھلتے ہیں۔ تہجد سے ولی ہو کر مرے گا، نوافل مغرب کے بارہ سالہ عبادت کا ثواب۔

☆ **ان** سب کے لیے اپنے بڑوں کی ماتحتی میں چلنا ہے۔ یہ سب سے اعلیٰ ہے۔ ان کی صحبت، ان کی خدمت، ان کی محبت سے سب کچھ ملتا ہے۔

☆ **نفس** کافر ہے اس واسطے دوسروں کا دامن پکڑتے ہوئے چلنا ہے۔

ہر مسئلہ اللہ کا امر ہے اور روح امر ربّی ہے۔ اللہ کے امروں کو اپنے بڑوں سے بذریعہ صحبت سیکھنا اور دوسرے چھوٹوں میں سکھانا ضروری ہے۔

ترتیب علوم سیکھنے کی: فرض چیزوں کو معلوم کرنا، پھر ان کے اندرون فرائض و واجبات کو سیکھنا۔ اور اور پھر اور اور فرضوں میں بھی اہم فرض بعدہٗ دوسرا، تیسرا، چوتھا بعدہٗ باقی تمام دین سیکھنا۔ سنت، نفل، مستحب ہر عمل میں خلوص اور خشوع و خضوع کا سیکھنا۔ اللہ کو حاضر و ناظر رکھنے کی مشق کرنا۔ بذریعہ اعمال اس کی ذات و صفات کو پہچاننا۔

بذریعہ امہات العقائد کے عقائد کو مضبوط کرنا۔ پھر عبادات، معاملات، معاشرت، اخلاق کو درست کرنا۔

مومن کی محبت سے اللہ کی محبت بڑھتی ہے۔ شکستہ دلوں کی خدمت عرشِ عظیم کی کھڑکیاں ہیں۔

مومن کی محبت بذریعہ خدمت گذاری، تحفہ تحائف، اور اخلاق سلام وغیرہ سے کرنا، پھر قرآن سے محبت ہوگی، پھر اللہ سے محبت ہوتی ہے۔

دین کی کچھ انتہا نہیں ہے۔ ہر عمل میں موت تک کچھ نہ کچھ کمی ہی رہیگی، آگے بڑھنے کی کوشش میں لگا رہے اور روتا دھوتا رہے اور بڑوں سے رابطہ رکھے اور اللہ سے ڈرتا رہے۔

ندامت بڑی چیز ہے، بعض دفعہ ندامت عمل سے بڑھ جاتی ہے صفت عبدیت کو بڑھانا اور مانگنے کو لازم کرنا زعم کو گھٹاتا ہے۔

حلال رزق؛ مالِ غنیمت اور ہدایا ہیں۔

صبر سے شکر کی قدر ہوتی ہے اور اصلی شکر کا ملکہ ہو جاتا ہے۔

توکل بڑھانا ہے، رضا و تسلیم کو اختیار کرنا ہے، حبِّ دنیا کو گھٹانا ہے، حبِّ مولیٰ کو بڑھانا ہے۔

جتنی ہلکی پھلکی زندگی ہوگی اتنی ہی سہولت رہے گی۔

اللہ کی یاد کے بعد تندرستی دوسری نعمت ہے۔ اس واسطے تندرستی کو بحال رکھنا بہت ضروری ہے۔

☆ **پرہیز کرنا فرض ہے، علاج سُنّت ہے۔**

بیوی بچوں کے حقوق، والدین کے حقوق، پڑوسی کے حقوق اور تمام مسلمانوں کے حقوق، انسانوں کے حقوق، پرندے درندے اور اللہ کی ساری مخلوق کے حقوق، جمادات و نباتات تک کے حقوق ہیں۔ ترتیب وار ضروری ہیں۔

حقوق اللہ، حقوق العباد دونوں اللہ کے حکم ہیں۔

اللہ اپنے حقوق کی کمی کو تو معاف فرمادیں گے لیکن حقوق العباد کو معاف نہیں کریں گے، اس واسطے حقوق العباد کے اندر بہت احتیاط اور ہوشیاری سے چلنا ہے۔ چلنا تو سب ہی پر ضروری ہے۔

عظمت خداوندی کے دھیان کے ماتحت امرِ خداوندی کی قدر اعمال کے ذریعے کرنے کی مشق یہ اللہ کی عین رضا ہے۔

اعمال بھی اللہ کی ایک مخلوق ہیں، اصل چیز اللہ کے اوامر کی قدر ہے، جیسا کہ چار رکعت والی نماز میں بیچ کے قعدہ میں اگر کوئی شخص درود شریف پڑھ جاوے تو سجدہ سہو لازم آتا ہے، حالانکہ درود شریف کتنی محبوب عبادت ہے۔ اللہ کی چلانا ہے برخلاف خواہشات کے۔

لَآ اِلٰہَ کے معنیٰ نفس کے حکم اور **اِلَّا اللّٰہُ** کے معنیٰ اللہ کے حکم۔ یہ ہوئے **لَآ اِلٰہَ اِلَّا اللّٰہُ** کے معنیٰ۔ اب اللہ کے حکموں کو کلمہ کے دوسرے جزء **محمّد**

رَسُولُ اللہ سے تلاش کرنا چاہیئے۔

آپؐ تو ان کو جو اللہ کے اوامر ہیں لے کر آئے ہیں اور آپؐ نے ان پر عمل کر دکھایا، گویا حضور صلے اللہ علیہ وسلم عملی قرآن ہیں۔ حدیث شریف قرآن کی تفصیل ہے اور صحابہ کی زندگی اس کا خلاصہ ہے۔

اب اہم امروں میں پہلا امر کلمہ ہے۔ تمام انبیاء علیہ السلام نے اس کلمۂ توحید کی دعوت دی تو گویا یہ دعوت تمام انبیاء علیہم السلام کے کاموں میں شریک ہونا ہے۔ اور پھر اس میں ایک بات کا اور اضافہ ہے کہ دوسروں کو دعوت دینے کے لیے کھڑا کرنا، یہ ہے امّتِ محمدیہ کا امتیازی کام یہ کام دنیا میں بالکل ناپید ہوگیا ہے اس کو زندہ کرنا ہے۔

اللہ تعالےٰ نے اپنی محبّت کی آزمائش اپنے امر کے ذریعہ سے برخلاف نفس کے حکموں کے آزمائی ہے۔ تو اللہ کے امروں کو تلاش کرو، اس کے بغیر زندگی نہیں دینی امروں کی تلاش کا نام طلب علم ہے، گویا طلبِ علم فرض ہے۔ اس طرح کے ساتھ گھروں سے طلب علم کے لیے بے طلبوں میں نکلو اور ان کو طلب کی دعوت دو اور طلب والوں کو علم کی دعوت دو۔ اور علم ملے گا بزرگوں کی صحبت سے وہ حضرات علم کو معہ عمل کے لیے بیٹھے ہیں، وہ خزانہ ہیں علم و عمل کا۔

پہلا عمل تو تبلیغ ہے۔ اس سے بچے ہوئے وقتوں میں علم و ذکر میں مشغول رہو۔ کام کرنے کے بعد اُسی پر نظر رکھو اُسی سے مانگو نہ ملنے پر روؤ۔

☆ مسلمانوں میں اوّل تو کسل ہے اور پھر اٹھنے کے بعد خود رائی ہے۔ اپنے بڑوں کے فرمودہ کے مطابق چلنا چاہیئے۔ خود رائی سے چلنے میں محنت زیادہ منافع تھوڑا، ماتحتی میں چلنے میں محنت کم منافع بے شمار۔

عمل میں مداومت، دھیرے دھیرے چلنا۔ ہر وقت کا ذکر فرض ہے، غفلت کسی وقت جائز نہیں۔ ذکروں میں پہلا ذکر جو ہے وہ اعلائے کلمۃ اللہ کی دعوت ناواقف مخلوق میں دینا اور ان کو دوسروں میں دعوت دینے کے لیے نکالنا

ہے۔ اس کے بعد نماز کی دعوت دینا ہے۔ یہ پہلا عمل تمام عملوں کے لیے سایہ ہے۔ اس بغیر عمل سرسبز اور پرورش نہیں ہو سکتے۔

چھ نمبر: اس کام کے سیکھنے کے لیے اوّل تفریغ وقت، کلمہ معہ معنیٰ و مفہوم کے خلق کے اندر دعوت دیتے ہوئے نماز کی دعوت دینا۔ اس قسم کی دعوت سے نماز کلمہ سے نور لے گی۔ نماز کی درستی سے مال کا خرچ کرنا، پھر علوم کا خرچ کرنا، پھر اخلاق کا خرچ کرنا، علم معہ ذکر بذریعہ تواضع۔ اکرام مسلم۔ تصحیح نیت۔ نکلنے کے زمانے میں ان چھ کے علاوہ اور کسی کام میں حالانکہ نیک کام ہوں مشغول نہ ہونا۔

ندوہ کے طالب علم آئے تھے ان سے غلطی ہوئی۔ قطب مینار بغیر مشورہ چلے گئے اس پر حضرت نے تقریر فرمائی۔ انہوں نے اپنی غلطی کو بہت سی حجتوں کے بعد تسلیم کیا۔ بعدہٗ حضرت نے ندامت کا تذکرہ فرمایا۔ اقرار قصور جس کا نام ندامت ہے اللہ تعالیٰ کے یہاں عمل سے بڑھ جاتی ہے پھر تزکیہ کا ذکر فرمایا کہ نفس کی غلطیوں کو دیکھتے رہو اور آگے کے لیے اس کی درستی کا فکر کرتے رہو۔

ہر عمل اللہ کی رضا اس کی ذات، صفات عظمت و محبّت کا دھیان کرتے ہوئے جان و مال کو قربان کرنا یہ تو اعلےٰ درجہ ہے اور اسکے خوف و طمع وعدہ وعید سے کرنا یہ عمل کا دوسرا درجہ ہے۔

پھر فرمایا کہ اگر تم اللہ کے دین کو زندہ کرنے کی فکر میں اپنی جان کی قیمت نکال دو تو اللہ تعالےٰ تمہاری پرورش فرمائیں گے۔ غیب سے روزی پہنچادیں گے، بلاؤں کو دور فرمائیں گے۔

صبر سے مشکل دور ہونے کا دروازہ کھلتا ہے۔

۱۔ ارادہ، ۲۔ جہد، ۳۔ اس کے پرے خدا۔

اصلی زندگی عسکری ہی ہے۔ بیٹھنا مشورہ کے بعد ہے۔

جب ز چ نچ کا معاملہ ہووے اس وقت جو اضطرار ہو گا اس وقت دعا کو کام میں لاؤ۔

اللہ تعالیٰ مومنین کی محبت سے بہت کچھ دیتے ہیں۔
اللہ سے وصل کرے اللہ کی آڑ میں اپنی بڑائی نہ ڈھونڈے۔
حضور صلی اللہ علیہ وسلم مظہر عبدیت ہیں۔ ہمیں عبد بننا ان ہی سے آیا ہے۔
زیارت قبور کے وقت علاوہ موت کے دھیان کے شقاوت لاتا ہے۔
وہاں جاکر لہو ولعب میں مشغول ہونا، ایسا جانا لعنت کا سبب ہے۔
اعتقاد کہتے ہیں بندھن کو۔
اچھی چیز کا کھانا حرص ہے۔ جو جھوٹی چیز ہو اس کا کھانا برکت ہے اور ترغیب ہے۔
اپنے مظلوم ہونے کی انتہا کو پہنچنا، اپنے حقوق کا خرچ کرنا، جس سے رضا خریدی جاتی ہے۔
دعوتِ حق دینے کی طمع میں کفار کے ساتھ مادی خدمت کرنا۔
کفار کی خدمت مادی اس خیال سے کرو کہ اس کے ذریعے سے دعوتِ حق کے پیش کرنے میں سہولت ہو۔
دوسروں کی راحت رسانی کا درد اپنی راحت کے درد پر مقدم رکھو۔
جان کا خیال نکال۔ جان کی کچھ قیمت نہ ہو۔ انسان کی پیدائش کا مدار امروں کی پرورش ہے۔ پھر اللہ تعالیٰ اس کی ہر ضرورتِ دنیوی و اخروی کا ذمہ دار ہو جاتا ہے۔ اللہ تعالیٰ نے تو امروں کو انسان ہی کی راحت رسانی کے لیے مقرر فرمایا ہے۔
تذکرہ اگر اخلاق ذمیمہ کا ہو گا تو ذمیمہ پھیلیں گے اور تذکرہ اخلاقِ محمودہ کا ہو گا تو صفاتِ محمودہ پھیلیں گی۔
حق کی طمع میں کفار تک کی بھی مادی خدمت کرو، کیونکہ دنیا اس کی جنت ہے۔ اس کے ذریعے سے تم سے اس کو محبت ہو گی۔ اختلاط حق کی طمع میں۔
دعوت اس طرح دو کہ سننے والے کے جذرِ قلب (دل کی تہہ تک) میں

بشاشت سے اتر جاوے۔

سرّی ذکر کہ بندہ ہو اور اس کا خدا ہو۔ لیکن مجمع میں سرّی ذکر ہو وے تو اس سے بدرجہا بہتر ہے۔ دعوت ذکر کرتے ہوئے۔

خدمتِ خلق مادی اس غرض سے تاکہ روحانی خدمت کرنیکا طریقہ نکل آوے۔

روئے نیاز سب کا اللہ کی طرف ہوتا ہے، خواہ کافر ہو خواہ مسلم بہت کم بشر ایسے ہیں جو خدا کو نہیں مانتے۔ البتہ اس کے بعد جو حکم رسولوں کے ذریعے سے اللہ تعالیٰ کے صادر فرمائے ہوئے ان کے موافق چلنا نور و رحمت کی طرف لے جاتا ہے۔

زہدِ حقیقی۔ دراصل اللہ اللہ کی لذت میں خود بخود کھانے پینے اور پہننے کی لذّت مدھم ہو جائے جو مل گیا کھالیا، نہ ملا کچھ پرواہ نہیں۔ یہ ہے دراصل زہدِ حقیقی ہر مسئلہ اپنے موقعہ پر (مثل) کلمۃ اللہ ہے، خواہ سونے کا ہو خواہ کھانے کا ہو۔

ہر مبلغ تبلیغ کے زمانے میں دس پندرہ منٹ تجوید کے سیکھنے پر خرچ کرے۔ اپنے مقام پر کرتے رہنا جو کچھ ہے وہ زمانہ تبلیغ میں اپنے اعمال کو مضبوط کرنے کے لیے ہے، اسی طرح کئی دفعہ پھرنے کے بعد مسائل کو سیکھنے کا درجہ درست ہوگا۔ ورنہ اس سے پیشتر جو مسائل آجائیں گے ان پر عمل نہ ہوگا، وہ باعثِ لعنت و دوزخ کے ہوں گے۔ اللہ فرمادیں گے جب تم کو معلوم تھا کیوں نہیں کیا۔

(رجحت)

صفاتِ محمودہ کی حیات ذکر، زہد، تقویٰ، توکل، صفاتِ ذمیمہ کی موت ذکر ہے۔

نااہل کو ذکر بتلانا گناہ ہے کیونکہ وہ دنیوی اغراض کی وجہ سے اس کی ناقدری کرے گا۔

اس طریقہ سے اہلیت آجاتی ہے۔

لایعنی میں مشغول ہونا نور کو بجھا دیتا ہے، پھر گناہ کرنا آسان ہوجاتا ہے۔

اسباب ختم ہونے کے بعد یاس نہ آنے پائے۔ اللہ سے مایوس نہیں ہونا چاہیئے۔ بس اس وقت اللہ تعالیٰ سے مانگو۔ اضطراری حالت کی دعاء مقبول ہے۔

ایک زندگی وہ ہے جس کا کارکن اللہ ہوجاتا ہے، یہ نور کی طرف لادیگی۔

تبلیغ کے کام کو کرتے ہوئے تمہاری دنیا بھی دین ہوتی آوے گی۔ برخلاف اس کے اگر اسکو نہ کیا تو تمہارا دین بھی دنیا ہو کر برباد ہوتا چلا جاوے گا۔

دنیا کا اشتغال اس قدر قوی ہے کہ اشتغال حق پر غالب آجاتا ہے۔

علیٰ سبیل الدعایۃ کے ذریعہ دین پھیل سکتا ہے ۔ علیٰ سبیل السیاسۃ کے ہم اہل نہیں۔

جہل اور معصیت اللہ کی اذیت کی چیزیں ہیں اس لیے اپنی اذیت کے مقابلے میں اللہ کی اذیت کا دور کرنا سب پر فرض ہے۔

اللہ کے امر کی بناء پر چلنا یہ ایمان کی خوبی ہے۔ اسباب اسباب کے درجہ میں ہیں جو مخلوق ہیں، مخلوق سے جی نہیں لگایا کرتے۔

ذکر کو لے کر جاؤ گے تو ہر فاسق و فاجر سے نفع اٹھاؤ گے اور اگر اغراض لے کر جاؤ گے تو کفر لے کر آؤ گے۔

دل کا کام الجھ جانا ہے پھر دماغ تشکیل کرے گا اور جوارح تکمیل کرینگے۔

دل کا کام حب ہے۔

امر کے لگنے میں خیال اعلیٰ اس کی صفات کے ذریعہ سے کرنے میں ہے۔

دوم درجہ اللہ کے وعدہ پر وعید پر جو نفس کا فائدہ ہے اس کے موافق چلنا ہے۔

ذکر نفلی کی یہ خوبی ہے۔ اللہ کہتا ہے کہ میں اس بندہ کا کان ہوجاتا

ہوں ہاتھ ہو جاتا ہوں ۔ اور جب فرض ذکر کیا جاوے گا تو اللہ کی دین کا کچھ ٹھکانا نہیں ہے ۔

← فرق مراتب نہ کنی زندیق شوی ۔

لازم سے متعدی کی قیمت زیادہ ہے ۔ پھر متعدی میں فرق اعلیٰ و ادنیٰ کا کرنا اعمال کو ماننے کے بعد ترتیب ضروری ہے ۔ اگر قابو میں آجادیں تو بہت ہی خوب ہے ، ورنہ فرض کو ناقص کرتے ہوئے نوافل میں مشغول ہونا زندقہ ہے ۔

صفات میں لگنا ۔ صفات میں بھی اونچا درجہ امہات صفات میں لگنا ، پھر ذات میں لگنا ۔

حق تعالےٰ سے لگاؤ کا رواج مٹ گیا ۔ علم کا ڈھنگ غلط ۔ تقوے کا ڈھنگ غلط ۔ یہ طلب علم نہیں ۔ علم کی لذت سے ناواقف ہو چکے ہیں ۔ اصل اللہ کے امروں کی قدر دانی ہے ۔

خود غرضی میں کوئی کسی کی نہیں مانتا ۔ جب خدا کی کوئی نہیں مانتا تو پھر بھلا انسان کی کون مانتا ہے ۔

اس کے انوارات سے انس نہیں ہے ۔ مشاغل سے دور رہتے ہوئے اعمال کا کرنا نور لاتا ہے ۔

کلمہ کی دعوت کے ذریعہ سے اپنے کلمہ کو نورانی کرو ۔ پھر نماز میں نور آوے گا اور پھر نماز دیگر اعمال میں نور لاوے گی ۔

خدا کو خدا کی وجہ سے ماننا ۔

اصل دینے والا قرآن ہے ۔ حدیث سے حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے اس کو کھولا ہے ۔

ہمارے کلام سے جی نہ لگاؤ ۔ جی تو خدا کے کلام سے لگاؤ ۔ اس میں لگنے کی وجہ سے اس کو معاونت کے درجہ میں سمجھو ۔

اللہ تعالیٰ کے امر کو زندہ کرنے میں جان دے دو۔ ورنہ اغراض کی وجہ سے روٹیوں کی خاطر مخلوق جان دے رہی ہے۔

جہلا کو علمائے سے ملاؤ، جہلا ان کی تعظیم کریں اور علماء ان پر پیار کریں یہ گُر ہے۔

بجائے خود کرنے کے علماء کو لگا دو۔ علماء میں جہلا اپنی جہالت کے حالات سناویں ان کو ان پر رحم آوے گا۔ یہ ان کی خوشامد کریں گے تا کہ علوم سے آشنا کریں، دراصل کام بنے گا علماء ہی سے۔

جو شخص اپنے دین کے بڑوں کے پیچھے نہیں چلتا وہ کفار کے بڑوں کے پاؤں تلے اور پنجہ میں دے دیا جاتا ہے۔

حضور کے لائے ہوئے اعمال میں دھیان مقبول ورنہ مردود۔

اب اعمال کے اندر فرق مراتب ہے۔ اگر کوئی شخص حدیث پڑھا رہا ہے اس نے فرض دعوت کو ہلکا سمجھا اس سے کم جانا تو یہی فرقِ مراتب ہے۔ یہ پھر زندقہ، ہاں البتہ اس کا کچھ وقت نکال کر فرض کی دعوت دینا۔ پھر فرقِ مراتب درست ہوگا۔

قرآن ہی سے انسان پھلے پھولے گا۔ اس کی تجوید کا وقت تھوڑا سا روزانہ نکالو۔

دین سیدوں اور علمائے سے پھیلے گا۔ ان کی بہت زیادہ قدر کرنی چاہیئے۔ اور ان کو اس طرف توجہ دلانی چاہیئے۔

انسان جس قدر بھی گھر سے دور نکل کر جاوے گا، اسی قدر دین مضبوط ہوگا۔ مشاغل کی ظلمت سے جتنا دور ہوگا اتنی ہی ظلمت دور ہوگی۔ پھر اعمال کا نور قلب میں مستحکم ہوگا۔

عمل میں جوش کے ساتھ ہوش ہونا چاہیئے۔ بڑوں کی ماتحتی بغیر خود رائی کا مادہ زیادہ ہوجائے گا، پھر دہریت بڑھے گی۔ بڑوں کی ماتحتی میں عبدیت بڑھیگی۔

علم کی یہی قدر ہے کہ اعلیٰ کے واسطے جو چاہت کی چیزیں ہیں ان کی محبت کو کم کر دینا یہ ہی جہاد ہے۔

اہلِ صفہ سے اہلِ بیت عموماً اور دیگر خصوصاً استفادہ کے لیے حاضر ہوتے تھے۔

اوامر خداوندی میں نفس کا ذلیل ہو جانا، جان کا بے قیمت ہو جانا۔ مادی چیزوں کو روحانی کے ماتحت کرنا فرقِ مراتب ہے۔

بے طلبوں کو طلب دلانا یہ تو ہے تبلیغ اور طالبوں کو رغبت دلانا یہ ہے علم۔

آج بتاریخ ۱۲ فروری ۱۹۴۴ء یوم بدھ اشراق کے بعد فرمایا۔ جبکہ اکیلے کونے میں بیٹھے ہوئے تھے میں بھی جا بیٹھا، فرمایا: منشی جی راستہ نہیں ملتا۔ پھر رات کو جو جلسہ قرول باغ میں ہوا تھا۔ جس میں طبقہ انگریزی داں کا تھا اور اس کے اثرات کے پھیلنے کا اندیشہ تھا۔ اس پر فرمایا کہ دہریت کیا ہے کاموں کو اللہ کے اوامر کی امیدوں کے خلاف اسباب کی امید، روپیہ پیسہ سے کام کا چلنا اس پر لگا دیں گے جس سے وہ ایمان کی قوت نکل جاوے گی۔ اگر اللہ والے اس پر غلبہ پاتے ہوئے اوامر پیش نہ کریں گے تو دہریت کا غلبہ ہو جانے کا اندیشہ ہے۔

دہریت کیا ہے۔ مال روپے پیسے پر بھروسہ کرنا۔ اس واسطے قوتِ یقین کو اللہ نے جو اپنے اوامر کے ذریعہ بتلایا ہے اس کو مضبوط کرنا، اسباب کو اوامر کے ماتحت برتو نہ کہ اسباب کو یقین کا درجہ دے دو۔ پھر فرمایا کہ یقین اور وہم کا فرق۔ یقین تو یہ ہے کہ یہ ہوگا اور پھر ہوگا۔ اور وہم کیا ہے۔ کہ شاید ہو جاوے گا اور نہ ہونے پر ڈگ جانا۔ اس واسطے بذریعہ اوامر ساتھ یقین کے اعمال میں بڑھتے چلے جانا درجہ اوّل اعمال کو اللہ کی رضا کے لیے۔ اور طمع و خوف کے ذریعہ کرنا درجہ دوم۔

اصل یقین یہ ہے کہ ایسا یقین ہو کہ اسباب کے خراب ہوتے یقین کو ترقی دینا۔ اور اللہ کے فرمودہ کی قدر اور وقعت کرنا اور اس پر جمے رہنا۔ اے اللہ

ہمیں توفیق دے۔ گھبراہٹ سے نکال، دکھ اور سکھ کو عارضی سمجھیں۔ اصل دولت تیری رضا کے واسطے مخالفت ہوتے ہوئے اوامر کے ذریعہ اعمال پر یقین بڑھتا چلا جاوے۔ اے اللہ میری دُعا کو قبول فرما اور یہ مضمون دوسروں میں پھیلانے کی توفیق عطا فرما۔ اس کا مزہ مادی مزے پر غالب آجاوے۔

عبادات میں کام مقصود نہیں بلکہ اللہ کے امر کی قدر رضائے مولیٰ کے لیے مقصود ہے۔

عبادات بھی ایک مخلوق ہیں۔ اسباب کے درجے میں ہیں مخلوق کو خالق کا درجہ دینا شرک ہے۔

اعمال شرعی کے بغیر اگر کوئی اللہ کو ڈھونڈے غلط ہے۔

تحقیر نام ہے کبر کا۔

نماز روح کے اندر پرواز پیدا کرتی ہے۔

ندامت نام ہے توبہ کا۔

اعمال کے اندر بذریعہ فضائل ایمان درست ہوتا ہے۔ اور اعمال کو موافق مسائل کے کرنے سے عبادت درست ہوتی ہے۔ اور نیت سے جو رضائے الٰہی کے لیے ہو اعمال کامل ہوتے ہیں ایماناً احتساباً اعمال کو درست کرنا۔

کاموں کے کرنے میں مقدم اور موخر کا لحاظ رکھا جاوے۔ یہ کلیہ ہے۔

جہالت کے مقابلے میں علم ہے۔ اللہ اور اللہ کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم کی خوشی کے لیے اللہ کے امروں کو سیکھنا فرض ہے۔ جاہل کو عالم کے پاس جانا فرض ہے۔

اور اسی طرح جس قدر عالم جاہل سے بڑا ہے اسی قدر عالم کو جاہل سے ملنا اور علم سکھانا فرض ہے تو پھر جہالت علم سے بدل جائے گی۔

حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی ایک سنت کو زندہ کرنا ایسا ہے کہ جیسے حضور صلی اللہ علیہ وسلم کو زندہ کیا (جیسے حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے کل دین کو زندہ کیا) اس طریقے

سے ہزاروں سنتیں زندہ ہوتی ہیں۔

اصل کرنے کی جگہ اپنا وطن ہے، مگر جب تک سیکھو گے نہیں اس وقت تک دور سے دور جانے سے سیکھنا زیادہ آوے گا۔ درمیان میں ہمارے پاس بذریعہ صحبت کے علم سیکھو۔

★ **صحبت** سب سے بڑی چیز ہے جو علوم صحبت کے ذریعہ سے آویں گے وہ ہرگز کتابوں کے ذریعہ نہیں آویں گے۔ عام طریقہ علم کے سیکھنے کا حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے یہاں یہی تھا۔ ہر شخص ایک وقت میں معلم ہے اور دوسرے وقت میں متعلم ہے، جتنا علم آتا جاوے گا اس کا معلم ہے اور بقیہ کا متعلم۔ بہرحال ہر ایک ایک کا چھوٹا ہے اور ایک بڑا ہے، چھوٹوں سے، چھوٹوں میں علم کو پہنچاؤ اور بڑوں سے حاصل کرتے رہ کر چھوٹوں میں اس کی مشق کرو۔

کلمہ ایک تخم ہے یا جڑ، اور نماز اس کا تنا یعنی خول ہے اور ڈالیں ارکان ہیں اور پھر ڈالی پر پتے ہیں ہر ایک کا ایک دوسرے سے سلسلہ ہے۔ اسی کا سطے قوتِ ایمان کے ذریعے سے سارے دین کی پرورش ہے تو اس تحریک میں ایمان کو بڑھانا ہے۔ جہاد بھی ارکان میں سے ہے مگر عام طور سے پانچ ارکان کا ذکر ہوتا ہے۔

قتال جہاد کا اخیری درجہ ہے۔ حقیقت میں جہاد دین کے اندر کی کوشش کا نام ہے اس کو تبلیغ کہتے ہیں۔

خدمتِ خلق کے ذریعہ سے خدا کا راستہ ملتا ہے اس نے اپنا راستہ اپنی مخلوق کی خدمت کے ذریعہ سے ہی رکھا ہے۔

دنیوی یقین یعنی خواہشاتِ نفس ٹھنڈی پڑتی چلی جاویں۔ جیسا خواہشات کے موافق ہوجانے کی خوشی ہوتی ہے اسی طرح یہ خوشی اور یہ خواہش اللہ کی رضا سے بدل جاوے۔

دراصل اعمال کے ذریعہ اوامر اور بذریعہ صفات اللہ کی ذات سے عشق لگانا ہے۔

اللہ تعالیٰ نے جس طرح انبیاء علیہم السّلام کو ہدایت کے لیے بھیجا ہے۔ اسی طرح سے شیطان کے گروہ کو پھسلانے کے لیے بھیجا ہے، اسی واسطے انسان کا مرتبہ فرشتوں سے بڑھ کر ہے۔ انسان کو دونوں طاقتیں دے کر بھیجا ہے۔ یہ شیطانی طاقت زیادہ تر سیّدوں اور عالموں کے پیچھے بہت پڑے گی۔ یہ مشکل سے کھڑے ہوں گے کیونکہ ان کی صحبت اور علوم سے مخلوق کو ایک دن کا نفع اتنا ہوگا کہ عوام ساری عمر اس کام کو کریں تو برابر نہیں ہو سکتے۔

یہ تحریک دیگر اعمال کے مقابلہ میں ایسی ہے جیسے حضور صلی اللہ علیہ وسلم کو دیگر مخلوق پر فضیلت ہے۔ حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے سایہ تلے ہر شخص محفوظ رہ سکتا ہے۔ اسی طرح یہ عمل دیگر اعمال کے مقابلے میں ایسا ہی ہے۔ اس کے سایہ بغیر کسی عمل میں پرورش اور بقا نہیں ہے۔ یعنی حضور صلی اللہ علیہ وسلم فرماتے ہیں کہ اگر عیسیٰ ؑ اور موسیٰ ؑ بھی آویں تو ان کو بھی میری اتباع کے بغیر چارہ نہیں۔ اسی طرح دیگر اعمال بغیر اس عمل کے بے رونق ہیں۔

حضرت اجمیری رح، حضرت جیلانی رح کیوں ممتاز ہیں، کلمہ کی وجہ سے۔

حضرت ابو بکر صدیق رضؓ، حضرت عمر رضؓ سے ممتاز ہیں کلمہ کی وجہ سے۔ ورنہ سب یہی عبادت کیا کرتے تھے۔

کلمہ کے الفاظ اس کا جامہ ہیں۔ اس کے اندر کچھ اور ہے، اس واسطے اسکے اندر کی تلاش میں لگے رہو، اس کی انتہا نہیں ہے۔

ارکان ایمان سے مضبوط ہوں گے۔

نفس کے رذائل میں اخیر جو رذیلہ ہے وہ حُبِ جاہ ہے وہ مشکل سے نکلتا ہے۔ حب جاہ کیا ہے یعنی آبرو کو نفس چاہتا ہے۔

صفتِ ایمان سے دین میں رونق ہوگی۔

حضرت نے فرمایا میں بیعت کے وقت اللہ کے حکموں کو اس طرح بتلایا کرتا ہوں کہ جو اللہ کی ذات سے چلے ہوئے ہیں اور صفات میں رنگے ہوئے ہیں،

اور آسمان کی برکت لیے ہوئے ہیں اور پھر کسی ذات سے پہنچے ہوئے ہیں۔

اللہ کے امروں کے اثرات ہیں، جانوروں کو کلمہ کے ذریعہ ذبح کیا تو حلال ہے ورنہ حرام ہے۔

ہر موقعہ کے اعمال کو اللہ کے امروں کے ساتھ کرو وہ درست اور ٹھیک ہوجاویں گے۔

دراصل امروں کے اوپر صفت ایمان کے ذریعہ چلنا ہے اور حیاتِ طیبہ بنانا ہے۔

اللہ تعالیٰ نے اس زمانے میں یہ نعمتِ عجیبہ عنایت فرمائی ہے اس کا شکریہ ادا کرنا ضروری ہے، کیونکہ ہر نعمت کی بقا شکریہ پر ہے، اس نعمت کا شکریہ مسلمانوں مومنوں کے ساتھ تواضع ہے۔

اللہ کے نام کو بلند کرنے کے لیے نکلنے کی بے کلی جو اللہ کو پیاری ہے اس سے زیادہ کوئی عمل نہیں ہے۔

نوافل ذکر فرض ذکر کے خدام ہیں، خدام سے بادشاہ کو قوت ہوتی ہے نہ اِس کو اس سے چارہ نہ اُس کو اس سے۔ لہٰذا ذکر کو ہر وقت جاری رکھو۔

ہر جلیس کی صحبت کا اثر ہوا کرتا ہے، لہٰذا اس سے غفلت دور ہوگی جب غفلت دور ہوگی تو اللہ کے امروں کو اللہ کی رضا کے موافق صحیح نیت کیساتھ کرنے کی طاقت ہوجاوے گی وہ طاقت خواہشات کو دباتی رہے گی اس طاقت کا نام تقویٰ ہے۔

قرض خواہ کسی طرح ٹوٹے میں نہیں وعدہ کے بعد اسے صدقہ کا ثواب ملتا رہتا ہے۔

سیّدوں اور علماء کی تعظیم ضروری ہے چاہیے کیسے ہی ہوں۔ ہاں البتہ تعمیل ضروری نہیں۔ جس طرح غلط چھپے ہوئے قرآن کی تعظیم ضروری ہے اس کا پڑھنا جائز نہیں۔

بیماری ایک مہمان ہے۔ اس کا اکرام کرنا چاہیئے۔ کیونکہ یہ موت کا کھٹکا ہے۔
مصائب کے حالات کو بہت تلاش کیا کرو۔ مصائب کے ذریعہ جو قرب حاصل ہوتا ہے اسکو بہت تلاش کرو۔ یہ دین کا آدھا حصہ ہے۔
اللہ کے امروں کے زندہ کرنے میں جان و مال کی پروا نکال دو۔
اوامر کے زندہ کرنے میں لگے رہنا ایسا ہے جیسے ایک دکان ہے استعمال کے بعد بچے ہوئے کو اس دکان میں لگاتے رہو بڑھتی چلی جاوے گی۔
اللہ کی رضا کے لیے امر کو زندہ کرنے میں جان کی پرواہ کو نکالنا یہی کلمہ کا مفہوم ہے۔ پھر اس میں اوامر کی تلاش پھر اسکے لیے فراغ وقت اپنے مشغلہ میں سے نکال کر جس کی مقدار کم از کم عوام کے لیے تین چلے ہے اور علماء کے لیے سات چلے ہے۔ ترکِ وطن کرنا۔
خدمتِ خلق عبدیت ایک ہی چیز ہے۔ اللہ کے اوامر کو لوگوں میں پھیلانے اور پہنچانے کی خدمت کو عبدیت کہتے ہیں۔
اللہ کی رحمت آتی ہے عبد بننے میں۔ عبد بننا آتا ہے خدمتِ خلق کرنے سے۔
رزق صرف کھانے پینے کا مطلب نہیں ہے بلکہ جاہ و مرتبہ کی خواہش، ملک، دولت، بیوی، بچے غرضکہ تمام دنیوی اغراض رزق ہیں۔
مومن کا مقصدِ زندگی خدا طلبی ہے اور دین پروری اس کا راستہ ہے۔ اللہ تعالےٰ اس کے محرک ہیں۔
غیر مومن کا مقصدِ زندگی رزق طلبی ہے اور اس کا راستہ نفس پروری ہے اس کا محرک شیطان اور نفس کے اوامر ہیں۔
تذلل دین کے کام کی وجہ سے مسلمانوں کے ساتھ یہ عبدیت ہے اس سے اللہ کا رنگ آوے گا۔ رحم و قہر۔
تبلیغ ایک فن ہے جس کو تھوڑا سا کرنے سے انسان بہت کچھ

کما سکتا ہے۔

اللہ تعالیٰ کو کفار تک سے محبت ہے دنیا ان کی جنت ہے تو اغراض کی وجہ سے ان کی دنیا پر حملہ کرنا اللہ کو ناپسند ہے اس میں اللہ تعالیٰ ان کو فروغ دے گا۔

دسترخوان کے ریزوں کی جو قدر نہیں کرتا وہ کھانے سے انتفاع نہیں حاصل کر سکتا۔ یہ کلیہ ہے۔

مال کے خرچ میں سب سے اونچا خرچ ہدیہ ہے۔ اور اخلاق کا خرچ سب سے اونچا تواضع ہے

صفتِ عبدیت بڑھانا یہاں تک کہ اپنے آپ کو راستہ کی خاک سے بھی کم سمجھنا جیسا کہ وہ پیروں میں روندی جاتی ہے۔ اسی طرح دین کے کاموں کے کارن مخلوق کے پیروں میں رُندنے کو فخر سمجھنا۔

دین کے کارن جو انسان کو تکالیف آتی ہیں وہ اللہ کو بہت پسند ہیں۔

اللہ کے ذکر کو تنہائیوں میں اتنا مضبوط کرو کہ مجمعوں میں اس کے اثرات ہونے لگیں۔

☆ آج کل مخلوق اسباب پر نظر جما کر سب کام کو ترقی کا باعث سمجھ رہی ہے حالانکہ اسباب اوامر کے بعد مرتب ہوتے ہیں۔ اللہ تعالیٰ نے کن کہا تب زمین و آسمان بنے۔ یہ فرق اسباب اور اوامر کا ہے۔

میواتیوں سے، تم اپنے ملک کے اندر سو مکتبوں کے درمیان ایک عربی مکتب اور خانقاہ کا ارادہ فرماؤ۔

بچوں کے ساتھ محبت اللہ کے امر کے ماتحت ہو۔

جو کوئی حضور صلے اللہ علیہ وسلم کے نقشِ قدم کے علاوہ چلے گا وہ شیطان کے پنجے میں ہے اس واسطے جس شخص کی زندگی کسی بزرگ کی ماتحتی میں نہیں ہے وہ شیطان سے بچ نہیں سکتا۔

کلمہ جو خانقاہوں میں سکھایا جاتا ہے وہ نفل ہے اور جاہلوں کو جو انجان

ہیں ان کو سکھانا فرض ہے تو مخلوق میں وقت نکال کر اس کی دعوت دو۔ یہ اصل نور لینا ہے۔ تکمیل کے لیے تنہائیوں میں مشق کرو، اس کو مخلوق میں پہنچانے کو جزوِ زندگی بنالو۔

کام کے مقابلے میں دُعا کی مقدار کو زیادہ بڑھاؤ اور کہو کہ اللہ تعالیٰ نے توفیق دی تو مجھ سے یہ کام ہوگیا۔

تبلیغ ہے بے طلبوں میں اور تعلیم ہے طالبوں کے لیے۔ تبلیغ ہے فرض، ہر ایک مسلمان کا فرضِ عین ہے۔

میوات کے اندر تین چیزیں اہم ہیں: مدارس، خانقاہیں، غیر مسلم میں اسلام پیش کرنا۔

چوبیس گھنٹے وہ کام جو خانقاہوں اور مدارس میں ہوتا ہے کرنا ہے اور اُسی میں کچھ وقت لوگوں میں دعوت دینے میں۔

عزم یہ ہو کہ خلافِ طبع چلنا ہوگا، باکراہ پہلے ہوگا۔ بعد میں جب شوق ہوجائے گا تب آسان ہوجائے گا۔

دنیا کے بڑوں کے ہاں ان کا وقار بڑھاتے ہوئے دعوت دیں۔

اللہ کا حکم سمجھ کر، بے چینی سے کرنا یہ ہے تبلیغ کا خلاصہ۔

جب تک چوبیس گھنٹے میں کوئی وقت ذکر کا مقرر نہیں کریں گے یہ تبلیغ جڑ نہیں پکڑسکتی۔

روزہ سے استقلال ہوگا۔ حج سے جامعیتِ عشق حاصل ہوگی۔

کلمہ کے نور سے دل کو تنہائیوں میں روشن کرو تو نفس کے عیب معلوم ہوتے رہیں گے اور دین میں ترقی کرتے رہو گے۔

تھوڑے کے بقدر قدر نہ کرنا اس کا قدم ہرگز نہیں بڑھے گا۔ اور جو وہیں ٹھہرا رہا اس کا بھی قدم نہیں بڑھے گا۔

شوق بہت پیدا کرو اور نماز پڑھتے وقت زیادہ شوق کرو۔ اگر عمل

شوق اور رغبت سے نہیں تو کباڑ ہے، پھر اس کے بعد کمی پر ندامت ہو۔
عمل اور علم کی پونجی کو چور چرالے جاوے گا، جب تک ذکر کے چراغ سے
اس کو محفوظ نہ رکھا جاوے۔ ورنہ شیطان چور لایعنی کی آندھی سے اس کو بجھا کر
اس کو چرالے جاوے گا۔
بِرّ اور تقوے کا معاون ہونا فرض ہے تمام روئے زمین کے مسلمانوں پر۔
میوات میں حسب ذیل نمبروں کا اضافہ اور ہو گیا ہے۔
زکوٰۃ۔ علم فرائض۔ غیر مسلموں میں تبلیغ۔ مکتب۔
اب علم کے حصول کے وقت شروع سے نیت اللہ کی رضا کے لیے نہیں ہوتی۔
اس واسطے وہ علم شروع سے علم ہی نہیں ہوتا، الاعمالُ بالنیات۔
☆☆ سڑک سے اذیت دہ چیز کا دور کرنا سب کا فرض ہے۔
دین کے کام کو چھوڑ دینا یہ خیانت ہے۔
درس گاہیں بمنزلہ سمندر کے ہوں اور یہ پھرنے والے بطور نالیوں کے۔
کلمہ بادشاہ ہے۔ جہد وزیر فوجی۔ مال وزیر مالیات۔ نماز وزیر کل ہے۔
مومنین کے ساتھ ذلیل ہو۔ اس ذلیل ہونے کے اصول سیکھنا یہ
سیڑھی ہے اللہ کے عبد بننے کی۔
سادہ زندگی کی تاکید فرمائی۔ میواتیوں میں سادہ زندگی اللہ نے قدرتی
رکھی ہوئی ہے۔ میلے کچیلے بباس کے اندر میواتیوں کی سادہ زندگی ایک دولتِ عظیم
ہے۔ اس واسطے ان پر اس بات کا اثر ہو رہا ہے۔ برخلاف اسکے حکومت سے
ملنے والوں کی خوش پوشاکی کے اندر دہریت کے اثرات ہیں، اس واسطے ایسے
لوگوں پر میری تحریک جلد مؤثر نہیں ہوتی۔
مصلّے امام کا صف سے ملا ہونا چاہیئے۔ تاکہ مقتدی اور امام کا الحاق
ایک ہو جاوے۔
فرمایا: یارو نماز، کلمہ اور باقی تمام دین کے درمیان ایک واسطہ ہے۔

جگہ جگہ جبلِ جہد آتے رہیں گے یہ نہیں ہو سکتا کہ امتحان نہ آئیں کرتے رہو اور چلتے رہو۔

ہدایا کا ثواب صدقہ سے بہت اونچا ہے۔

جہاں کلمہ اور نماز، ذکر زیادہ ہو چکا ہے وہاں مالی خرچ کا اور مکتب کی دعوت دینا شروع کریں۔

چھوٹوں سے ملتے رہنا اور بڑوں کے سایہ میں اس سے زیادہ رہنا۔

اللہ تعالیٰ کو جن چیزوں سے اذیت ہوتی ہے ان کو مٹانے کی کوشش میں لگ جانا، درد لے کر۔ اس کا مٹ جانا ذمہ نہیں۔ کوشش میں لگ جانا یہ اللہ کی عین رضا ہے۔

★★ **اخلاق**: شبہ یہ ہے کہ اخلاق بڑا ہے یا ارکان۔ جڑ کے اعتبار سے ارکان بڑے ہیں اور نتیجہ کے اعتبار سے اخلاق بڑا ہے۔ حقوق اللہ معاف ہو جائیں گے، حقوق العباد کو اللہ معاف نہیں کرے گا۔ اس معنیٰ میں اخلاق بڑی چیز ہے۔

اخلاق وہ ہیں جو ارکان کی رہبری سے ہوں تو وہ اخلاق مقبول ہیں ورنہ مردود ہیں۔ بلا واسطہ ارکان اخلاق اللہ کو پسند نہیں۔ ارکان واسطہ ہیں۔ کلمہ اور باقی تمام دین میں یعنی معاملات، معاشرت اخلاق۔

کرنال کے بارے میں فرمایا کہ جماعتیں جاویں اور نواب لوگوں میں مصالحت کرادیں لیکن اصل مصالحت جو ہے وہ اللہ کے امروں کو دنیا میں پھیلانا ہے۔ ترتیب یہی ہے۔ جب سے امروں کو چھوڑا ہے ہو اتفریق کی شروع ہوئی اور آپس میں طاقتیں فنا ہوتی چلی گئیں۔ بس پھر کفار کا قبضہ ہو گیا۔ اب اس ترتیب سے اللہ کے امروں کو زندہ کرنے میں دنیا میں پھیل جاؤ اور تفریق کو مٹاؤ۔ اپنے حقوق کو لینا اور اس میں مارا جانا جو ہے اس سے شہادت کا ثواب ملتا ہے لیکن دین کے واسطے اگر حق کو چھوڑ دیوے تو فی کھجور اُحد پہاڑ سونا

خیرات کرنے کا اجر ملتا ہے آپس میں مصالحتیں کراؤ۔ اس طرح طاقتیں جمع ہوتی چلی جاویں گی اور کفر میں حق کو پھیلانے کی وجہ سے کفر میں تفریق پڑتی چلی جاوے گی یہاں تک کہ شیرازہ ٹوٹ پھوٹ جاوے گا اور اسلام کی طاقت بوجہ حق کے پھیلانے کے بڑھتی چلی جاوے گی۔

ایک سے ملنے میں ۷۰ ہزار فرشتوں کو پر بچھانے کا حکم ہوتا ہے جبکہ قوموں کا قوموں سے ملنا ہوتا ہے تو کیا ٹھکانا ہے۔ پھر ایک تو مسلمان سے ملنا، پھر اس میں دین لے کر جانا اور ملنا یہ کس قدر اللہ کو محبوب ہے۔

یہاں یعنی دنیا میں تو صرف خرچ کرنے کے لیے۔ راحت کے لیے نہیں ہے۔ اللہ کے ہاں کی ناقدری ہے کہ اس کو شوق سے نہ اٹھاوے۔ عمل بقدر شوق کے۔

اصل فریضہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم کا یہی تھا کہ دین کو لے کر گھروں سے نکل کھڑے ہونا۔

دیکھو بھائیو! اس کام کی خاطر انبیاء علیہم السلام کو پریشان کیا گیا اور صحابہ رضی اللہ تعالیٰ عنہم اجمعین کو کٹوایا گیا، یعنی دین کی خاطر۔ اللہ کو اپنا دین کسقدر پیارا ہے۔ ہماری جان دراصل اس پر قربانی کو پیدا کی گئی ہے۔

اخلاق کیا ہے۔ انبیاء علیہم السلام کا خاص پیشہ ہے۔ یعنی اخلاق کیا چیز ہے۔ اپنے حقوق کو معاف کرنا اور مظلوم ہونا اور دوسروں کے حقوق کی ہر وقت فکر میں لگا رہنا اور نگہداشت کرنا۔

اللہ نے ایک فن رکھا ہے، وہ تنہائی میں آتا ہے، یعنی اللہ پر بھروسہ رکھنے کی قوت پیدا کرنا، مگر اس سے پہلے پہلے اسباب میں خوب کوشش کریوے اور اللہ پر بھروسہ کرے۔

دعوت کا فریضہ نماز کے فریضہ سے اعلیٰ ہے۔ اس کے بغیر مسلم کی ترقی ہے ہی نہیں۔

ہدیہ دینے والا دیکھ لیا جاوے۔ جب وہ خالص رضائے الٰہی کے لیے دے رہا ہو تو اس کا رد کرنا بھی ایسا ہی ہے جیسے اس کے مقابلے میں حرص۔ اس ہدیہ کے عوض تذلل کا ہدیہ یا بدلہ صاحب ہدیہ کو دینا اللہ تعالےٰ کی عین رضا ہے۔ اس نے ہدیہ جس انداز سے پیش کیا سر آنکھوں پر لینا ضروری ہے۔ تہادّوا تحابُّوا۔

مصافحہ کرو کینہ جاتا رہے گا۔ ہدیہ دیا کرو تو محبت کرنے لگو گے آپس میں اور بخل جاتا رہے گا۔

طلب فرض ہے نماز کے خشوع وخضوع کے بعد اس کے آگے کی طلب فرض ہے۔ اس طرح مرنے تک آگے کے درجے کی طلب فرض ہے، بڑوں سے لیتے ہوئے چھوٹوں کو دیتے ہوئے، اللہ سے اپنے آگے کا راستہ مانگتے رہو۔

منشی جی اس کام میں کیوں دیری لگی۔ تم نے میری بڑائی کر کر کے دیری لگائی، جو اپنوں کی بڑائی دوسروں میں کرے گویا اس نے اپنی بڑائی کی جو ناجائز ہے۔ اصولی چیز ہے اس کام کے پیش کرنے میں۔ ان کی اور ان کے بڑوں کی تعریفیں کرو۔ جن میں دعوت دو۔

مخلوق سے امید باندھنا اللہ کو جتنا غضب میں لاتا ہے، اس طرح اللہ سے امید نہ باندھنا غضب لاتا ہے۔ کہ دین کے کارن اللہ کی مخلوق سے اپنی حاجت روائی میں بالکل مستغنیٰ رہے اور اللہ سے ہر وقت بھکاری بن کر رہے یہ طریقہ اللہ کو بہت پسند ہے۔ ہاں البتہ بلا کسی تجسس کے اللہ کی مخلوق خدمت کرے تو اس کا رد کرنا اچھا نہیں۔ یہ اللہ کی جانب سے آتی ہے دینے والے کا احسان سمجھ کر اس کے بدلے میں اس کے لیے دعا کرے۔

اللہ کے دین پر چلنے میں اس کا بدلہ آخرت پر رکھے خواہ بذریعہ شکر کے یا صبر کے۔ اس وقت امروں کو پیشِ نظر رکھے۔

وہ مولیٰ بلا اسباب کے بھی تسلی دے دیتے ہیں۔ اصل چیز تسلّی ہے۔ اللہ کی رضا میں راضی رہے۔

کام کی ترتیب : سب سے پہلے نئے سے مجمع میں تقریر کراوے اس کی کمی کو اس سے پہلے آنے والا پوری کرے، خود پوری تقریر نہ کرے۔ ورنہ تھک جاویگا اور یہ کام متعدی نہ ہوگا اور فروغ نہ پاوے گا۔ جلسوں میں ایک فرد یا دو فرد تقریر کے ذریعہ رجوع کریں، جذبات بلند کریں۔ باقی ایک جماعت کا کام ہے کہ جو کچھ جذبات سامعین نے لیے ہیں ان کو کام میں لاوے اور عمل پر مجمع کو ڈال لیوے۔

نفس کو مومن کے سامنے ذلیل یعنی اس کی بات نیچی کرنے کی گھات میں لگا رہے۔

حضور صلی اللہ علیہ وسلم جو مخصوص چیز لائے وہ یہ ہے کہ یہ دعوت دینا اور اسے حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے عام کر دیا۔

لایعنی، زعم، تحقیر، برباد کریں گی، علم ذکر، خدمتِ خلق آباد کریں گی۔

ہر قسم کی مشغولی اگر مانع اس کام کی ہے تو وہ دنیا ہے۔ آج کل ہر شخص نے اپنا کام جس کو طے کر لیا ہے، سمجھ لیا ہے، خواہ وہ پیر ہو یا عالم ہو۔ اس کا اصول یہ ہے کہ اوّل تو اپنے بڑوں کے حکم کے ماتحت کرے، دوسرے جس کام کو طے کر لیوے اس میں نقص نکالتا رہے اس کی انتہا نہیں یہاں تک کہ جان کے ساتھ یہ نقص نکالتا جاوے۔ اذلۃٍ علی المومنین کا برتاؤ رکھے۔

انبیاء علیہم السلام پر براہِ راست اللہ کی جانب سے امر آئے ہیں لیکن مخلوق میں پیش کرنے کی بنا پر ان پر بھی مخلوق کی ظلمت کا اثر ہوتا تھا۔ اس لیے تنہائیوں میں اللہ کے ذکر کے ذریعہ اس زنگ و ظلمت کو دھوتے تھے۔

جب تک علاقہ نائبان رسول سے نہ ہوگا گویا اس نے رسالت کا اقرار نہیں کیا، ورنہ وہ شخص شیطان کے پنجہ میں آجاوے گا۔

نیچا بننے میں یعنی اپنے سے نیچے کے لوگوں میں یعنی نادانوں میں دین پہنچانے میں جو لذت ہے اس میں اپنی عزت سمجھنا۔

انسان جب شریعت کے مطابق عمل کرنے لگتا ہے تو پھر شیطان و

نفس چوری کرتا ہے یعنی عمل کو اللہ کی رضا کے لیے نہیں کرنے دیتا۔ اغراض کو شامل کر دیتا ہے۔ اس سے بچنے کے لیے تنہائیوں میں ذکر کی مشغل سے چور کی حفاظت کرنا۔ یعنی علم و عمل سے حفاظت یہ طریقت ہے۔

اصل یہ ہے کہ بصیرت ایسی ہو جاوے کہ دوسرے کے عیوب نظر سے گم ہو جاویں اور دوسروں کی صفات اور خوبیاں نظر آنے لگیں اور ان کی خدمت کے لیے دل خوشی خوشی اللہ کی رضا کے لیے جس میں اغراض شامل نہ ہوں، آمادہ ہو یہ خدمتِ خلق انبیاء علیہم السّلام کا پیشہ ہے۔

مومنین کے سامنے ذلیل ہونا۔ اس ذلیل ہونے کا اصول سیکھنا۔ یہ سیڑھی ہے اللہ کے عبد بننے کی۔

جب راستہ مل جائے تو اس کو پیچھے کو کیوں رکھے۔ دین کے سہل ہونے کا طرز ہی بھول گئے۔

جماعتیں بنا کر تین دن کے لیے مہینہ میں سارے گاؤں کے آدمی نکل جاویں۔

کٹھن چیز یہ ہے گھر سے نکلنا۔

علم سے ابتداء نہ ہو بلکہ عمل سے ابتداء ہو۔ عمل کی ضرورت کی وجہ سے علم ہو رہا ہے۔

استقلال، متانت، قوتِ فکریہ، خشیت یہ سب معین ہیں اللہ تعالیٰ کی عظمت پیدا ہونے کے لیے۔

دین کی قدر مٹتا ہے۔

دن میں ظاہر کی تبلیغ ہے اور راتوں میں باطن کی تبلیغ ہے۔ دونوں قسموں کے ماہرین کا ادب کرنا اور ان کی صحبت اختیار کرنا۔

خصوصی اعمالِ محمدیہ کے ساتھ اللہ کی خصوصی رحمتیں ہیں۔

ہر اشتغال کے اندر نیت ضروری ہے۔

دین کی بات کو ہنسی سے مت کہا کرو۔

جسم سے زبان بہت دیر میں اٹھے گی اور پھر زبان سے دل اور پھر دل کے اندر وہ چیز۔

مومن کی ایذا رسانی، خدا سے لڑائی لینا ہے۔

ہر عبادت میں عجز کی چادر اوڑھے ہوئے، دل کا رخ اللہ کی جانب کرتے ہوئے صحت الفاظی اور نیت کو بھی درست رکھتے ہوئے اللہ کے راضی ہونے کا ارادہ رکھے۔

اللہ کی رحمت سے شیطان ناامید ہوا۔

اللہ کی ذات اور دین ہم پلہ ہیں۔

کمی پر ندامت کرے اور ہوئے ہوئے کا شکر ادا کرے۔

ایک کام کے کرتے ہوئے دوسرے کا دھیان مت لاؤ۔ ہر امر کی بجا آوری کے وقت جم کر کرو، حوصلہ کے ساتھ کرو۔ اس میں قوت یقین کو خوب بڑھاؤ اور اس میں جو اللہ نے اجر کے وعدے فرمائے ہیں اس کی امید میں خوب ہشاش بشاش رہو اور اللہ کے حاضر و ناظر ہونے کا دھیان خوب بڑھاؤ۔

یہ چار باتیں چار لاکھ حدیثوں کا خلاصہ ہیں:۔

۱۔ انما الاعمال بالنیات۔

۲۔ جو چیز اپنے لیے پسند ہووے دوسروں کے لیے پسند کرنا۔

۳۔ لایعنی سے بچنا۔

۴۔ چھوڑ دے اس چیز کو جو تجھے شبہ میں ڈالے اور اختیار کر اس چیز کو جو تجھے شبہ میں نہ ڈالے۔

یہ سوچ ہی نہیں کہ یہ پھیلے۔ یاس پیدا ہو جاتا ہے۔ تو مخلوق کی طرف نیچے اترو، کام کرنے والوں کی حوصلہ افزائی کرو۔ اوّل ان میں شامل ہونے کو اپنی عزت سمجھ کر اللہ کی رضا کے سودے کو حاصل کرنے کے لیے اللہ کی دی ہوئی

طاقتوں کو اللہ کے بتلائے ہوئے اعمال کے ذریعہ اعمال میں فرق مراتب کو ملحوظ رکھتے ہوئے لگانا اس کا نام عبادات ہے۔

اکرام مسلم کے لیے تین باتوں کی ضرورت ہے۔ توقیر کے ذریعہ یا تعظیم کے یا ترحم کے ذریعہ ان تینوں میں سے ہر موقعہ کے مناسب مسلم کا اکرام کرنا۔

درد پیدا کرنا بذریعہ درد کے، انسان کا مرتبہ بڑا ہے۔

ان تین باتوں سے دین آوے گا، خدا ملے گا: قرآن، نماز، تبلیغ۔

قرآن میں اللہ نے اپنی صفاتِ جمالیہ و جلالیہ کا نور بھر دیا ہے۔ اور وہ نماز کے ذریعہ سے انسان میں چونکہ نور لینے کا مادہ رکھ دیا ہے اور کسی مخلوق میں یہ بات نہیں رکھی ہے۔ آوے گا ہر ہر اعضاء میں اور تبلیغ سے اس کی صیقل ہوگی۔

سب سے بڑا ذکر اللہ کی باتوں کا تذکرہ مجمعوں میں کرنا ہے، گھروں سے نکل نکل کر۔

انسان کو چاہیئے کہ علم کو اس طریقہ سے حاصل کرے، خلوت میں بذریعہ کتاب کے پڑھنے کے اور جلوت میں سننے یا سنانے میں مشغول رہے۔

حضوری قلب کی نماز کی کوشش کرے۔

ایمان اللہ کی بات پر اعتماد اور بھروسا اور اقرار میں مضبوط رہنا۔

سارے دن رو رو کر قرآن شریف پڑھنے سے ایک گھنٹہ ناواقفوں میں کلمہ کی دعوت دینا کروڑوں درجہ زیادہ ثواب، کلمہ کی دعوت دینا سارے دین کے سیکھنے سے بہت زیادہ ہے۔

دعوت دینے میں اگر کمی کی تو یہ الزام دعوت دینے والے کے ذمہ ہے۔

اس کام کو جس طریقے سے انبیاء علیہم السّلام نے دعوت دی تھی اس طریقہ کو سیکھنا ضروری ہے۔ لہٰذا کچھ وقت نکال کر کام کرنے والوں کے ساتھ رہتے ہوئے سیکھے۔ اس کام کے کرنے سے یہیں دنیا میں ہی جنّت کا مزہ آنے لگتا ہے جو دنیا کی بادشاہت سے ہزاروں درجہ بے انتہا مزہ آنے لگے گا۔

علم بذریعہ دل کے، عمل بذریعہ جوارح کے۔ دھیان بذریعہ دماغ کے جہد مشترک سب کے ذریعہ سے۔

جیسا دنیوی مشاغل بھلا رہے ہیں دین کو، اسی طرح دینی مشاغل کی طاقت ایسی ہو جاوے کہ دنیا کے مشاغل کو بھلانے لگیں۔

حکمت کے معنیٰ ہیں مضبوطی کے۔

تمام فلاحیں خواہ دنیوی ہوں یا دینی صرف دین کے اندر ہیں۔

ہر ہر نمبر کے کرنے کے بعد میرے پاس آؤ جب مجھ سے فائدہ ہوگا۔

بڑوں سے ملنے کا قاعدہ ان سے ملنے والوں کے ساتھ جا کر ملو۔

تبلیغ کی سرگرمی کے زمانہ میں پوری جماعت کے ساتھ اصول کی پابندی کرتے ہوئے امراء و علمائے سے ملو، بغیر اس شرط کے ملوگے تو باعث خرابی کا ہوگا بہت خطرناک ہوگا۔

نماز مناجات ہے، کانا پھوسی ہے۔ محرم راز ہے۔ سارے اعمال و عقائد کی توفیق ہوگی۔ اگر نماز اچھی طرح سے ادا ہو۔

خدا وہ خدا جس نے بنایا اور بگاڑا۔ ایسا خدا یعنی انبیاء جیسی ہستیوں کو بنایا اور (ان کے مقابل کو) بگاڑا۔

چلو، اور طاقت سے زیادہ کرنا گناہ اور کم کرنا یہ بھی گناہ، موجودہ طاقت کے موافق چلتے رہو۔

فرائض کو سیکھنا اور پھر واجبات کو سیکھنا، پھر مستحبات کو سیکھنا۔

آخری وصیت؛ سورۂ کہف کی آیت پڑھی۔ واصبر نفسک مع الذین یدعون ربھم بالغداوۃ والعشی یریدون وجھہ (رکوع)

جس میں اُن لوگوں کا ذکر ہے جو صبح و شام اللہ کو یاد کرتے ہیں ان کی صحبت کی تاکید ہے، اسی طرح جو شام کے وقتوں کو ذکر سے معمور رکھے اور مسجدوں کو نوافل کا گھر نہ بناؤ، قرآن، نماز، ذکر دعوتِ حق سے بڑا کوئی عمل نہیں ہے۔

اگر موقعہ دعوت کا آجائے تو نفل نماز توڑ کر دعوت دیوے اور بعد میں اس کو ادا کرلیوے۔ (نفل نماز)

ملنے کے وقت نری خوبیوں کو دیکھو، ورنہ اس کے برعکس خدا تعالیٰ ہمارے عیوب دیکھیں گے۔

تبلیغ، کرنے میں تھوڑی نفع میں بڑی! مگر یہ جبھی معلوم ہو سکتا ہے کہ یا تو گرہ کی عقل رکھتا ہو یا دوسرے پر اعتماد کرے یہ میرا دعویٰ ہے۔ اس کے کرنے میں ۹۹ حصّہ نفع ہے۔

صبح و شام ہر نماز کے بعد دھیان کی کوشش کرتا رہے۔ ۵ منٹ اسکے بڑھانے کی کوشش کرے۔ وہ دھیان کیا ہے۔

اللہ سے اقرار اور اس دھیان کو دل کی زبان سے بڑھاتا رہے۔ دھیان کے دو جز ہیں۔

ایک تو یہ ہے کہ سوائے خدا کے دوسرے دھیان کو میٹنے آیا ہوں، دوسرے وہ قہار ہے، جبّار ہے، حیّ وقیوم ہے۔ میری عزّت و ذلّت اس کے ہاتھ میں ہے، دنیا میں جو آیا ہوں محبّت کا اظہار کرنے آیا ہوں، وہ اقرار جو ازل میں کیا تھا۔

دنیا کے مشغلے دو رُخ رکھتے ہیں۔ ایک عزّت بڑھانے اور دوسرے رُخ پر ذلّت بڑھانے کے لیے خدا کا دھیان ہونا جو وہ کہے اسکے موافق کرنا۔ برخلاف اس کے دوسرے کا دھیان، اسی کا حکم ماننا ہمارا یہ زندگی کا طرز پڑا ہوا ہے۔

اس واسطے آئے ہیں کہ اسکے دھیان کے سوائے دوسرے کا دھیان نہ ہو۔ یہ کلمہ کا ترجمہ ہے۔ محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ہیں وہ بارگاہِ رب العزّت سے احکامات لے کر آئے ہیں۔

نماز کی رفتار یہ ہے کہ آج کے دن سے دوسرے دن کی نماز ترقی کرتی جاوے اس کے لیے فضائلِ نماز دیکھو۔

جو شخص دوسروں کو نماز نہ پڑھتے ہوئے دیکھ کر اس کا بندوبست نہ کرے

گویا اس بات پر راضی ہے کہ دین بے شک برباد ہو جاوے ڈھے جاوے ۔ یعنی نماز سے دین قائم ہوتا ہے ۔ نہ پڑھنے سے دین ڈھیتا ہے ۔ تیسری بات یہ ہوئی۔
کوئی وقت مقرر کر کے دنیا میں پھیلانا ہے ۔ غربا، امرا، سب میں۔
دہلی کے اندر قیام میں ان مقصدوں کو سمجھنا اور دل جمعی کے ساتھ کوشش کرنا اور ہر ہر نمبر کو سمجھنا یہ مطالعہ ہے اور پھر ان اصول کے ماتحت یوپی کے تمام بزرگوں میں تبلیغ کرتے رہنا یہ سبق کا پڑھنا ہے ۔ اور اپنے ملک میں جاکر سبق رٹ لینا ۔ ان تینوں میں اگر کمی ہوگی تو تبلیغ میں خامی ہو گی ۔
صفاتِ الٰہی اور حشر کا پیشِ نظر رکھنا اور قرآن شریف کو رہبر بنانا اور قرآن کی تفسیر کے لیے حدیث کو تلاش کرنا۔
فرائض کا ادا ہونا ۔ صحبت اہل اللہ بذریعہ علم و عمل ۔ احیائے سنتِ نبویہ ۔ جہد و ذکر سب سے پہلا فرض ہے ۔
فرائض ، علم ، ہمّت ۔
فرائض کے لیے علم کی ضرورت ہوتی ہے ، اور ہمّت بغیر علم کیسے آسکتا ہے ۔ اس واسطے شروع ہمّت کی ضرورت ہے ۔
جس اللہ نے تمہارے لیے فرائض کے اندر اپنی رحمت اور رضا رکھی ہے ۔ بھلا پھر اس بغیر چارہ ہی کیسے ہوسکتا ہے ۔
سمجھانے میں اور ادب میں کمی نہ کرے ، جو بات عرب میں پیش ہو چکی ہو اور علمائے ہند و دیگر علماء میں ہو چکی ہو اور عوام میں ایک عرصہ سے ہو چکی ہو سوائے نفس کی کوتاہی کے اور کیا وجہ ہو سکتی ہے ۔
جو کوئی بھی آیا اس بات کا ثبوت دینے کو آیا کہ تیرے حکم پر جان دیں گے۔
طاقت سے زیادہ گویا اپنی ناگوار چیز کو دکھا رہا ہے ۔ اس سے نفع نہیں ہوتا ۔
یہ تحریک ہے قدم اٹھانے کی جس قدر اس میں قدم اٹھا اسی قدر اس میں

رحمت برکت اور نفع ہے۔
کوئی جماعت یا کوئی شخص زوروں کی کوشش کے علاوہ ذرا بھی وقت نہ گزارے۔ اس کوشش میں بڑی سے بڑی مشقت بھی اٹھانی پڑے تو اس مشقت سے نہ گھبرا دیں۔
ان کے مشاغل نے ان کو ایسا کھینچا کہ ان کے قلوب ہمارے دیدار کے قابل نہ رہے۔
ہر نماز کے بعد اور صبح و شام بیٹھ کر دھیان کر لیا کرو ایک مضمون کا اور وہ مضمون یہ ہے کہ انسان اللہ کے سامنے ایک دعویٰ کر بیٹھا کہ انسان روزِ ازل اللہ کی محبّت کا دعویٰ کر چکا۔ اور وہ کیا؟ کہ اللہ میرا تیرے سوا کون ہے۔ میں تیرا اور تو میرا اور کسی سے کچھ واسطہ نہیں۔ ایک رب ہے اس کا راضی ہونا بھلا ہے اسکی رضا ہر چیز سے مقدّم ہے۔ محبّت کے بغیر اللہ کے یہاں سے نہیں ملتا۔
ہمارے بزرگ تو یہ فرمایا کرتے تھے کہ جب نیک کام کرنے سے خوشی اور گناہ کرنے سے ندامت ہو جاوے، امتی کی یہی ولایت ہے۔
صبح کی سنّت اور فرض کے درمیان ایک تسبیح "سبحان اللہِ وبحمدہٖ، سبحان اللہ العظیم، استغفر اللہ العظیم واتوب الیہ"، رزق کشادہ ہوتا ہے۔ اس کلمہ کو روزی سے خاص نسبت ہے۔ اور چلتے پھرتے "اللّٰھم اغفرلی"، پڑھا کرے۔
حیاتِ طیبہ کہتے کس کو ہیں۔ انسان کے اندر قویٰ ہیں اور ان قویٰ سے کوئی حکومت کام لیتی ہے۔ حرکتوں کا کنکشن اگر اللہ کے ساتھ ہوا تو، تو وہ حرکت باعثِ رحمت ہوگی ورنہ ہوائے نفسانی کی حرکت میں مبتلا ہوگا۔ بہر حال ان باتوں سے خدا کے حکم پر حرکت کرو، ورنہ شیطان کی حکومت کے ماتحت حرکت کروگے۔
اس کو حیاتِ طیبہ کہتے ہیں کہ خدا کے حکم کے (ماتحت) مطابق زندگی کو گزارنا۔
ان کی روکی ہوئی چیز کے اندر جان دے دیوے اور ان کی فرمائی ہوئی

چیز کے اندر بھی جان دینی ہے۔

اللہ کو راضی کرنے والی چیزوں کو لے کر پھرنا۔ آج کل دیکھو کس کام کے لیے حرکتیں ہو رہی ہیں۔ انہیں ایسی چیز لے کر بھیجی جو حق ہی حق ہے، جو انکے منہ سے نکلا وہ ہو کر رہے گا، اٹل ہے۔ جو آپؐ کی زبانِ مبارک سے نکلا گویا حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی زبان اور قلب اقدس ترجمان ہے، ان کی زبان تقدیر کا تیر ہے جو ان کی زبان سے نکلا وہ لوح محفوظ کا لکھا ہوا نکلا پھر ان کی نکلی ہوئی بات کے لیے تیار ہو جاؤ۔ پھر حکم کی تلاش کرو۔

اسلام کی ایک ایک چیز میں اللہ تعالیٰ نے اپنی رضا بھر دی ہے اب جس جس قدر کی جو چیز ہے اتنی ہی قدر اس کی رضا میں ہے۔ خیال کرنے کی بات ہے کہ یہ تبلیغ کتنے بڑے درجہ کی چیز ہے، اللہ کے حکم میں رضا بھری ہوئی ہے۔ اللہ بھر بھر کے جام دیوے اور میں اس کو پیوں۔

لا الٰہ الا اللہ کے معنیٰ انقلاب کے ہیں، ہر حال میں کرنا سب کچھ ہے لیکن بدلنا حکم کا ہے کہ بجائے نفس کے اللہ کے لئے ہو۔

خلاصہ یہ ہے کہ زبان کو میٹھا کرنے کی کوشش کیجیو یہ بڑی سے بڑی عبادت سے بہتر ہے۔ یہ وہ زندگی ہے جو اسوۂ حسنہ ہے۔ یہ وہ زندگی ہے جو بلاؤں کا علاج ہے۔ یہ وہ زندگی ہے جو اللہ کے خوش کرنے کا سب سے بڑا ذریعہ ہے۔ حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی روحِ پاک کو خوش کرنا ہے۔

طریقہ کہنے کا۔ اسکے کہنے سے اسکے دل کو تازگی ہوگی یہ مشق کرنی ہے۔

تبلیغ کی منفعت یہ ہے کہ ہر کام اُتنے حصے بڑھ جاوے گا کہ جتنا صاحب تبلیغ دوسروں کو اس کام پر لگا دے گا۔

ابتداء کرو غرباء سے اور اپنی سطح کے لوگوں کو بعد میں رکھو۔

اللہ کی کہی ہوئی بات کا یقین اس قدر ہو کہ سارے کہے ہوؤں کے یقین سے غالب ہو، اس کو ایمان کہتے ہیں۔

نماز سارے ہاتھ پاؤں کا ذکر ہے۔
یہ جو طرز زندگی ہے (یعنی تبلیغ) ہر چیز رہبری پر پڑجاوے گی۔
خاکساری سے رفعت نصیب ہوتی ہے۔
جھوٹ کفر کی لائن ہے۔
قرآن شریف پہلی کتابوں کا نچوڑ ہے۔ سوئم کلمہ قرآن شریف کا خلاصہ ہے۔
اللہ کی عظمت اور بڑائی سے ہر رکن نماز کو ڈرتے ہوئے پڑھا کرو، ایک دفعہ بھی ڈر گئے تو کافی ہے۔
کلام مجید تمہارا امام ہے اس سے وابستگی کرو۔
درود کے معنیٰ: اے اللہ رحمت کر اور اس رحمت میں برکت کر۔
جو بڑوں سے نہ ڈرے وہ چھوٹوں سے ڈرایا جائے گا۔
رحمت، ہدایت، جھد پر پڑجانے پر ہے، جھد میں الزام اپنے اوپر دو۔ دوسرے پر نہ دو اپنا سوال اپنے سے ہی ہوگا۔
بچنے کی چیزوں کی تاکید کرو۔ اچھی چیزیں آپ ہی آپ آجائیں گی۔
جھوٹ کی پرواہ نہ کرنے والا آخر میں منافق ہو جاتا ہے۔
صحبت سب سے بڑی چیز ہے جو علوم صحبت کے ذریعہ سے آویں گے وہ ہرگز کتابوں کے ذریعہ نہیں آویں گے۔
عبادت چھپی ہوئی بہتر ہے کھلی ہوئی سے۔
تبلیغ کی جڑ اللہ کے خوف اور جنت کی طمع میں ذکر کی کثرت ہے اور حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی سنت کے شوق میں اور پھیلانے کا چاؤ ہے۔ اس چاؤ سے جب تبلیغ کی جاوے تو بڑی برکت ہوگی۔
عبادات میں مصلحتوں کا سوچنا چھوڑ دے۔ بلا مصلحتوں کے سوچے ہوئے اللہ کی رضا کے لیے عبادات کو کرنے کی عادت بنا دے۔

ایمان بالغیب کمال ہے اور اجر زیادہ ، ایمان بالعین کمال نہیں اور اجر کم۔

☆ راتوں کو ذکر سے اور دن میں تبلیغ سے اور باقی وقت کو ضروریات سے فارغ ہوتے ہوئے علوم کے سیکھنے میں اپنے آپ کو مشغول رکھے۔ علوم کی تفصیل، کچھ وقت اِن علوم میں صرف کرے جس سے جذبات پیدا ہوں اور باقی کو مسائل وغیرہ کے سیکھنے میں خرچ کرے۔

کوشش انسان کا اصل کام ہے۔ اظہار قصور، اقرارِ قصور اللہ تعالےٰ کو بہت پسند ہے۔ یقین روح ہے ہر عمل کی۔

دھیان، نیت، ہمت، حرکت جوارح سے پیدائش ہے عمل کی۔

☆ تکثیر ذکر، شدتِ ذکر اور صحبتِ اولیائ سے نماز کو قوت ہوگی۔

حقیقت درود شریف یعنی حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے جو کام کیا ہے اس سنت کو زندہ کرنے سے حضور صلی اللہ علیہ وسلم پر رحمتیں اور برکتیں نازل ہوتی ہیں۔ یعنی جب عمل نہیں کیا جاتا وہ چیز مکمل نہیں ہے۔

کلمہ طیبہ کی حقیقت۔ اگر اللہ تعالےٰ کے حکم کے موافق کوئی کام نہیں کیا تو گویا کلمہ مکمل نہیں۔

لا الٰہ الا اللہ اور عمل میں غیر اللہ کا حکم گویا کہنا اور عمل اور۔

قرآن، نماز، روزہ وغیرہ معاون ہیں، اللہ تعالےٰ کے اسمائے حسنیٰ اور صفات کے معلوم ہونے کے اور صفات کے معلوم ہونے سے ذات معلوم ہوگی یہ طریقہ ہے کام کا۔

خلق اللہ کی خدمت کرنے سے اللہ تعالےٰ خوش ہوتے ہیں اور عبادات سب اپنے نفس کے فائدہ کے لیے ہیں اور خدمتِ خلق اللہ تعالیٰ کا تحفہ ہے۔

شکستہ دلوں کی خدمت بہت کیا کرو۔

قطب ہونے کا طریقہ : یہ ہے کہ انسان اللہ تعالیٰ کے ہر امر کو ممالک میں

کمی کو دیکھتے ہوئے اس کا درد کرتے ہوئے اسکے ازالہ کا بندوبست کرتا رہے۔
فرقِ مراتب میں نظر نہ رکھنا زندیقیت ہے۔
ایک صحابی کا قصہ سنایا، تجارت کی مالِ غنیمت سے وہیں اسی وقت تین ہزار کا منافع ہوا۔ ان صحابی نے حضور صلی اللہ علیہ وسلم سے عرض کیا کہ مجھے تھوڑے سے وقت میں مالِ غنیمت سے تین ہزار کا منافع ہوا۔ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ اس سے زیادہ نفع بتاؤں، دو رکعت نماز پڑھ لے۔
اب نفل کی قسمیں ہیں۔ جن کی تاکید ہے، جن کی تاکید نہیں۔ غرضکہ سب سے نیچے درجے کے نفل کی یہ قدر و قیمت ہے تو خدائے تعالےٰ کے فرائض کا کیا شمار ہوگا۔ اس سے دنیا کی کمائی کا اندازہ لگایا جا سکتا ہے۔ عمر عزیز کس طرح ضائع کی جا رہی ہے۔ گویا ناپائیداری دنیا اور بہتری عقبیٰ کا منظر ہے اس قصہ میں۔
کلمہ کی مشق ناداقوں میں کرو کیونکہ ان کے لیے کلمہ جب کہ نہ آتا ہو، فرض ہے۔
کلمہ طیبہ مجمل، کلمہ سوم مفصل مدلل سارے قرآن کا خلاصہ ہے۔
ذکر، مراقبہ، فکر، خشیت، ایمان، احسان، عمل، احکام، علوم۔
صوفیوں کے یہاں اس کو صفت احسان کہتے ہیں کہ اللہ تعالےٰ کی عظمت کا دھیان کرتے ہوئے اس کا حکم ادا کیا جاوے۔
جدھر دل اُدھر جوارح یہ کسوٹی ایمان کی ہے۔ حدیث شریف میں آیا ہے تبلیغ میں نکلنے کے زمانہ میں نکلے ہوؤں کی گھر بیٹھے خدمت کرنا اتنا ہی ثواب ملے گا، اور اگر خود نکلا ہوا ہووے تو اوروں کی خدمت کرے خادم کا مرتبہ بہت ہے۔
زمانۂ تبلیغ میں خدمت گذاری اور حفظانِ صحت کے بعد تبلیغ تعلیم، تذکیر ہے۔
حکم کے پہنچانے میں یہ دیکھے کہ کس کا حکم ہے اور میں کس ادب سے

اس کو پہنچاؤں۔

اے اللہ اسلام جس طرح تجھے محبوب ہے ایسے ہی ہمیں بھی اس کی محبت دے۔

بزرگوں کی صحبت بڑی چیز ہے۔

حاملانِ عرش جو لوگ اتباعِ سنت کرتے ہیں ان کے لیے دُعا، کرتے ہیں۔

امام غزالی رحمۃ اللہ علیہ:

اولیاء اللہ کی نظر دوا ہے۔ کلام شفا ہے اور صحبت سراپا نور ہے۔

عاجزی کرنے والا اور ضعیف جنتی ہے۔ اور سرکش و متکبر دوزخی ہے۔

عصر کے بعد ستر دفعہ استغفار سے ستر برس کے گناہ معاف ہوتے ہیں۔

آیۃ الکرسی ہر نماز کے بعد پڑھنے والا مرنے کے بعد فوراً جنت میں جاویگا۔

درود شریف دس، دس مرتبہ نماز کے بعد پڑھنے والا حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی شفاعت میں داخل ہوگا۔

فکر کی مقدار بڑھاؤ۔

بھلا اس سے اچھی زندگی کیا ہوسکتی ہے جو خدا کی بتائی ہوئی ہووے۔

مسلمانوں کی عادت ہوجاوے کہ پیٹھ پیچھے مسلمانوں کی تعریف کریں۔ بس یہ ہزاروں عبادتوں سے اللہ کے نزدیک بہتر ہے اور وہ شخص اللہ کا محبوب ہے، فرشتے اس کے لیے دُعا کرتے ہیں۔

بس تمام کام دین و دنیا کے اللہ کی رضا کے موافق کرے۔ اللہ کے سوائے کسی کو قادر نہ سمجھے، یہ ہے دین کا خلاصہ۔

جو کچھ دین کے احکامات ہیں سب حق ہیں۔ اللہ ایک ہے۔ اللہ کے رسول (صلی اللہ علیہ وسلم) سچے ہیں، کتاب سچی ہے۔

نیابت حق ہے، فرشتے حق ہیں۔

نفس کافر ہے۔ اس کی گردن پر پیر رکھے۔ دوسرے قدم پر اللہ ہے۔ گویا اللہ دو قدم پر ہے اس کی مرضی کے خلاف اور اللہ کے موافق کام کرنا دین ہے۔

دل آئینہ ہے اس میں خدا نظر آتا ہے، لیکن اس آئینہ کو صاف کرتا رہے۔ یعنی صفاتِ رذیلہ سے پاک کرنا چاہیئے۔ صفاتِ محمودہ اپنی عادت بنانا چاہیئے۔ بس پھر صفاتِ رذیلہ کو دور کرنے کے لیے خدمتِ خلق ہے۔

شکستہ دلوں کی خدمت کرنا عرشِ عظیم کی کھڑکیاں ہیں۔

زمین و آسمان عالم اصغر ہیں اور دل عالمِ اکبر ہے۔ یہ زمین و آسمان دل کے ایک کونے میں پڑے ہوئے ہیں۔

اللہ کے کارن اغراض کو پامال کرنے سے کامیابی ہوگی۔

بوستاں کے دیباچہ کے اشعار اخیرہ کے مطابق دل کی صفائی کرنا چاہیئے۔

عِلم، عمل، صحبت، ان تینوں کے بغیر دین حاصل نہیں ہو سکتا۔

ریاضت سے عقل پیدا ہو گی، پھر عقل سے علم، پھر علم سے اخلاق حاصل ہو گا۔

ہر امر کی قدر اور اللہ کی قدرت کا اگر دھیان ہو جائے بس یہی کافی ہے تمام دین کا خلاصہ ہے۔

ایمان کیا ہے؟ اللہ تعالےٰ کے اسماء کی صفات، صحابہ اور حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے کارناموں کا منظر اور قبر اور حشر کا منظر پیش نظر ہونا۔

ہر امر کی بجا آوری کے وقت اس کا دھیان اور عظمت کی مداومت کرنا۔

حضرت فرماتے تھے کہ میرے نزدیک یہی ذکر ہے، یہ ہر وقت کا ذکر ہے۔

اعمال باقی کے ساتھ وابستہ ہوں گے تو باقی رہیں گے اور اگر فانی کے ساتھ وابستہ ہوں گے تو فانی ہو جادیں گے۔

اللہ تعالےٰ کی محبّت کے بعد انسان کی محبّت جو اللہ کے واسطے ہو

سب سے بڑا عمل ہے، نماز، روزہ، حج، زکوٰۃ سے بھی بڑا۔

انسان کی محبت بذریعہ تحائف وغیرہ، اور خصوصاً شکستہ دلوں کے ساتھ کیا ٹھکانا۔

دین کے حقائق۔ اعمال کے طرز کے موافق کھلتے ہیں۔

از کتاب مولانا یوسف صاحب رحمۃ اللہ علیہ:

سب گناہوں کی جڑ: تکبر، حسد، حرص اور پھر چھ ان کی شاخیں۔ پیٹ بھر کھانا، زیادہ سونا، راحت طلبی، حُبّ مال، حب جاہ، حب جماع پھر ان سے گناہوں کی پیدائش ہے۔

ترتیب خرچ کرنے کی: کلمہ، نماز، مال کا خرچ کرنا، علوم، عمل اخلاق، مال کے خرچ سے علوم کا خرچ کرنا آوے گا، اور علوم کے خرچ سے عمل آوے گا اور عمل کا پھل اخلاق ہے۔ پھر اخلاق کا خرچ کرنا آوے گا۔

تصوّف کا خلاصہ دل کا جاگنا۔

دین کی گاڑی دو پہیوں سے چلتی ہے:

(۱) اتہموا انفسکم (۲) ظن المومنین خیراً۔

ذکر، اکرام مسلم، تصحیح نیت، اِن تینوں چیزوں سے صفاتِ حسنہ پیدا ہوں گی۔

تصوّف کا پہلا رذیلہ بخل ہے اور آخری حبِّ جاہ ہے۔

اَن تعبُدُ اللہ — کانک تراہٗ

شریعت — طریقت

بلا نیت کے کہ یہ چیز خدا کی بتائی ہوئی ہے کچھ فائدہ نہیں رکھتی۔

اس کام میں جب کوئی شبہ شیطان کی طرف سے یا نفس دلیل کرنے لگے تو فوراً اللہ تعالےٰ سے مدد مانگو۔ بس یہ ہے طریقہ آسانی سے خطرات سے دور ہونے کا۔

عمل میں نیت کا ہونا بڑا اثر رکھتا ہے۔ جب کوئی کام کرے تو بس ہر کام میں اللہ کی رضا کی نیت کر لیا کرے، بغیر نیت عمل میں برکت نہیں ہوتی اور سب دین کا یہی خلاصہ ہے۔ (یہی حدیث)

فجر کے وقت سنت اور فرض کے درمیان سبحان اللہ وبحمدہ، سبحان اللہ العظیم، استغفر اللہ العظیم واتوب الیہ۔ ایک تسبیح کشائشِ رزق کے لیے۔ اور چلتے پھرتے، سوتے بیٹھتے اللّٰھمّ اغفرلی پڑھتے رہا کرے۔

ایماناً۔ احتساباً۔ ایماناً بذریعہ امہات عقائد کے۔ احتساباً حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے وعدوں کے۔ اللہ کے ہر امر کی قدر دل میں پیدا کرنا۔ اللہ کے ہر امر کی بجا آوری کے وقت اس کے امر کی طرف دھیان کر کر کام میں مشغول رہنا۔ کام مقصود نہیں ہے۔

فضیل بن عیاضؒ کا واقعہ سنایا تھا کہ یہ ڈاکو تھے پھر تائب ہوئے اور جو کسی سے لوٹا تھا اس کے دینے کی نیت کی صحیح۔ قرض لیا۔ قرض دینے والے نے آزمایا کہ اعمال نیت کے ساتھ وابستہ ہیں۔ اس واسطے ٹھیکرے تھیلی میں بھر کر دے دیئے، نکال کر دیکھا تو تمام اشرفیاں تھیں، یعنی صحیح اعمال سے باقی کے ساتھ وابستہ ہوتے ہوئے چیز کی ماہیت بدل جاتی ہے۔

قبر پر جانے کے اصول ہیں اپنی موت کو یاد کرنا نہ کہ لہو ولعب میں مشغول ہو پھر ایسی جگہ لہو ولعب میں مشغول ہونا زیادہ ظلمت کا سبب ہوگا۔

اے اللہ تو نے جس طرح دین کے لیے کھڑا کر دیا ہے، میرے کاموں کو بھی سنبھال دے۔ موانع کے وقت دین کی خرابی کا خیال بھی کر لیا کرو کہ وہ بھی بگاڑا جا رہا ہے۔ لڑنا آسان ہے کام کرنا مشکل ہے۔

اہل اللہ کی محبت ان کی صحبت سے ان کی خدمت کرنے سے آنکھ ہوگی جو یؤمنون بالغیب کو بڑھا دے گی جو نفسانی اغراض سے پاک ہوگی۔

تقویٰ اے: خواہشاتِ نفسانیہ سے رکنے کی طاقت کا نام تقویٰ ہے۔

روزہ چونکہ خواہشاتِ نفسانیہ کو توڑنے والا ہے اس واسطے وہ معین ہوا تقوے کا۔ اسی طرح نماز، زکوٰۃ، ان سب عملوں سے خواہشاتِ نفسانیہ کم ہوتی ہیں۔ گو بالکل دور نہیں ہوتیں، کیونکہ نفس میں خود یہ خباثت ہے ہی اور نفس زائل ہو نہیں سکتا۔ ہاں اِن کاموں کے کرنے سے قوتِ خواہشاتِ نفسانیہ کے دفع کرنے کی ہو جاوے گی۔ خواہشات ہوتی رہیں گی اور ان ذرائع سے دفع کیا جاتا رہے گا۔ برخلاف اس شخص کے جو روزہ وغیرہ پر قادر ہی نہیں ہے۔

اور یہ سب عمل نماز، روزہ درست نہیں ہو سکتے جب تک کہ اللہ تعالیٰ کی محبّت و عظمت نہ ہو جاوے۔ اور اللہ تعالیٰ کی عظمت اور محبّت اس وقت تک نہیں ہو سکتی جب تک کہ ذکر و شغل نہ کیا جاوے۔ اور ذکر و شغل درست نہیں ہو سکتا جب تک کہ وساوس کو دفع نہ کیا جاوے، اور وساوس کیا ہیں صفاتِ رذیلہ کا پھل ہیں اور یہ دفع نہیں ہو سکتے جب تک کہ قرآن اور اللہ تعالیٰ کی عظمت نہ پیدا کی جائے اور یہ پیدا نہیں ہو سکتی جب تک کہ مسلمانوں سے محبّت و الفت نہ پیدا کی جائے۔

مسلمانوں سے گمان نیک رکھا کرے۔ بدگمانی سے دل میں کدورت اور زنگ آجاتا ہے، ان کی صفات کی طرف دیکھا جاوے اور عیب دیکھنے کے لیے اپنا نفس کافی ہے۔

دوسروں کے عیبوں کی اصلاح کا نرم طریقے سے فکر رکھے تاکہ اس سے محبّت کامل پیدا ہو جاوے بس لبِ لباب۔

عیب تو اپنے نفس کے دیکھا کرے اور اصلاح دوسروں کے عیبوں کی کیا کرے۔ محبّت کے ساتھ کہ یہ میرا بھائی ہے۔ اس عیب سے اس کو نقصان پہنچے گا۔ اگر اس کی اصلاح ہو گئی تو یہ ہے بھائی کے ساتھ اصلی محبّت کہ اس کا نقصان نہیں چاہا کرتا۔ اور اپنی خوبیوں پر نازاں نہ ہوا کرے۔ اللہ تعالےٰ کے یہاں ناز کی ضرورت نہیں ہے بلکہ نیاز کی ضرورت ہے، وہ نیاز سے خوش

ہوتا ہے۔

ذکر و شغل میں جب تک کہ صفاتِ رذیلہ کا اخراج نہ ہوگا، نفع نہیں ہوسکتا۔ اس کا طریقہ مسلمان کے ساتھ محبّت و الفت ہے۔ پھر اس سے اللہ تعالیٰ کی محبت اور قرآن پاک کی محبّت ہو جائے گی۔ جب یہ ہوگیا تو سب کچھ ہوگیا۔

★ **مومن** کا قلب ایک بڑی چیز ہے۔ اس کا اثر آپ ویسا ہی دلوں پر پہنچے گا، جیسا کہ برخلاف اس کے کافر کے دل کا خراب اثر اس کے تعلق رکھنے والے پر پڑتا ہے۔ اس واسطے بزرگوں سے محبّت باعث ہوگی اللہ سے محبت ہونیکا۔

ہر کام کی مشکل کے وقت بس خدا سے مدد طلب کرے۔ عقل وخیال کو بالائے طاق رکھ دے۔ انشاء اللہ تعالیٰ ہر کام میں نصرت ہوگی۔

انسان کا کام صرف پختہ ارادہ کرنا ہے بس پھر انشاء اللہ تعالیٰ سارے کام خود اللہ تعالیٰ پورے فرمائیں گے۔

دین اور علم : دین کی خاصیت ہی یہ ہے کہ یہ شکستہ دلوں کو ملتا ہے، جس قدر بھی انسان اپنے آپ کو پستی میں گرائے گا اسی قدر بلند مرتبہ ہوگا اور دین سے بہرہ ور ہوگا۔ یہ اتنا ہی دو طرح سے ہے ذکر شغل اور خدمتِ خلق۔

خودی کا حجاب ہی خدا سے نہیں ملنے دیتا۔

اللہ تعالیٰ کا برتاؤ تمہارے ساتھ اتنا ہوگا جتنا تمہارا برتاؤ دین کے ساتھ ہوگا۔ غرضیکہ اگر تم اپنی بہبودی اخروی دنیوی چاہتے ہو تو دین کے امور کے اندر ہمت کے ساتھ کوشش میں لگ جاؤ۔

زعم کے نکلنے کے بعد عجز کی یہ حالت ہو کہ جان خطرہ میں ہو، اپنی جان کو خطرہ میں ڈالنے سے اللہ کی مدد ہوگی۔

دین کی باتوں کے لیے مشقت اٹھانا یہاں تک کہ جان خطرہ میں پڑ جائے، اسی قدر اللہ کی خوشنودی کا باعث ہوگی۔

ارادہ کے بعد جہد کا پردہ ہے، اللہ اور بندہ کے درمیان صحیح یقین کے ساتھ امر کو ماننا۔ پھر خداوند تعالیٰ خود کام کو پورا فرمادیں گے۔

تمنا اور حرص سے کوئی کام پورا نہیں ہوا کرتا۔

صبر دروازہ ہے کام کے پورا ہونے کا۔ اس پر ایک صحابی کا قصہ جنگ کا کہ ایک کتا جو روزانہ ان کی روٹی اٹھا لے جاتا تھا۔ تین دن صبر کیا تو کتے ہی کے ذریعہ قلعہ کا راستہ ایک بدرو سے جس سے کتا قلعہ میں جایا کرتا تھا راستہ مل گیا، جس کے ذریعہ سے قلعہ فتح ہو گیا۔ صبر کرنے سے کامیابی کی صورت نکل آتی ہے۔

مراقبہ موت، ذکر، ان کی مداومت سے غفلت دور ہوگی۔ بیداری پیدا ہوگی۔

خدمتِ خلق اپنے اوپر لازم کرے، اپنے آپ کو سب سے کمتر سمجھے۔

قناعت کا پیشہ اختیار کرے۔ عمر عزیز کی قیمت کو سمجھے۔

اپنی رائے کو دوسرے کی رائے کے تحت کرنے کی عادت اگر ہو جائے تو یہ اللہ کی رحمت کی بارش کا طریقہ ہے۔

اصولی چیز: خدا کے ساتھ تقویٰ کا برتاوہ رکھے۔ مخلوق کے ساتھ شفقت و محبت کا برتاوہ رکھے اور اپنے نفس کے ساتھ تہمت کا برتاوہ رکھے۔

انتشار خیال سے صحت میں دیر لگتی ہے اور یکسوئی سے بہت فائدہ ہوتا ہے۔

نفس کے خلاف کرنا۔ یہ کام اللہ کو کیا بھاری تھا۔ وہاں تو یہ دیکھنا ہے خدا کو کہ تو کتنا میرا ہے، نفس کے خلاف۔ بیکلی؛ کہ ہائے اللہ تیرا کام اور میں اتنا ٹھنڈا۔ یہاں درد اور بے کلی خدا کے یہاں پسند ہے۔

اس درد کے لیے اللہ نے انسان کو پیدا کیا ہے۔ اللہ کی بات کے کارن تکالیف کا اٹھانا خدا کو پسند ہے، گراؤ اور تواضع اللہ کے ہاں پسند ہے۔

☆ عمل صالح کے لیے چار چیزیں۔ علم، نیت، اخلاص، صبر۔

☆ تفقہ فی الدین۔ موقع شناسی کو اور سلیقہ کو کہتے ہیں۔

ہر عبادت کے اندر اللہ تعالیٰ کی عظمت کا دھیان رکھتے ہوئے ادب اور وقار کے ساتھ خوف زدہ ہیبت زدہ رہے اور اس کے کرم پر نظر رکھتے ہوئے امیدِ رحمت سے اپنے آپ کو شاداں اور فرحاں رکھے۔

کسل نہ ہو، یہ جہد، شوق، محنت سے ہوگا۔ غرض نہ ہو۔ صحیح نیت سے ہوگا۔ موافقِ شریعت، صحیح علم سے ہوگا۔

ذکر اللہ تعالیٰ کی عظمت کا دھیان کرتے ہوئے شوق اور محبت کے ساتھ، مد، شد، تشدید وغیرہ کا خیال کر کے اللہ کے نام کو جپنا۔ درد، دین کا درد، اللہ کے حکم کے گرنے کا درد، مسلمان کا درد دل میں اور پھر جو کہ جوارح سے ہو سکے کرنا۔ یہ ہے اللہ تعالیٰ کی عظمت کا دھیان۔

اللہ تعالیٰ کے ہر امر کو اس نظر سے کرو کہ یہ اللہ کا حکم ہے اور نتیجہ کا اللہ کی رحمت پر نظر کرنا۔

اگر اپنے کرنے کا دھیان ہوگا تو گویا نظر کی کوتاہی نفس کی آمیزش ہے۔

☆ **اسباب** کا نہ کرنے والا زندیق اور پھر اسباب پر نظر رکھنے والا مشرک۔

مبدا: اللہ اور رسول کو ماننا۔ **معاد:** قیامت کے واقعات۔ درمیان میں معاش یعنی طرزِ زندگی۔ قرآن شریف کے لیے حافظ ہونا۔

تبلیغ کی کارگذاریاں خود براہِ راست اور مجموعی۔ ہمارے پاس بھیجی جائیں ہر وقت تبلیغ ہر گاؤں میں سے پانچ دن کے واسطے سب لوگوں کو چار ہفتے کے اندر یعنی سالم مہینہ سارا گاؤں بالکل جایا کرے۔ ایک دن مقام ہو ۵ یوم باہر۔ سارے گاؤں کے ہر ہر آدمی کو کلمہ نماز، قرآن خود عمل میں لاوے اور دوسرے لوگوں کو جماعت بنا کر ان ہی تین چیزوں کو ترویج دینا۔

جو جماعت عرب جا رہی ہے اس کے اندر لوگوں کو وہاں جانے کے لیے آمادہ کرو، دو سرے خود اپنے خرچ سے کرو وہاں کے رہتے ہوئے وہاں کا ہر وقت تبلیغ پر خرچ کرنے کی فکر کرو۔ لوگوں کو ایسے جذبہ میں جبکہ ان کی رغبت دیکھو

شرکت کرائے۔ اس کا ثواب ایسا ہی ہے جیسا کہ خود دینا۔

قرآن شریف : قرآن شریف بغیر مسلمان کا کوئی راستہ نہیں ہے۔ خود اپنے خرچ سے قرآن شریف کا رواج دینا۔

جب تک قرآن مجید مسلمانوں میں گھر گھر رواج نہ پاجائے مسلمان ترقی نہیں کر سکتے خود حافظِ قرآن صبح و شام قرآن کی تعلیم کو اپنا فخر سمجھتے ہوئے اس کا رواج دینا اور امراء کو اس کی رغبت دلانا کہ وہ خود کریں اور دوسروں سے کوشش کراکر نگرانی کریں کیونکہ وہ اس کے اہل ہیں۔

چھ نمبر (٦)

ارشاد کردہ حضرت مولانا محمدؐ الیاس صاحب رحؒ

الکلمۃ الطیبہ: لَآ اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ مُحَمَّدٌ رَّسُوْلُ اللّٰهِ

کلمہ طیبہ کے الفاظ کو صحیح یاد کرانا جس میں تجوید کا لحاظ بھی ضروری ہے اور اصل چیز کلمہ کے مفہوم اور اس کی حقیقت کی طرف متوجہ کرنا جس کے دو جز ہیں۔ (۱) اللہ سے رابطہ قلبی جوڑنا (۲) صرف خدائے پاک کی جانب روئے قلب کو موڑنا۔ جس کی صورت صرف محمد صلی اللہ علیہ وسلم کی اتباع ہی میں ہوسکتی ہے۔ لہٰذا کلمہ کے معنیٰ میں توحید اور عقائد اور ہر وہ چیز جس سے خدا کی معرفت پیدا ہو داخل ہے، نیز محمدؐ رسول اللہ (صلی اللہ علیہ وسلم) میں شہادت اور اتباعِ رسول صلی اللہ علیہ وسلم بھی داخل ہے۔

الصلوٰۃ وما یتعلق بھا

صلوٰۃ اعمال کے اعتبار سے سب سے اہم اور بڑا عمل ہے۔ یہ دروازہ ہے تمام اعمال کا۔ کلمہ طیبہ میں جس چیز کا عہد کیا تھا کہ صرف خدا ہی کو احکم الحاکمین اور اپنا ہر چیز کا مرجع مانوں گا اور اس کے حکم کے ماتحت اپنی زندگی گذاروں گا، یہ اس کے ثبوت کا پہلا عملی قدم ہے۔

صلوٰۃ کے بھی دو جز ہیں، ایک ظاہری دوم باطنی۔ ظاہری مقدمات صلوٰۃ کو درست اور حسن کے ساتھ ادا کرنا۔ مثلاً وضو، کو سنن و مستحبات کیساتھ کرنا اور اس کو صحیح بنانا اور ہر ہر رکن کو سنت کے مطابق ادا کرنا۔ باطنی ہر ہر رکن میں خشوع کے کمال کی کوشش کرنا جس سے نماز میں تنہیٰ عن الفحشاء کی صفت پیدا ہو نماز ایک روشندان ہے جس کے ذریعہ سے تمام اعمال پر نورانیت پہنچتی ہے یہ نماز کی روح ہے۔

العلم وذکر اللہ تعالیٰ

صبح وشام کا کچھ حصّہ علم وذکر میں گزارنا۔
عمومی ذکر ہر شخص کے لیے ایک تسبیح سویم کلمہ کی صبح کو اور ایک شام کو اور درود واستغفار کی دُو دُو تسبیح۔ اگر کسی شیخ سے وابستہ ہو تو اس کے فرمودہ ذکر کا اہتمام علم کے لیے فضائل نماز۔ ذکر۔ فضائلِ قرآن۔ حکایات صحابہ۔ جزاء الاعمال۔ اگر قرآن نہ پڑھا ہو تو اس کو سیکھنا۔ اور اہلِ علم کے لیے کتاب الاعمال۔ کتاب العلم والاعتقادات یا کتاب السنۃ یا کتاب الجہاد۔ کتاب المغازی کتاب الفتن۔ کتاب الرقاق۔ کتاب الامر بالمعروف۔

اکرام المسلم واحترامُہٗ

اس کا خلاصہ ادائیگی حقوق ہے۔ ہر شخص کے ذمّہ کچھ حقوق ہیں۔ ایک عمومی۔ ہر شخص کے ذمہ ہر مسلم کا نفسِ اسلام کی وجہ سے حق ہے۔ دوم خصوصی۔ خصوصیت کے اعتبار سے۔ مثلاً چھوٹا ہونا، اس کے حقوق خصوصی مثلاً شفقت بڑا ہونا اس کا اس کی توقیر ہے اور قرابت کے حقوق ہیں۔ ہر ذی حق کے حق کو ادا کرنا۔ ان حقوق کی ادائیگی کو اشاعتِ دین کا وسیلہ بنایا جائے مقصود نہ بنایا جائے۔ اپنے حقوق کے بارے میں مصالح سے کام لینا اور ان کی وصولی کے درپے نہ ہونا۔ آخرت کے لیے جمع کرتے رہنا۔

تصحیح النیت والاخلاص

ان سب کاموں کو محض رضائے الٰہی خداوندی کے لیے کرنا اور اپنی اصلاح کے لیے کرنا نظر کا کسی غیر کی طرف نہ جانا۔ اثر ونتیجہ کی طرف بھی ملتفت نہ ہونا۔

النفر

کلمہ ونماز کو لے کر ذکر کی پابندی کے ساتھ ان کے فضائل کو معلوم کرتے ہوئے ہر ذی حق کے حق کو ادا کرتے ہوئے۔ اللہ کی رضا حاصل کرنے کے لیے

جنابِ محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے اتباع میں دربدر کو بکو شہر بشہر اقلیم در اقلیم پھرنا جو ہر مسلم کا جوہر ہے، جو اصل ہے دینی شعبہ کی، جو خصوصیت تھی تمام انبیاء کرام کی، اور امتیاز ہے اس امّتِ محمدیہ صلی اللہ علیہ وسلم کا۔ ہر امتی داعی ہے، جیسا کہ حضور اکرم صلے اللہ علیہ وسلم کے ہاتھ پر اسلام لانے والے ہر فرد کا یہی مشغلہ اور یہی فکر تھا، یہی ہر شعبۂ دینیہ کی اصل اور جڑ ہے۔ اس وقت ارکان جو کہ اس دینی شجر کی ہر شاخ کو تروتازہ اور سرسبز و شاداب رکھنے کے لیے کافی تھے۔ اس زمین کو ترک کرنے کی بنا پر خود بے شاخ اور صرف تنے کی صورت میں باقی رہ گئے۔

پرہیز

ہماری دعوت کے چھ نمبر وجودی ہیں اور ایک عدمی یعنی تبلیغ کے لیے نکلنے کے زمانہ میں چھ اصول ایسے ہیں جن کو عمل میں لایا جائے اور انکی پابندی کی جائے اور ایک نمبر ایسا ہے جس سے ان اوقات میں بچا جائے لایعنی اور معاصی و محرمات کا اشتغال نہ ہو۔

بِسۡمِ اللّٰہِ الرَّحۡمٰنِ الرَّحِیۡمِ

مولانا محمد علی جوہر کے نام:

مخدومی و مکرمی زید مکارمکم

السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ۔ آں مخدوم کی قابلیت و ذکاوت اور قدرت علی الکلام و ہمدردی اسلام اس خاکسار کے دل پر نہ آج سے سکہ جمائے ہوئے ہے بلکہ کامریڈ کے نیّر تابانی کے وقت سے جوہر شناسی و قدر دانی ہے اور شیخ الکل یعنی سیّدی مولائی حضرت شیخ الہندؒ کے زمانہ میں نیاز مندی اور آمد و رفت سامی کے برتاؤ نے اس خیال کو اور مضاعف و مدلل کر دیا تھا۔ ہمیشہ سے اُس پر زور انجن کے اسلام کی کوئی بڑی گاڑی کھینچنے کی طبیعت متمنی اور جویاں رہی۔ کچھ زمانہ سے خاکسار کے فہم نارسا میں یہ مضمون آرہا ہے کہ کوئی قابل اور اہل شخص خاص معتدل طریقے سے فطری اور اوسط الملل مذہب یعنی سچے اسلام کی طرف اس یورپین قوم کو زور و قوت اور پوری توجہ اور کوشش کے ساتھ دعوت الی الحق کرے۔ سو اس کے لیے آپ کے سوائے کسی پر نظر نہیں جمتی۔

اس وقت یہ قوم برسر اقتدار ہے اور ایک مدت سے حکمرانی کر رہی ہے سو اللہ تعالیٰ کی عادت مَعَ الخلق پر نظر کرتے ہوئے یہ بات خیال میں آتی ہے اہلِ حکومت لوگوں کو دعوت الی الحق دیئے جانے پر مدعوئین کی دو راہ ہوتی ہیں دعوت الی الحق کو قبول کر کے فوز دارین اور دین خداوندی اور مذہبِ آسمانی کی تر و تازگی۔ اور یا اسی دین سے استنکاف اور اعراض کر کے استیصال و بربادی اور ہمیشہ کے لیے خسران و نامرادی۔ غرض کوئی سے ایک معاملہ کا ان کے ساتھ متعین ہو جانا اسی دعوت الی الحق کی قبولیت اور اعزاز اور رد و انکار پر مبنی ہے۔ اسی مدعا کے لیے یہ پہلا خط لکھ رہا ہوں، خدا کرے یہ تخم

ایک بار آور شجر کا ہو اور اس مراسلت کو مداومت بخشے۔ اس کے واسطے پہلی بات اس طرز و طریق کا متعین کرنا ہے کہ جو اس کے لیے اختیار کیا جاوے۔ جس میں چند امور قابلِ لحاظ سمجھ میں آرہے ہیں۔ ایک یہ کہ مناظرے اور صریح کسی پر چوٹ کرنے سے محفوظ ہو۔ دوسرے جو جو خرابیاں اپنے مذہب کی ان کے دلوں میں بیٹھی ہوئی ہیں ان کا شافی جواب لیے ہوئے ہوں۔ اور اپنے مذہب کی اصولی چیزوں مثلاً حسنِ تعلیم وغیرہ کی خوبیوں پر روشنی ڈال رہی ہو۔ باوجود اس کے مختصر ہونے کے بنا پر عام اشاعت کے قابل ہو۔ مختصر چیز کی اشاعت آسان ہوتی ہے۔ غرض میں ایک نااہل شخص قابل و یگانہ زمانہ کو کیا متوجہ کروں کہ کن کن امور کی رعایت ضروری ہے، پھر آپ خود مجھ سے اچھا سمجھ سکتے ہیں۔

خلاصہ مطلب یہ ہے کہ اس کے مالہٗ وما علیہ پر کافی نظر کر کے خدائے پاک پر بھروسہ کرتے ہوئے جناب محمدؐ رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم کی بارگاہ کی سرخروئی اور آخرت کا بہترین ذخیرہ سمجھتے ہوئے اس کام کو تندہی سے شروع کر دیا جائے، پھر حق تعالےٰ اپنے وعدے کے موافق حقاً عَلَيْنَا نَصْرُ الْمُؤْمِنِيْنَ۔ اِنْ تَنْصُرُوا اللّٰهَ يَنْصُرْكُمْ۔ كَتَبَ اللّٰهُ لَاَغْلِبَنَّ اَنَا وَرُسُلِيْ۔ اِنَّا لَنَنْصُرُ رُسُلَنَا وَالَّذِيْنَ اٰمَنُوْا۔ کشتی کو کسی کنارے لگا ہی دیں گے۔ رائے سامی سے مطلع فرمادیں۔ والسلام

بقلم مولانا احتشام الحق کاندھلوی رح

بخدمت شریف جناب مکرمی و محترمی دام مجدہ

پس از سلام و نیاز خادمانہ گذارش یہ ہے کہ حضرتِ عالی کے مقدس خیالاتِ علوم دانی و دینی دل سوزی پر نظر کر کے عرض ہے اور خدا کرے کہ بارگاہِ والا کی جناب سے مردود نہ ہو بلکہ باریاب ہو۔ اللھم آمین۔ جو کچھ خاکسار کا مطلوب وہ بہت ضروری اور نہایت ضروری ہے۔ بلحاظ اپنی ہمت کے

نہایت آسان اور بہت ہی آسان ہے۔ مگر افسوس ہے کہ ہماری غفلت سے ممتنعات و محالات میں شامل ہو رہا ہے وہ یہ کہ پوری پوری قوت و اعانت و ہمّت کے ساتھ افرادِ مسلمین کو ان کے گھروں پر جا جا کر اور مختلف ذرائع سے قوت بہم پہنچا کر ہر ہر فرد کو تبلیغ اسلام میں عمر کا ہر ہر لحظہ ہر سانس خرچ کرنا دشوار ہے تو کم از کم ایک ایک سال، دو دو سال اپنی تمام عمر سے تبلیغ اسلام میں کوشش کرنے پر آمادہ کیا جائے۔ اس بات کو ضروری سمجھ رہا ہوں لیکن اب تک اپنی غلطی سے ممتنع و دشوار سمجھ رہا تھا۔ اب چند ماہ کی خفیف کوشش سے نمایاں آثار دیکھ کر بالبداہت نظر آرہا ہے کہ جب مجھ سے ضعیف ناچیز بے علم و بے زر و بے سرمایہ تحلیل التعلقات ایک بے حقیقت کی کوشش خلافِ امید اثر رکھتی ہے تو ستونانِ دین اور معتمرانِ مذہب ملّت کما حقہ اس طرف کو متوجہ ہو جائیں تو اس کے اثر و برکات پہلے ہی سال انشاء اللہ اس درجہ مامول ہوئیں کہ نہ زبان اس کے بولنے کی ہمّت کرتی ہے۔ برائے خدا اس بارے میں کمر ہمّت باندھ کر کھڑے ہو جائیں۔ مشارق الانوار میں حضرت ابو ہریرہؓ کا پہلے صفحہ میں ایک اثر ہے کہ قیامت کے دن مظلوم ظالموں سے اپنا حق لینے کھڑے ہوں گے ان مظلوموں کے گناہوں کے بار ظالموں کے سر دھرے جائیں گے۔ اس جانگداز وقت میں ایک جماعت مظلوموں کی ہوگی یہ اپنا حق جتائیں گے کہ ہم معاصی اور گناہ کے مرتکب ہوئے تھے اور تم ہم کو نہیں روکتے تھے۔ لہٰذا تمام اہلِ زمانہ کو ضروری ہے کہ ہر ہر لحظہ اس کے خلاف منکرات کا انہدام اور اطاعت کے انصرام میں پوری پوری سعی کرے جو حق مسلمانوں کے ہر ہر فرد پر فرض ہوگا اس میں علمائے اسلام کی جماعت یقیناً پیش پیش ہوگی لہٰذا براہِ کرم میری معروض پر نظر کر کے جواب باصواب سے مشرف فرمائیں۔

مکرم و محترم بندہ السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ،

میرے دوست تمہارے متعدد خطوط موصول ہوئے جس میں تم نے حضور اکرم صلے اللہ علیہ وسلم کے درد و کرب کے علاج کی کچھ جھلک پیدا کی اور ان لاکھوں ٹوٹے ہوئے دلوں کے مرہم کا نمونہ دکھایا جو اسلام جیسی زبردست نعمت، رحمت، نورانیت وروحانیت والی زندگی کے ٹوٹ جانے کی بنا پر اضطراب اور بے چینی میں ہے اور اس بے انتہا مخلوق کی خلاصی کی صورت ایک معمولی سی جھلک دکھلائی جو بے انتہا مصائب کا شکار ہو کر حسرت ویاس اور رنج و کرب میں مبتلا ہو چکے ہیں۔ میرے دوست آج بے انتہا اللہ رب العزت کی وہ مخلوق جس پر اللہ رب العزت کی شفقت ان ماؤں سے کہیں زیادہ ہے جن کو اپنی اولادوں پر انتہائی شفقت ہو اسی لیے تو انبیائے کرام نوازے گئے اور ان کے درجات بلند کیے گئے۔ انہوں نے ان میں گھس کر خود تکلیفیں اٹھا کر اسی طریق حیات پر ڈالا جس پر اللہ رب العزت کی رحمتوں کے دہانے مخلوق پر امنڈ پڑے۔ میرے دوست وہ ہی بلند کام انسانوں کو بلا اور مصائب سے نکال کر رحمت و انعامات کے منظروں میں داخل کرنے کے لیے جو زندگی اللہ رب العزت نے انسانوں کو مرحمت فرمائی اسی کا نام اسلام ہے اور جو آج ہم میں سے بالکل مفقود ہے، اسی کی جدوجہد کے لیے اپنے دوست واحباب کو متوجہ کر رہے ہیں لیکن ذرا مخلوق کے مصائب کی مقدار کو دیکھو اور حضور اکرم صلے اللہ علیہ وسلم کی زندگی کے وجود میں آنے کی جھلک کو دیکھو۔

میرے دوست یہ وقت اپنے دوستوں کے لیے بہت ہی فکر کا وقت ہے اور آج اس کی فکر کے بقدر ہی کل کو موت کے بعد اولین و آخرین کے سامنے آگے بڑھا دیا جائے گا۔ اور بڑے بڑے انعامات کی بارشیں ہوں گی میرے دوست طاقت خرچ کرنے کے دو رخ ہیں۔ اللہ رب العزت پر طاقت خرچ کرنا جو سراپا نور ہے اور نور سے نیکی وجود میں آتی ہے اور نیکیوں سے رب العزت

کی رحمت متوجہ ہوتی ہے اور انعامات امن وچین عافیت عزّت اور محبّت کے دروازے کھل جاتے ہیں اور انسان اپنے میں روحانیت محسوس کرتے ہیں، اور زندگی کا کیف پیدا ہوتا ہے سارے عالم اور تعیش کا مزہ اس کے سامنے ہیچ ہے جتنا اس انسانیت کی طاقتوں کے خرچ کرنے کا رخ اللہ پر بڑھے گا، اور موت کے بعد کا میدان سامنے ہوگا اور اللہ رب العزّت کی خوشنودی رضامندی مطلوب ہوگی خود اس طاقت میں نیکیاں پیدا ہوں گی اور نیکیوں سے حالات بدلیں گے، فضائیں بدلیں گی۔ دوسرا رخ ان کے ماسوا پر طاقت خرچ کرنے کا ہے جو مخلوق ہے اور مخلوق میں ظلمت ہے اور ظلمتوں میں بدی ہے اور بدیوں پر بلاؤں کے دروازے کھل جاتے ہیں اور انسانوں میں وہ امراض پیدا ہوجاتے ہیں جو ان کی ہلاکت کے مترادف ہوتے ہیں جس پر مادّہ اور تعیش کی وقتی جھوٹی لذّت پر پردہ ڈال کر انسانوں کو ہلاکت میں دھکیل دیتی ہے، اسلام کی زندگی تبلیغی رُخ پر طاقت خرچ کرنے سے آتی ہے اسی واسطے اس کو نورانی وروحانی طریقہ حیات کہا جاتا ہے اور اللہ رب العزت اس راستے پر طاقتوں کے خرچ کرنے والے کے خود کفیل ہوجاتے ہیں۔ اور اپنے ہاں ہر طرح کے غیبی خزانے ان کے لیے کھول دیتے ہیں اور ان کی وساطت سے اس عالم میں نا معلوم کتنی مخلوق پر رحمت کے اثرات پہنچتے ہیں۔ اسی واسطے اس طریقہ حیات کے لانے والے کے لیے رحمت اللعالمین کا لقب اختیار کیا گیا ہے، لیکن میرے دوست بہت ہی افسوس اور ندامت کے ساتھ اقرار کرنا پڑتا ہے کہ ہماری طاقتوں کے خرچ ہونے کا یہ رخ مفقود ہوگیا کہ اپنی وقتی ضروریات میں لگ کر ساری طاقتیں اس میں خرچ ہونے لگیں جس سے عالم ظلمت کا گھر منکر بلاؤں کے بے انتہا دروازوں کو کھول چکا۔ اور اس کے بند کرانے والی طاقت بہت ہی قلیل درجہ میں کڑھی کا سا اُبال متوجہ ہے اور ہمارے دوست اس پر خوش ہیں۔ میرے دوست کچھ حمکا کرتے

ہیں۔ انبیاء کرام نے انہوں کو مٹا کر اُمت کو چمکایا اور ہم ایسوں کو چمکا کر امتوں کے مٹنے پر قناعت کر چکے فاللّٰہ المشتکی۔

مبارک ہیں وہ لوگ جو مخلوق کی اس پریشانی کے وقت اپنی کسی چیز کو تصوّر میں نہ لائیں۔ اپنا راحت و آرام اپنے بیوی بچے اپنی ضرورتوں اور دنیا کے ہر طرح کے حوادثات کو نظر انداز کر کے حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم اور ان کے بے انتہا متبعین درد و کرب و بے چینی، مراقبہ کرتے ہوئے دن انکے انتہائی جد و جہد میں۔ راتیں اللہ رب العزت کے سامنے انتہائی گریہ وزاری کے ساتھ اور درد و بے قراری کے ساتھ گزاریں۔ وقتی پسندیدگی اور کچھ معمولی سا وقت دے دینے سے یہ زندگی وجود میں نہیں آئے گی جب تک کہ دنیاوی اغراض سے نگاہیں پھیر کر دیوانوں کی طرح پھرنے والے متعدد مقدار میں وجود میں نہ آجائیں اس کے لیے بہترین زمین غرباء کی ہے۔ مصائب کے تحمل سے بھوک پیاس فقر و فاقہ کی محبوبیت سے اور اپنی ضرورتیں کچل کر حضور اکرم صلے اللہ علیہ وسلم کی چیزوں کی محبت میں جد و جہد کرنے سے ان کی چیزوں کے ساتھ مناسبت جلدی پیدا ہو جاتی ہے۔ اور یہ مایہ غرباء کو حاصل ہے۔ تھوڑی کوشش پر وہ اس کے زیادہ اوقات دینے پر آمادہ ہو جاویں گے اور اسکے لیے جتنے اوقات کی مقدار بڑھے گی، ایک زندگی موجود ہوتی چلی جائے گی۔ اس مبارک زندگی کے وجود پر ہر طبقہ خود بخود گھستا چلا جاوے گا۔ اس واسطے غرباء کا فکر لگانے کا اور ان کے ٹوٹے دلوں کو حضور اکرم صلے اللہ علیہ وسلم کے کام میں لگا کر ان کی اور ان کے مجمع کے ساتھ۔

ڈاک خانہ ڈاسنہ ضلع میرٹھ

بخدمت مولانا برمز اللہ صاحب امام مسجد مکان حکیم صاحب موضع ناہل

مکرم و محترم بندہ مولانا صاحب، السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ،

آپ کے حالات محمد شفیع صاحب سکندر آباد سے جو ابھی ڈاسنہ مسوری وغیرہ سے واپس آئے ہیں معلوم ہوئے۔ میرے بزرگ آپ نے حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے درد و کرب کے علاج کی کچھ جھلک پیدا کی ہے جو اسلام جیسی زبردست نعمت و رحمت، نورانیت، روحانیت والی زندگی کے ٹوٹ جانے کی بنا پر اضطراب اور بے چینی میں ہے۔ میرے بزرگ یہ وقت اپنے دوستوں اور بزرگوں کے لیے بہت ہی فکر کا وقت ہے۔ اور آج اس کے فکر کی بقدر ہی کل کو موت کے بعد اولین و آخرین کے سامنے آگے بڑھا دیا جائے گا، اور بڑے بڑے انعامات کی بکھیریں ہوں گی۔ اسلام کی زندگی اس کے سیکھنے اور سکھانے کے لیے دوڑ دھوپ اور نقل و حرکت طاقت خرچ کرنے سے آتی ہے۔ اسی واسطے اس کو نورانی اور روحانی طریقۂ حیات کہا جاتا ہے اور اللہ رب العزت اس راستے پر طاقتوں کے خرچ کرنے والے کے خود کفیل ہو جاتے ہیں اور اپنے ہر طرح کے غیبی خزانے ان کے لیے کھول دیتے ہیں۔ اور ان کی وساطت سے اس عالم میں نہ معلوم کتنی مخلوق پر رحمت کے اثرات پہنچتے ہیں۔ آج ہماری ساری طاقتیں وقتی اور فانی ضروریات کی فکر میں خرچ ہو رہی ہیں، جس کی وجہ سے اللہ کی بے انتہا مخلوق مصائب کا شکار ہو چکی ہے اور کسی کے دل میں کسی کی طرف سے رحم کی بو تک نہ رہی۔ مبارک ہیں وہ لوگ جو اپنا راحت و آرام، اپنے بیوی و بچے اپنی ضرورتوں و دنیا کے ہر طرح کے حوادثات کو نظر انداز کر کے حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم اور ان کے بے انتہا متبعین کے درد و کرب کا مراقبہ کرتے ہوئے، دن ان کے لیے انتہائی جد و جہد میں اور راتیں اللہ رب العزت کے سامنے گریہ و زاری و بے قراری کے ساتھ گزاریں اور یہ

زندگی وجود میں نہیں آئے گی، جب تک کہ دنیاوی اعزاز سے نگاہیں پھیر کر دیوانوں کی طرح پھرنے والے متعدد تعداد میں وجود میں نہ آئیں۔ اس لیے بہترین زمین غرباء کی ہے۔ مصائب کے تحمل، بھوک، پیاس، فقر و فاقہ کی محبوبیت اور اپنی ضرورتوں کو کچل کر حضور اکرم صلے اللہ علیہ وسلم کی چیزوں کی محبت میں جدوجہد کرنے کی مناسبت ان میں جلد پیدا ہو جاتی ہے۔ تھوڑی کوشش پر وہ اسکے لیے زیادہ اوقات دینے پر آمادہ ہو جائیں گے۔ آپ کا اپنے موضع سے معہ احباب اور متعلقین تشریف لانے کا انتظار رہے گا۔ اور قرب و جوار کے ائمہ صاحبان کو بھی حسبِ یاددہانی فرما کر ان کے وعدوں کے بموجب ہمراہ لانے کی پوری قوت کے ساتھ سعی فرمائیں۔

مولانا کفایت اللہ صاحب

مدرس مدرسہ سعیدیہ محلہ مہندیان شاہجہانپور

مخدومی و مکرمی و معظمی جناب مولنا صاحب

السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ،

حضرت عالی کے متعدد خطوط موصول ہوئے اور شدت اہتمام میں ان کا جواب اپنے ہی قلم سے طے کیا۔ اور ہر ان ایام میں اسفار کی بھی زیادتی رہی۔ کئی مرتبہ ہفتہ عشرہ تک کے لیے بھی غیبوبیت رہی۔ اپنا طبعی ضعف، تغافل، تکاسل و تکان اور اس دور میں آنے والوں کی کثرت ارادہ کی کامیابی میں مانع رہیں۔ کئی مرتبہ تو لکھنے کے لیے بیٹھا مگر انہی صورتوں میں سے کوئی سی بات پیش آگئی۔ حق تعالےٰ شانہٗ جناب کو اجر رحمت فرمادیں۔ اور اپنی بے انتہا نعمتوں اور رحمتوں سے نوازیں۔ اور آپ حضرات کے حسنِ ظن و محبت کے صدقہ میں اس عاجز و گنہگار کو معاف فرمادیں۔ جنابعالی بندے کے اس کام کے حقوق کے تحفظ و فکر کے ساتھ ادا کرتے ہوئے اس عالم سے جانے تک کے لیے

خصوصیت کے ساتھ مخصوص اوقات میں متوجہ ہوں اور دعائیں فرمائیں، جنابعالی جیسے مخلص اہلِ علم سے ناراضگی تو اپنے لیے انتہائی خسران ہے اور اس کا تصور بھی اپنے لیے حد سے زیادہ گناہ۔ جناب کی طرف سے کوئی بھی بات تکدر کی بھی تصور میں نہیں آئی۔ اور کیسے آئے۔ آپ حضرات اہلِ علم کی محبت ہم پر فرض ہے، آپ کے حقوق پہچاننا اور عظمت و احترام، اور آپکے ساتھ تعلق اپنے لیے ذریعۂ نجات ہے۔ اللہ ہمیں اس کے لیے توفیق دیں۔ جنابِ عالی کی مساعی مبارک اور مداومت کے ساتھ اس مبارک سنتِ جلیلہ ورفیعہ کی صورتوں میں لگا رہنا اور اہم مواقع پر خصوصیت کے ساتھ اس کے لیے کوشاں ہونا بہت ہی مسرت اور خوشی کی خبر ہے۔ حق تعالیٰ شانہٗ جنابِ عالی پر اپنے بہت انعامات رحمت و انوارات کا نزول فرمادیں۔ اور اہلِ علم کو آنے والے زمانوں اور نسلوں تک پوری طرح سیراب و منتفع فرمادیں، مداومت اللہ رب العزت کے یہاں انتہائی محبوب ہے۔ اس کا کہیں وجود انتہائی غنیمت و قابلِ شکر ہے۔ حضرتِ عالی کے رمضان المبارک میں مع رفقاء کے آنے کی خبر ہی نے انتہائی خوشی پیدا کی۔ حق تعالیٰ شانہٗ، جنابِ عالی کو انتہائی کامیابی نصیب فرمائیں اور اس سفر کو اس مبارک سنتِ جلیلہ کے اس کے صحیح اصولوں کے اہلِ علم و ارباب بصیرت و اہلِ حل و عقد کے ہاتھوں میں جانے کا ذریعہ فرمادیں تاکہ یہ مبارک سنت انہوں کے ہاتھوں میں جاکر انوارات نبویہ سے منور ہو کر چمک اٹھے اور اہلِ عالم کو بہت سی آنیوالی صدیوں تک اس سے پورا پورا فیضان و انتفاع ہو۔ اللہ رب العزت آپ کو اس کے لیے پوری طرح ذریعہ فرمائیں۔ اور آپ کی مساعی کے ذریعہ اس خالی کو بھی قبول فرمائیں۔ آپ جیسے اہلِ علم حضرات کے اس کے اصولوں میں بصیرت پیدا کرنے کے بغیر ایک انتہائی چمکدار و قیمتی شے جاہلوں کے ہاتھوں میں ہونے کی بنا پر محل ضیاع و خطرہ میں ہے۔ خدا کرے اہلِ علم آپ کے ذریعہ اس کو پوری پوری

کوشش اس کے چالو ہونے کے پورے اصولوں کے ساتھ اور ان پڑھ لوگوں سے اخذ کر کے پورے اہلِ عالم کو سیراب کر دیں۔ جن کو ایک رونے والے نے اپنے کمال خلوص اور مساعی سے اس کے اصول سکھلا دیئے تھے۔

اے میرے عزیز دل و جان کے اندر گھر کئے ہوئے دوستو!
اللہ آپ کو خوش رکھے
السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ،

میں آپ کے خط کو دیکھ کر حیران رہ گیا۔ آپ کو مجھے اس بارہ میں خط لکھنے کی جرأت ہوئی۔ میں جناب کی خدمت میں کئی سال سے کیا بات عرض کر رہا ہوں اور اس کے لیے میں کئی دفعہ آپ کے یہاں آچکا ہوں اور اس کے لیے ایک مستقل آدمی ایک زمانہ سے مقیم ہے۔ میری ساری معروض کا خلاصہ یہ ہے کہ اللہ تعالیٰ کی جو عادات مقرر ہیں اس کی بارگاہ سے اس کے خلاف حاصل کرنا یہ غلط ہے۔ غلط۔ اللہ نے اپنے محبوب پاک صلے اللہ علیہ وسلم کی بے مثل بے نظیر گرامی ذات کے ہاتھ اور ان کے واسطے سے جو طرزِ زندگی ہمیں کرامت عنایت فرمایا ہے۔ اس نے اپنی مخلوق کی منفعت کے طریق تحصیل اور تمام مصائب کی حفاظت اور سدِّ سکندری اس طرزِ زندگی کو بتایا ہے ہر مصیبت کو نظر انداز کر کے اپنی ہر مصیبت کو چاہے وہ اس عالم کی ہو چاہے مرنے کے بعد والی زندگی کے لیے اور اس کی ہر خیر و برکت چاہے وہ خیر و خوبی اس عالم کی ہو یا مرنے کے بعد عالم کی ہو اس اسکیم میں منحصر سمجھتے ہوئے تمام شوز مارکیٹ والوں کو اس اسکیم کو اپنے جزوِ زندگی بنانے میں ہر علاج سے مقدم فرمادیں۔ اگر تمام شوز مارکیٹ والے اس اسکیم کے پابند ہوتے تو میری ناچیز نظر میں جو عاداتِ خداوندی سے امید رکھتی ہے وہ یہ ہے کہ یہ روزِ سیاہ کبھی بھی دیکھنے میں نہ آتا۔ اور بجائے اس روزِ سیاہ کے جزفزع

کہ اب تک مارکیٹ کو تھا اس فروغ کے لیے مارکیٹ ایک جزو بن کر اس کی شاخیں نہ صرف آگرہ ہی آگرہ میں ہوتیں بلکہ مجھے یقین کامل ہے کہ خدا جانے اس کی کتنے شہروں میں شاخیں آب و تاب کے ساتھ پھیلی ہوئی ہوتیں، اسکیم کو ٹھکراتے ہوئے اور اس کی ناقدری کرتے ہوئے یہ جو کچھ بھی پیش آیا ہے یہ کچھ بھی نہیں۔ اب جو چیز بلاؤں کے دفع اور جن فروغ کے وجود میں آنے کے لیے وہ ایک منظم اسکیم اللہ کی اتاری ہوئی ہے۔ اس منظم اسکیم کا بدل صرف ایک شخص کی دعا کیسے ہو سکتی ہے۔ اگر واقعی آپ کو اس بلا کا علاج مدنظر ہے تو آپ تمام شو مارکیٹ کو جمع کر کے اس کو شروع کریں، اور شروع کرنے کے ایک ہفتہ بعد اطلاع دیں حاضر خدمت ہو کر اوّل امر اسکیم کے اصول اور اس پر استقامت درستگی کے ساتھ بلا پس و پیش کے بعد میں امید رکھتا ہوں کہ تھوڑی سی دعا، استغفار اس بلا کو جڑ سے اکھاڑ پھینکنے کے لیے ایسی قوی تاثیر رکھے گا جو اللہ چاہے معجزاتِ سابقہ کا ایک نمونہ ہوگا۔ اپنی ہوا و ہوس پر زندگی کی بنیاد ڈالے ہوئے صحیح دین کے فروغ کے منتظر رہنا بہت غلط ہے۔ بقول اس شعر کے ؎

گندم از گندم بروید جو ز جو — از مکافات عمل غافل مشو

بہر حال مجھے دعا سے انکار نہیں۔ میں آپ سے کچھ جدا نہیں، جو ایک مسلمان پر پیش آیا وہ سب ہی پر آیا۔ مگر ہر بارگاہ میں اسکے قوانین کے مطابق عمل کیا جا سکتا ہے اور اس کے قوانین ہی کے ماتحت مقصد برآری ہو سکتی ہے۔

عنایت فرمایم جناب حکیم رشید احمد صاحب و مولوی نور محمد صاحب

عرض آنکہ موضع بیوان سے ایک متعلم کے ہاتھ۔ ایک عریضہ بنام حافظ عبدالحمید صاحب چربی والے اور ایک چمڑا حافظ موصوف کے بھیجنے کے لیے روانہ کیا تھا، نہ معلوم کس وجہ سے دہلی اب تک نہ پہنچا۔ جہاں تک ہو سکے کسی

جانیوالے کے ہاتھ اہتمام سے روانہ فرمادیں۔ ضروری اہم بات یہ ہے کہ میرے احباب اپنی خصوصی کوششیں اور اصلی سعی اور اپنے خیالات اور قلوب کی توجہ کا رخ اپنے ان اصول کی غایت پابندی کے ماتحت تبلیغ کے فروغ دینے ہی میں مشغول رکھیں۔ ہر نیا کھڑا ہونے والا فتنہ انشاء اللہ تعالیٰ اس رویّہ سے خود بخود فرو ہوگا۔ ورنہ بہت خطرہ ہے کہ طبائع کی چھیڑ چھاڑ کے ساتھ خود طبعی مناسبت ہونے کی وجہ سے یہی سلسلہ خدانخواستہ پائیدار نہ ہوجائے اور تبلیغ کا راستہ خدانہ خواستہ ضعیف نہ ہوجائے۔ البتہ سب کی رائے کہیں صریح منکرات کے دلائل پر ہوجائے تو کبھی کبھی ان دلائل میں قوت اور زور کے ساتھ مطالبہ کرنے میں مضائقہ نہیں۔ ورنہ میرے خیال میں تو وہی بات ہے کہ تمام ملکی جامعوں اور مجامع میں اس مضمون کی اشاعت کا اہتمام کرلیا جائے جو قوم کلمۂ طیبہ، نماز کے اندر کی چیزوں کی تصحیح اور کلمۂ شہادت کے مضمون پر اب تک پوری طرح مطلع نہ ہوئی ہو جو اسلام کی بنیادی چیز ہے تو بنیادی چیز کو چھوڑ کر اِدھر اُدھر کی چیزوں میں مشغول ہونا سخت غلطی ہے۔ اوپر کی چیز بغیر بنیادی چیزوں کے صحیح ہوئے درست نہیں ہوا کرتی۔ دیگر ہر جگہ تبلیغ کی کوشش عموماً اور اسکے مجمع اور اجتماع والے گاؤں میں اسکے ماحول میں اپنے اصول کی نہایت پابندی کے ساتھ تبلیغ کے فروغ میں بہت زیادہ کوشش بڑھا دو۔ جہاں تک ہوسکے چھیڑ چھاڑ سے بہت بچتے ہوئے پھر بھی کہیں ضرورت پڑ جائے تو دلائل کے مطالبہ سے ہرگز کمی اور دریغ نہ کرو۔ مگر حریفوں کی اسلامی حرمت کو ہاتھ سے نہ جانے دو۔ بہر حال آخر مضمون کا مطلب یہ ہے کہ اگر میرے احباب انکے ساتھ سخت گیری کرنے پر ان کے ہمیشہ نکل جانے کا خیال ہو تو میں منع نہیں کرتا۔ میرے دوستو! آپ کے مدرسہ کی ظاہری عمارت کی پختگی کے اسباب ہورہے ہیں۔ میرا دل اندر سے کانپ رہا ہے۔ کہ خدانخواستہ میرے احباب اس کی ظاہری فریفتگی میں باطنی تعمیر میں کچھ ہلکے نہ پڑ جائیں۔ میری دلی تمنّا

ہے کہ ظاہری پختگی کو بہبود کی نظر سے دیکھتے رہیں۔ دلی تمنّا سے نہ دیکھیں اور اپنی خوشی اور دل کی تازگی کا ذرا سا حصّہ بھی اس میں مشغول نہ کریں۔

بخدمت شریف جناب محترمی منشی نصر اللہ صاحب

ایدنا اللہ وایاکم بروح القدس

السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ،

آپ کا خوشخبریوں سے بھرا ہوا۔ دل و دماغ کو معطر کرتا ہوا عنایت نامہ روح پرور ہوا۔ اللہ تعالیٰ آپ کو اپنی رضائے کامل اور رضوان و غفران سے مالامال فرما دے۔ اور آپ کی علالت طبع اور سر کے چکر اور ضعف طبع سے دل کو ملال ہوا لیکن اللہ کی دی ہوئی طاقت جیسی بھی ہے اس کو خرچ کرنا چاہیئے اور خوشی سے خرچ کرنا چاہیئے لیکن دو باتیں ملحوظ رکھنی ہیں۔ اوّل اس امر عظیم کے لیے کھڑے ہو جانے کی نعمت کا دل و جان سے شکریہ اور اِسی میں ایک جہان کو جان دینے کے لیے استقامت کے بہترین زمانہ کو اس میں خرچ نہ کرنے کی، توبہ استغفار۔

آپ کے خط میں بڑی مسرّت اس بات کی ہے کہ آپ نے اپنے پراؤوں کے حالات اور ان مقامات کے آدمیوں کے اسمائے گرامی کو ضبط کر کے تحریر فرمایا۔ اس بات کی تمام جماعتوں کو تاکید کرنی چاہیئے تاکہ بعد میں آنے والی جماعتوں کو کام دے۔ اس وقت قاری داؤد کی خبر سے معلوم ہوا کہ اس اللہ کے شیر نے صفر کا پہلا جمعہ دیوبند بغرضِ تبلیغ پڑھنے کا ارادہ کر لیا۔ دفعتہً تو میں اس خبر سے چونک گیا میری ہمّت سے بالاتر تھا۔ لیکن غور کے بعد اس وقت دھیان چلا جانا قرینِ مصلحت اور نہایت امیدوں کے ساتھ وابستہ ہونا محسوس ہوا۔ اس وقت وہ کل ۵۔ ۶ رہ گئے ہیں، اس واسطے آپ اپنی باگ ڈور ہمّت توکلاً علی اللہ دیوبند ہی کی طرف متوجہ فرما دیں۔ پانی پت سے قریب ترین راستہ معلوم کر کے دیوبند کی سیدھ باندھیں اور آئندہ جمعرات تک دیوبند پہونچ جاویں۔

حق تعالیٰ آپ کی ہمتوں کو بلند اور مشکور فرمادیں۔

دعا میں مجھے اور میرے سب عزیز و اقارب اور دوستوں کو شامل رکھیں۔

فقط والسّلام
ناچیز محمد الیاس عفی عنہ

بخدمت عنایت فرمائے منشی بشیر احمد صاحب و نمبردار محراب خاں زادت عنایتکم

السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ،

عرض آنکہ بندہ جلسۂ نوح کے بعد سخت پریشان ہے کہ اس مرتبہ جلسہ نوح میں ہمیشہ کے دستور کے موافق مہمانوں کے لیے کھانے کا کیوں انتظام نہیں کیا گیا۔ کہ اس مرتبہ ہمیشہ کے کھانے کے لیے منتظمین کے لیے سعادت اور سرمایۂ آخرت سے بہرہ اندوز ہونے کی ضرورت باقی نہیں رہی ؟ اور کیا اب وہ آخرت کے سرمایہ جمع کرنے سے مستغنی ہوگئے ؟ اس کا جواب بواپسی ڈاک بندہ کے پاس جلد بھیجا جاوے کہ کیا وجوہ ہیں جن کی وجہ سے کھانے کا انتظام نہ ہو سکا۔

والسّلام

بخدمت عنایت فرمایم مولوی نور محمد صاحب زادت عنایتکم

السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ،

عرض آنکہ ۵۵ھ کا تمہارا بھیجا ہوا خط نمبر ۱ ارسال ہے۔ اس رمضان المبارک کے اپنے خیالات اور مساعی کا اندازہ کرو۔ اور اب ۵۷ھ کا اس سے مقابلہ کرو۔ یہ تو میں نہیں کہہ سکتا کہ کام بالکل نہیں ہو رہا۔ اور ساتھ ساتھ یہ بھی ہے کہ وہ زمانہ ابتداء کی وجہ سے جوش کا تھا جو کہ پائیدار نہیں

ہوتا اور یہ زمانہ جوش کا نہیں لیکن جتنا ہے پائیداری کا ہے۔ بہرحال اس وقت آپ کے خط کو مدنظر رکھتے ہوئے خصوصاً اس بات کی طرف توجہ کرنا ہے کہ یہاں سے مولوی عبدالغفور صاحب اور میاں جی محمد داؤد صاحب فیروزپور تبلیغ کے لیے گئے تھے۔ رمضان المبارک کے کئی روز پہلے سے گئے ہوئے ہیں مگر انہوں نے وہاں کی کوئی کیفیت نہیں لکھی۔ جس کا افسوس ہے۔ آئندہ سے روزانہ بذریعہ ڈاک وہاں کی کیفیت میرے پاس پہنچتی رہے۔ اس کا ضرور اہتمام کیا جائے۔ دوم اس مبارک کام میں ایسے مبارک وقت میں اپنے احباب مثلاً منشی بشیر احمد، حافظ محمد صدیق صاحب، حافظ عبدالشکور صاحب، حافظ عبدالرحمٰن صاحب امام جامع مسجد، اسعد اللہ صاحب، حاجی عبدالغفور صاحب شریک ہوجایا کریں۔ تاکہ ایک تمنا جو عرصے سے چلی آرہی ہے شاید اس مبارک ماہ میں پوری ہوجائے ان دو باتوں کا آپ اور سب احباب خصوصیت سے اہتمام کریں۔ یعنی روزانہ تبلیغی کیفیت اور روزانہ نوح کی جماعت کی شرکت۔ والسلام

بخدمت شریف جناب چودھری میاں جی چاندل و چودھری امراؤ نمبردار فتو صاحب سلمکم اللہ تعالیٰ۔

السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ،

میرے دوستو! انسان کو اپنے اللہ پاک کے راضی کرنے کی، اپنے نفس اور اپنی زندگی کو باقی رکھنے سے زیادہ ضروری ہے۔ میرے دوستو! مرنے کے بعد والی زندگی کے سامان کی ناپائیدار زندگی کے سامان سے بہت زیادہ ضرورت ہے۔ میرے دوستو! ان دو کوشش میں لگا ہوا شخص مرنے کے وقت ترو تازہ اور محمد صلے اللہ علیہ وسلم کے ساتھ سرخروئی سے منہ کرسکے گا۔ اور محمدی دین سے غفلت میں مرنے والا روسیاہ اور محمد صلے اللہ علیہ وسلم کے سامنے منہ نہ کرنے کے قابل اور بری موت مرے گا۔ دین کے اندر کی کوشش حضور صلی اللہ علیہ وسلم

کے درد کا مرہم ہے۔ اتنی بڑی ہستی کے مرہم کا فکر نہ کرنا بڑی جہالت اور سخت بری بات ہے۔ لہٰذا میں تمہیں نہایت تاکید کے ساتھ توجہ دلاتا ہوں کہ مردانہ ہمت کے ساتھ اِدھر اُدھر سے جن کو، کوشش کرنے والا سمجھو اپنے ساتھ لے کر اپنے گاؤں میں فی گھر دو مہینے کے لیے ایک ایک آدمی دین کے پھیلانے کے لیے ضرور پوری کوشش کریں۔ میرے دوستو تم بھی کہو اور سب کو سمجھاؤ کہ گھر کے جتنے آدمی ہیں وہ سب تو اس تھوڑی سی زندگی کے سامان میں لگے رہیں اور فی گھر ایک آدمی مرنے کے بعد کی اتنی بڑی زندگی کے سامان میں اور وہاں کا سرمایہ حاصل کرنے میں لگا رہنا ضروری ہے۔ آخر وہاں کے سامان کی بھی تو ضرورت ہے۔ اگر ایسا کرو گے تو تمہاری دنیا میں بھی بڑی برکت اور بڑی ترقی ہو گی۔ تم خود نمبر دار محراب کے کام کو دیکھو وہ خود اپنے گھر میں باوجود اکیلا ہونے کے دین کے اندر کوشش کرتے رہنے سے اس کی دنیا میں کچھ فرق بھی آیا بلکہ بڑی برکت ہو گئی۔

میرے دوستو! مرنے کے بعد کا وقت بہت سخت وقت ہے اور مرنے کے بعد کی گھاٹیاں بہت بھاری گھاٹیاں ہیں۔ ایسے بھاری وقت کے لیے دینی بات کی کوشش کرنا اس کے مقابلے میں کچھ بھاری بات نہیں ہے۔

میرے دوستو! اس کے اندر کوشش کرنے سے حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی سینکڑوں سنتیں زندہ ہوں گی۔ اور ہر ہر سنت پر سو سو شہیدوں کا ثواب ملے گا۔ تم خود دیکھو، ایک شہید کا کتنا بڑا رتبہ ہوتا ہے۔

میرے دوستو! اس کام کے لیے نکلنے والوں کے قدم میں امید کرتا ہوں کہ فرشتوں کے پروں پر پڑتے ہیں۔ اور اللہ کے ہاں بڑا درجہ ملتا ہے۔ دنیا کی مخلوق اور آسمان کے فرشتوں کے دلوں میں اس کام کے کرنے والوں کی محبت اور وقار جمتا ہے۔

میرے دوستو! دین کے ہر کام میں تمہارا گاؤں آگے رہا ہے، اور سب سے زیادہ بہادر رہا ہے۔ فی گھر ایک آدمی نکل جانا یہ نئی تحریک نہیں ہے۔ اس میں بھی سب سے آگے رہو۔ اگر تم نے اس پر جم کر کوشش کی، اللہ کی نصرت سے ضرور کامیاب ہوگے۔ اور پھر دوسروں کو بھی رغبت ہوگی۔ اور وہ بھی کوشش کریں گے اور ان کے ثواب میں تم شریک رہوگے۔ میرے کہنے کو غنیمت سمجھو بھلی بات کہنے والے ملتے نہیں ہیں، دیکھو بھلے کام میں کوشش کرلو۔ مرنے کے بعد کوشش کا موقع نہیں ملے گا۔ اور تمنائیں ہوں گی۔

۲۹ رشوال ۱۳۵۷ھ

بخدمت جملہ محترمان، مخلصان، احباب مجاہدانِ راہ انبیاء والاصحاب سلمکم اللہ ونصرکم اللہ ورحمکم وغفرلکم ویرضیکم عنہ ویرضی عنکم

السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ،

تمہاری قابلِ رشک زندگی بڑی امیدیں لگائے ہوئے ہے۔ اللہ تعالیٰ تمہیں ان کاموں کی دل سے عظمت دے اور وہ انشراحِ قلب نصیب فرمادیں جس سے یہ دنیا اور اپنی زندگی اور اپنے نفس ہماری تمہاری آنکھوں میں حقیر و ذلیل دکھلائی دینے لگے۔ اور اللہ کی عظمت اور اس کی قدرت اور اس کی بڑائی اور اس کی حقانیت دلوں میں جم کر اس کی رضا اور خوشنودی ہر چیز سے بڑی اور ہر چیز سے افضل اور محبوب و مرغوب ہو کر اس کی راہ میں اس کی رضا کے موافق کوشش کی تکالیف دلوں کی چلن ہونے لگے۔ اللہ تعالیٰ شانہ، تمہیں اور تمہاری برکت سے مجھے اپنی معرفت رضا و خوشنودی والی حیاتِ طیبہ کا مزہ چکھادیں۔ حقیقت میں مجھے تمہاری قدر کرنے کی بھی اہلیت نظر نہیں آتی۔ مگر میرے دوستو! اپنے وقتوں کو اور اپنی نیتوں کو اللہ جلِ جلالہ کی عظمت اور ذکر اور دھیان سے مشغول رکھنے میں اور لغو اور فضول امر سے

محفوظ رکھنے میں ہرگز ہرگز کمی نہ کیجیو۔ مسلمان کتنا ہی کم درجہ کا ہو عظمت سے اسکی طرف نگاہ کی مشق کرو۔ اور ذکر سے اپنی خلوتوں کو اور خلوص کے ساتھ اللہ کی نہایت عظمت لیے ہوئے دعوت الی الحق سے اپنی جلوتوں کو مشغول رکھو، ہمتیں بلند رکھو۔ ہاری تھکی طبیعت مت رکھو۔ ہشاش بشاش چلتا پھرتا، خوش خلق آدمی اللہ کو نہایت محبوب ہے اور اس کے مقابل آخرت کی فکر میں ملال بھی اللہ کو پسند ہے۔ حضور صلے اللہ علیہ وسلم کی عادت شریفہ غالب رنجیدہ رہنے کی تھی۔

میرے دوستو! مجھے تمہارے خطوط کا ہر وقت انتظار رہتا ہے موٹریں ہر وقت آتی رہتی ہیں۔ صدر بازار میں حاجی عبدالمجید یا محمد نسیم وغیرہ کی دکان پر میرے نام کا خط بھیج دیا کرو۔ دیر سویر پہنچ ہی جایا کرے گا۔

اگر میری یہ بات پوری صحیح نہیں تو پوری غلط بھی نہیں۔ اور میں اپنے عقیدے میں اس خیال کو جان سے زیادہ عزیز سمجھنا فرض سمجھتا ہوں تم میرے دل کی تسلی سمجھ کر خطوط کے بھیجنے میں کمی نہ کیا کرو۔ مولوی نور محمد صاحب کا ایک عنایت نامہ راحتِ دل ہوتا ہوا پہنچا۔ اللہ تعالیٰ ان کو خوش وخرم رکھیں اور جزائے خیر دیں۔ ہمتوں کو بلند اور مساعی کی توفیق عنایت فرمادیں اور اپنے فضل سے مقبول ومشکور فرمادیں۔ سب دوستوں سے سلام مسنون اور مضمون واحد۔ فقط والسلام

بخدمت محبان ودردمندانِ اسلام

بعد سلام مسنون کے گذارش ہے کہ جلسہ ہذا میں پھر آئندہ امورِ ذیل کی سعی فرمادیں گے۔

(۱) جملہ اہلِ جلسہ اوران میں خاص کر پڑھے ہوؤں کو یٰسین شریف وغیرہ عملیات اور خصوصی نوافل اور مکتوبات کے بعد تبلیغ کے فروغ اور اسکی

جڑوں کے مضبوط ہونے کی دعا میں مشغول رکھیں۔ اور تبلیغ سے اصل مقصود اسی چیز کو ذہن نشین کرنے کی کوشش کریں کہ قدم بقدم بلکہ سانس در سانس میں اللہ جل شانہٗ کی جناب میں رجوع اور التجا کی قوت پیدا ہوتی چلی جاوے۔

۲ تصحیح نیت کی سب سے زیادہ کوشش کریں یعنی احکام خداوندیہ کو سفلی مصالح اور اثرات سے قطع منظر اور کلیتہً نظر انداز کرتے ہوئے محض خدا کا حکم ہونے کی وجہ سے جاں نثاری اور اپنی جان کو ارزاں خیال کرنے کا دستور زندہ ہوتا چلا جائے۔

۳ زیلداروں، پٹواریوں، نمبرداروں، اور سفید پوشوں کو بڑی کوشش منت و سماجت سے اس طرف متوجہ کیا جائے۔

(۴) جن گاؤں میں پہلے سے مکتب موجود ہیں ان میں فی گھر ایک بیرونی طالب علم رکھیں جس کا سارا خرچہ گھر والوں ہی کے ذمہ رہے۔ اور میوات میں جس قدر گاؤں ہیں کہ جن میں مدرسہ نہیں ہیں ہر ایک میں اسی طرح مدرسہ قائم کریں کہ جس سے مدرس اخروی اجر کا شوق لیے ہوئے کوشش کرے اور گاؤں والے مدرس کے خرچہ کو اپنی بہبودی اور دارین کی فلاح خیال کریں

(۵) ضلع کے جس قدر اجزا ہیں ہر ہر جز کی علمی درآمد کی کوشش اور اس کو چالو کریں اور پھر اس کی نگرانی کا انتظام کریں۔

(۶) مدرس اور مدرسہ کی نگرانی کا پورا پورا انتظام کریں اور انتظام ہر جزوی نگرانی کا ہو۔

(۷) میوات کے تمام ملک میں ہر گھر میں ایک آدمی مرنے کے بعد والی زندگی گھر کے درست کرنے کے لیے، ملک بملک پھرنے کے لیے اور باقی تمام گھر والے صرف تین دن کے لیے اپنے ملک میں دین پھیلانے کو لازمی خیال کریں۔ اور یہ مقدار بمنزلہ زکوٰۃ قرار دے کر باقی سب وقت اپنے معاش کے کمانے میں مگر حرام و حلال کا دھیان رکھتے ہوئے اور شرعی احکام کی پابندی

کرتے ہوئے مشغول رہیں۔ انشاء اللہ تعالیٰ دارین کی نعمتوں سے مالامال دنیا بھی ہو گی اور آخرت کے لیے بڑا درجہ پائیں گے۔

فقط والسلام

مکرم عنایت فرمایم　　　السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ،

پس از سلام مسنون واضح ہو کہ ایک خط اس سے قبل روانہ کر چکا ہوں پہونچا ہو گا، توے کے واسطے کوشش کی ہے جب تیار ہو جائے گا روانہ کر دیا جائے گا۔ میاں جی عبدالقادر صاحب نے یہ جواب دیا ہے کہ روپیہ پندرہ بیس روز میں دے دوں گا۔ میاں جی محمد داؤد صاحب آج کل کہاں پر تبلیغ کا کام کر رہے ہیں اور کیا کام کیا۔ اور کیا کام دن میں انجام دیتے ہیں۔ اس کو مہربانی فرما کر مفصل تحریر فرمائیں۔

میاں جی محمد داؤد صاحب کو ایک جگہ پر رہنے کے لیے نہیں بھیجا ہے۔ بلکہ جابجا مکاتب قائم کرنے کے لیے اور صوم وصلوٰۃ پر آمادہ کرنے کے لیے بھیجا ہے۔ مکاتب کی از حد خصوصاً سعی فرمائیں۔

والسلام

بندہ محمد الیاس بقلم حبیب الرحمٰن

عنایت فرمایم جناب عشرت صاحب زادت عنایتکم

عرض آنکہ آدمی کو پریشانیوں سے گھبرانا نہیں چاہیئے۔ اللہ پر بھروسہ رکھنا چاہیئے حسبنا اللہ ونعم الوکیل کثرت سے پڑھتے رہا کرو۔ ہر کام اپنے وقت پر مقدر ہے اور جب اس کام کا وقت آتا ہے تو ہو جاتا ہے اگر اس پڑھنے پڑھانے کے درمیان کوئی سختی پیش آجائے تو استقلال سے کام کرنا چاہیئے، پھر انشاء اللہ جلدی خلاصی ہو جائے گی۔ فقط والسلام

بخدمت میاں جی داؤد صاحب

عرض آنکہ تم پریشان مت ہو۔ اور خرچ کی تنگی مت اٹھاؤ۔ جو کچھ ضرورت ہو وہ مجھے لکھ دیں۔ یہاں سے بھیج دوں گا۔ اور بیوی کو خرچ کی تنگی کی وجہ سے یہاں پر مت بھیجو۔ اپنے کام پر اطمینان سے لگے رہو۔

فقط والسّلام

بندہ محمد الیاس

بخدمت عنایت فرمایم حافظ محمد سلیمان صاحب

السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ،

آپ کا کئی دن ہوئے عنایت نامہ آیا۔ داؤد کے متعلق آپ بار بار تقاضا کر رہے اور میں بھی تمہاری تحریر کے اطمینان پر چاہتا ہوں کہ اسی جانب میں رہے چاہے تبلیغ کے طور پر گشت کرے اور چاہے سہار کے آس پاس کسی جگہ پر مدرس ہو کر رہے۔ بہرحال آپ دونوں صاحب جبکہ باہم ہم خیال ہیں اور خلوص کے ساتھ دین کی ہمدردی میں دین کی اشاعت چاہیں گے تو متفق ہو کر اور ایک جگہ ہو کر زیادہ بہتر اور مناسب ہوگا مگر مجبوری یہ ہے کہ داؤد نہایت مقروض ہے اس لیے قرضہ اترنے کے لیے آمدنی کی صورت ہونی ضروری ہے۔ سو میرے پاس ایسی ظاہری صورت نہیں ہے کہ اس کی خاطر خواہ خدمت تبلیغ کے مقابلے میں کرتا رہوں۔ اور نہ وہاں کوئی آمدنی کی شکل ہے۔ اس لیے اس کی روانگی میں تامل ہے۔ میں اس کو بالفعل کسی کافی تنخواہ کی جگہ رکھنا چاہتا ہوں۔ البتہ قرضہ اتر جانے کے بعد بلا تنخواہ کے موقعہ پر بھی اسکو اجازت دے سکتے ہیں۔ جب تک قرضہ ہے اس وقت تک تمہارے پاس جبکہ کوئی آمدنی کی شکل نہ ہو بھیجنا مناسب نہیں۔ عبدالصمد کا قصہ حقیقت میں بہت پریشان کر رہا ہے وہ اگر تمہارے سے معافی چاہ کر اور تمہارے مطیع ہو کر نہ رہے تو اس کو میرے پاس

واپس کردو۔ پہلے بھی بارہا تحریر کرچکا ہوں۔۔ فقط والسّلام۔ میاں شیخ اکبر صاحب کے قصّے سے مطلع کرتے رہو۔ میں ضرور اس قصّے کے لیے آتا مگر ایسی رکاوٹیں بیچ میں پڑی ہوئی ہیں جو نہیں آنے دیتی ہیں۔ بندہ کی طرف سے سب لوگوں کو سلام پہونچا دیں اور تمام لوگوں کو سمجھاؤ کہ جھگڑے کا انجام برا ہے۔ سلوک رکھو اور جھگڑے ختم کردو۔

فقط والسّلام

محمد الیاس عفی عنہ بقلم حبیب الرحمٰن

بخدمت میاں جی قاری داؤد احمد صاحب زادت فیوضکم و میاں عشرت زادت عنایاتکم۔

السّلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ،

آپ صاحبوں کی عنایتوں محبّت کا میں شکر گذار ہوں، اللہ تعالیٰ ہماری محبتوں کو للٰہی اور خالص فرما کر ان کی برکات سے دارین پر ہمیں منتفع فرمادیں الحمدللہ میں خیریت سے ہوں، کچھ معمولی زکام ہے۔ اپنے دوستوں سے دُعائے خیر کا خواستگار و محتاج ہوں اور ترقیٔ درجات اور پریشانی کے دفعیہ کے لیے دعا کرتا ہوں۔

فقط والسّلام

محمد الیاس عفی عنہ بقلم حبیب الرحمٰن

عنایت فرمائے حافظ سلیمان صاحب

السّلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ،

پس از سلام مسنون آنکہ جو طلباء آپ کے مدرسہ میں اس لائق ہوں کہ وہ نماز پڑھا سکتے ہوں، ان طلباء کو سہار کی مسجدوں میں مقرر کردیا جائے۔ جہاں پر نمازی اچھے ہوتے ہوں وہاں پر پانچوں نمازیں پڑھا دیا کریں اور جہاں پر زیادہ

نہ ہوں وہاں پر کسی ایک دو وقت کی پڑھا دیا کریں تو بہت ہی بہتر ہو۔ اس صورت میں دینی و دنیوی دونوں منافع ہوں گے تم کو بھی اور عوام کو بھی۔

فقط والسلام

محمد الیاس عفی عنہ بقلم حبیب الرحمٰن غفرلہٗ

عنایت فرمایم جناب حافظ سلیمان صاحب

السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہٗ

خط تمہارا موصول ہوا اور دیگر خطوط محمد اقبال کے ہاتھ موصول ہوئے آپ لوگوں کی فرطِ محبت کی وجہ سے میں مسرور بھی ہوں اور محجوب بھی ہوں۔ اللہ تعالیٰ ہماری تمہاری محبتوں میں اخلاص پیدا فرمادیں۔

میاں جی داؤد صاحب کو بعد سلام مسنون کے یہ سمجھا دیں کہ درحقیقت جو کچھ بھی کام کرنے والے ہیں وہ باری تعالیٰ ہیں نہ انبیاء بغیر اس کی مشیت کے کچھ کر سکتے ہیں۔ اگرچہ ہزار کوشش کریں اور نہ اولیاء اور نہ بڑی سے بڑی قوت والے غرض بغیر اللہ کی مشیت کے کوئی بھی دنیا میں کچھ نہیں کر سکتا۔ اور حق تعالےٰ میں سب قدرت ہے کہ چھوٹے چھوٹے ابابیل پرندوں کے ہاتھوں سے فتح دلوادی تو جب حق تعالیٰ ہی کام کرتے ہیں اور قوت اور زور کو کچھ دخل نہیں تو اگرچہ تم کتنے ہی ضعیف ہو ممکن ہے کہ حق تعالیٰ تم سے وہ کام لے لیں جو بڑے بڑے واعظوں سے بھی نہ ہو سکے، اور حق تعالیٰ کسی کام کو روکنا چاہتے ہیں تو چاہے انبیاء بھی کتنی ہی کوشش کریں تب بھی کچھ ذرہ نہیں ہل سکتا۔ اور اگر کرنا چاہیں تو تم جیسے ضعیف سے وہ کام لے لیں جو انبیائؑ سے بھی نہ لیں گے۔ غرض کہ جبکہ ہمارے پاس تمہارے جیسے ضعیف ہیں حق تعالیٰ تم ہی سے سب کام لیں گے۔ تم اپنا کام کئے جاؤ اور اپنی خستہ حالی اور ضعف پر ہرگز نظر مت کرو۔ اور ظاہر میں کوشش کرو اور باطن میں اللہ کی طرف رجوع کرو۔ تورے کے متعلق کوشش

ہوگئی ہے تیار ہونے پر بھیجدیا جاوے گا۔

بندہ محمد الیاس عفی عنہ بقلم حبیب الرحمٰن غفرلہٗ

بخدمت میاں جی داؤد وعشرت صاحب

السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہٗ

تمہاری اس فکر سے ملال ہے۔ اللہ تعالیٰ تمہاری فکر کو رفع فرمادیں اور رنج کو دور کریں۔ اللہ کے پاس نظر رکھو۔ اللہ کی رحمت کے دل وجان سے یقین کے ساتھ منتظر اور حسبنا اللّٰہ ونعم الوکیل کثرت سے پڑھا کرو۔ اور یہاں میں دعا کرتا ہوں اور وہاں قاری داؤد سے دعا کراتے رہو۔ خدا چاہے بھلا ہوگا۔ فقط والسلام

محمد الیاس عفی عنہ بقلم حبیب الرحمٰن غفرلہٗ

بخدمت میاں جی داؤد صاحب

السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہٗ

تم سے ملے ہوئے بہت دن ہوگئے۔ وہاں کے پریشان کن حالات اور لوگوں کی ناقدر دانی کی کیفیت سے افسوس ہوتا ہے۔ مگر الحمدللہ کہ تم قدردانی کے لیے وہاں پڑے ہوئے ہو، اور نہ یہ قدردانی مطلوب ہے۔ جس ذات کی رضا کے لیے پڑے ہوئے ہو انشاء اللہ وہاں قدر ہوگی، اور وہ کافی ہے۔ پھر لوگ قدر نہ کریں تو نہ کریں۔ امتحان کے بارے میں میاں احتشام بھی قاری صاحب کو سخت بتلارہے ہیں۔ بعض جگہ سے ان کا نرم ہونا معلوم ہوتا ہے۔ خدا جانے کیا قصہ ہے۔ بہر حال آپ ذوق وشوق اور توجہ کے ساتھ ہمت سے مصروف رہیں اللہ کا حاضر وناظر ہونا کافی ہے، دیانتداری سے محنت کرتے رہیں۔ اس جانب میں کوئی جلسہ ہونا چاہیئے۔ میاں سلیمان تو

یہاں سے اپنے لڑکپن سے چلا گیا۔ اب کوئی ایسا نظر نہیں آتا جو ایسے امور میں تندہی کے ساتھ لوگوں کو آمادہ کرکے انجام دیا کرے۔ افسوس انا للہ وانا الیہ راجعون۔ فقط والسلام ۔ ؏ برائے خرچ روانہ ہیں۔

تمہارے خطوط سے راحت اور تازگی ہوتی ہے۔ تم خط کے بھیجنے میں دیر مت کیا کرو۔ اپنے اوقات جو کچھ تم نے تحریر کیے ہیں وہ نہایت شکر کے قابل ہیں، تم اس طرح سے وقت گذرنے کا کچھ شکر بھی ادا کیا کرتے ہو یا نہیں، قرآن پاک اللہ پاک کی بڑی نعمت ہے اس کو تعظیم و تکریم اور ذوق و شوق اور حلاوت سے پڑھو۔ پڑھاؤ۔ تم خوش نصیب ہو کہ جو مشغلہ تمہیں نصیب ہے، اللہ تعالیٰ سے دعا کرو کہ میرے اوقات بھی حق تعالیٰ شانہ، بہترین مرضیات میں مصروف فرمائیں۔ تم نے اپنی اہلیہ کی خیریت اور حال نہیں لکھا ان کو سلام کہدو اور حال لکھو کیا پڑھتی ہیں، تمہیں کسی قسم کی تکلیف ہو اطلاع کردو اور نہ تبلیغ کا کچھ حال نہیں لکھا۔ تبلیغ اور اشاعتِ دین میں گشت کرنے کے لیے تم نے کوئی دوست دیندار مسلمان آمادہ کیے یا نہیں۔ یہ بڑے اجر و ثواب اور اللہ کے بڑے تقرب کی عبادت ہے۔ بڑی کوشش سے کرو۔ کبھی کبھی سہار تبلیغ اور دین کے کام پر سب کو آمادہ کرنے کے لیے ہو آیا کرو۔ ذکر کی مقدار تم نے بہت غلط لکھی ہے۔ لا الہ الا اللہ دو تسبیح، پھر الا اللہ چار تسبیح، پھر اللہ اللہ چھ تسبیح، سب میں قوت و ہمت اور تعظیم اور حلاوت ملحوظِ خاطر رہنی ضروری ہے۔ ہمیشہ مواظبت رہے۔ ترک نہ ہو۔ کبھی کبھی اپنا بندوبست کرکے یہاں بھی چلے آیا کرو

اپنے شاگردوں اور نمازیوں کو السلام علیکم کہدیں۔

فقط والسلام — محمد الیاس عفی عنہ بقلم حبیب الرحمٰن غفرلہ

السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ،

پس از سلام مسنون آنکہ اگر یہ مدرس محنتی اور کام کے آدمی ہوں تو دو

چار روز اپنے سامنے کام کرالو۔ تب ان کو اپنی جگہ کر دو اور اس میں مدرسہ کا بھی کیا حرج ہوگا۔ اور اگر محنتی اور کام کو قابو میں نہ لاسکیں تو مہینہ پورا ہونے پر مجھے لکھ دو اور ان کو بھی کہہ دو کہ تمہارے واسطے کوئی جگہ نہیں ملی۔ چونکہ اس ماہ کی تنخواہ کا وعدہ کرلیا ہے لہٰذا یہ ماہ تو پورا کرنا ہی ہے، اور اگر محنتی آدمی ہوں تو پھر ان کے واسطے کوئی ایسی جگہ کہ جہاں دس پندرہ تنخواہ کے ہوں کوشش کر کے تجویز کرادو اور اپنی پریشانی کے متعلق جو تحریر کیا ہے میری سمجھ میں نہیں آیا کہ جب میں تمہارا خدمت گذار ہوں تو مجھے کیوں نہیں تحریر کیا۔ مجھے تحریر کرو، جب ضرورت ہو روانہ کرو، اور دس روپے ماہانہ برابر تبلیغ میں ملتا رہے گا۔ (یعنی تبلیغ میں گشت کرتے رہو تعلیم کے زمانہ میں ماہانہ دس روپے ملتے رہیں گے) اور عبدالصمد کی کوشش میں بھی ہوں۔ تم بھی کوشش اور دعا کرو۔

فقط والسلام

بندہ محمد الیاس عفی عنہ بقلم حبیب الرحمٰن غفرلہ،

عنایت فرمایم السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ،

عرض آنکہ بندہ دعاگو ہے آپ بھی کسی قسم کا فکر نہ فرماویں۔ حق تعالیٰ کی ہر وقت رحمت کے منتظر رہیں، حق تعالیٰ اپنی رحمت کے منتظر رہنے والوں کو رحمت سے محروم نہیں کیا کرتے۔ اگرچہ ہمیں اور آپ کو رنج و ملال ازحد اسکی رحمت سے بندوں کو امیدوار رہنا چاہیئے۔ اور پریشانی نہ کرنی چاہیئے۔

فقط والسلام

محمد الیاس عفی عنہ بقلم حبیب الرحمٰن غفرلہ،

بخدمت میاں جی داؤد صاحب

مبلغ ۵۰؎ کل بروز سیر ارسالِ خدمت ہیں۔ قرضہ حافظ محمد یحییٰ صاحب

اور اپنے دیگر حوائج میں صرف کریں۔

فقط والسلام

محمد الیاس عفی عنہ بقلم حبیب الرحمٰن غفرلہٗ

السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ،

خدائے تعالیٰ شانہ، کا نام لینے کی توفیق ہونا ہی بڑی نعمت ہے۔ اس پاک ذات تعالیٰ شانہ، تقدس سلطانہ کے ذکر اور یاد میں ایک دفعہ بھی دل کو چین اور لذّت معلوم ہو جائے دل وجان اور زمین وآسمان بلکہ دونوں جہان قربان کر دینے کے قابل ہیں۔ وہ انسان نہایت محروم اور بہت بے نصیب ہے کہ خدائے تعالیٰ شانہ، جل مجدہٗ کے نام پاک سے عبدیت اور الفت کے سوا کسی اور چیز کی تمنّا اور ارادے رکھتا ہو۔ میرا مطلب یہ ہے کہ اللہ پاک کے نام سے جی کا لگ جانا خود مقصود ہے۔ یہ کسی اور چیز کا ذریعہ بننے کے قابل نہیں۔ حق تعالیٰ شانہ، اس کی برکت سے جنّت کی دولت اور دوزخ سے سلامتی اور حفاظت فرمادیں۔

فقط والسلام

بندہ محمد الیاس عفی عنہ

عنایت فرمایم السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ،

عرض آنکہ تین چار لڑکوں کے علاوہ باقی طلبہ کی پڑھائی کافی ہے فجزاک اللہ خیراً۔ امید ہے کہ آئندہ بھی اپنی محنت اور سعی کرنے میں کوتاہی نہ کرینگے اور جانفشانی اور عرق ریزی کا ثبوت دیں گے۔

بیرنگ لفافہ دانستہ نہیں بھیجا۔ ایسا معلوم ہوتا ہے کہ خلاف قانون جو کھلے لفافے میں دستی تحریر رکھی گئی، غالباً اس کی وجہ سے بیرنگ ہو گئی، آئندہ

احتیاط کی جائے گی اور تمہارے چھاتہ کے رہنے کے متعلق یہ ہے کہ رمضان تک تمہارا ارادہ بھی رہنے کا ہے، رمضان تک تندہی سے کام کیے جاؤ۔ اور حتی الامکان اس درمیان میں دل لگانے کی کوشش رکھو۔ اگر پھر بھی دل نہ لگا تو رمضان میں تو تم آؤ گے ہی۔ اس وقت باہمی گفتگو ہو جاوے گی۔

فقط والسلام

بندہ الیاس عفی عنہ بقلم حبیب الرحمٰن عفی عنہ

عنایت فرمایم السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ،

عرض آنکہ آپ کے نقشہ والے خط سے تبلیغ کی کیفیت معلوم ہو کر مسرت ہوئی مگر جب تک مداومت نہیں پھر کہاں مسرت؟ بہر حال جبکہ مخلوق اللہ اس طرف متوجہ ہے تو مکاتب کے اجراء، وحسن اخلاق کی کوشش ودیگر احکام دین کی تبلیغ۔ خصوصاً کلموں کا صحیح کرانا اور جو نماز کی چیزیں ہیں ان کو صحیح یاد کرانے کی طرف خصوصاً توجہ اور نرمی۔ اور اخلاق مطلق کسی وقت ہاتھ سے نہ دیں اور تبلیغ اور مدرسہ کی کیفیت سے جلد جلد مطلع فرماتے رہا کریں۔

محمد الیاس عفی عنہ بقلم حبیب الرحمٰن عفی عنہ

السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ،

میرے نزدیک میاں عشرت اپنے صاحبزادے کو سہارنپور حافظ محمد یوسف کے پاس بھیجدیں۔ جب قرآن شریف ختم کر چکے اس وقت نظام الدین کا ارادہ کریں۔ آپ اپنے مدرسہ کا احوال اور تبلیغ کی کیفیت بہت کم لکھتے ہیں۔ اسی سے سلسلہ خطوط کی آمد ورفت کا رہ سکتا ہے۔ پریشانی سے گھبراؤ مت۔ انشاء اللہ

بہتر ہی ہوگا۔ البتہ سستی بہت بڑا مرض ہے، جس وقت طبیعت سُست ہوا کرے اپنے ضعف ہی کے ساتھ قبر کا دھیان۔ قیامت کے حساب و کتاب کا دھیان دوزخ و جنّت کا اکثر فکر اور حق تعالیٰ کے انعامات اور فضل کا دھیان کرتے ہوئے، ذکر خفی شروع کر دیا کرو۔ انشاء اللہ تعالیٰ کچھ دنوں میں سستی رفع ہو جائے گی، معلوم نہیں اوراد کی مداومت میں تمہارا کیا حال ہے، ذکر کو غفلت اور بے دھیانی سے کرنے سے بھی سُستی بڑھتی ہے۔ اللہ کے نام پاک کو غفلت بے حرمتی سے لینا بعض بزرگوں نے حرام لکھا ہے اور بعض نے بدعت کہا ہے۔ کبھی کبھی آپ سے ملنے کو جی چاہا کرتا ہے۔ بندوبست پڑھائی کرکے آسکو تو آجایا کرو۔

فقط والسلام

محمد الیاس عفی عنہ

بخدمت مکرمان و محترمان مجاہدان فی سبیل اللہ شکر اللہ سعیکم و نور اللہ بمعرفت قلوبکم واذاق اللہ بحلاوتہٖ

السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہٗ

میرے دوستو! یہ چند اصحاب جذبۂ ایمانی کے جوش میں تمہارے ملک ایمانی جذبات کے حصول کی امید لیے ہوئے تمہاری صحبتوں کو غنیمت سمجھتے ہوئے تمہاری خدمتوں میں تشریف لارہے ہیں۔ آپ سب صاحبان اللہ سے ملتجی ہوتے ہوئے اس کے داعی رہیں اور یہ کوشش کریں کہ اللہ جل جلالہٗ ان کے قلوب میں یہ کام اور طریق عمل ایسی پائیداری کے ساتھ متمکن فرمادیں کہ یہ واپس ہوکر اپنے ملکوں میں اس کی بنیاد قائم کرسکیں۔ اللھم سھل ثم سھل ثم سھل۔

میرے دوستو! ہر نمبر کو ہمت کے ساتھ اسی طرح سے اپنے دلوں میں جگہ دو کہ جس سے یہ خود مطمئن ہوکر سارے دین کو قابو میں لانے کی سعی

کرسکیں۔ میرے دوستو! تمہارے جدا ہونے کے کئی دن انتظار کے بعد ایک خط میاں جی رحیم بخش صاحب کا اور ایک میاں جی حافظ سلیمان بالو کا والے کا آیا جس سے امیدیں سرسبز ہوئیں اور گویا مردہ تن میں جان پڑی۔ لیکن میرے دوستو! منزل بہت دور ہے۔ تبلیغ کے زمانہ میں قوتِ عمل کے ساتھ یہ دعا بھی ضرور کرتے رہا کرو۔ ہمارا یہ طریق مقبول بھی ہو اور حضور کی اتباع (جو حقیقت میں رضائے خداوندی کا باعث ہے۔ اور اللہ جل شانہٗ کے محبوب کامل ہونے کا ذمہ دار ہے) کے کمال سے دنیوی منفعتوں کے خیال کے سرد ہوجانے سے اور اس خیال کے مٹ جانے سے ہم کھڑے ہونے والوں کو مشرف فرمائیں۔ مجھے اس کام کے شروع اور رونق پر خوش ہونے سے بہت زیادہ آگے کا فکر لاحق اور دامن گیر ہوتا ہے۔ مجھے خطوط ضرور لکھتے رہا کرو۔

مجھے بہت انتظار رہتا ہے۔

فقط والسّلام

بندہ محمد الیاس عفی عنہ بقلم نظام الحسن

بخدمت شریف جناب مولوی عبدالغفار صاحب

ہوڈل ضلع گوڑگانوہ اندرون مسجد بیوپاریان

بخدمت مولوی عبدالغفار صاحب سلمہ اللہ تعالیٰ

السّلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ،

عرصہ سے آپ کی کھونٹ اور آپ کی جانبوں میں تبلیغی کیفیت کی کوئی خبر نہیں آئی۔ آپ کے لیے وہاں کا قیام اس سست رفتاری سے گذارنے کے لیے تجویز نہیں کیا گیا تھا۔ تمہارے ساتھی باوجود بے پڑھے ہوئے ہونے کے تم سے بہت زیادہ آگے بڑھے ہوئے ہیں۔ ہمتِ مرداں مددِ خدا است، یہ سچ ہے اور حق ہے تم ہمت کرو تو افضال غیبیہ ازلیہ اور نصرت غیبیہ سرمدیہ

اور عجیب و غریب رحمت و نصرت کے آثار دیکھو گے کہ آنکھیں چکا چوند ہو جائیں گی مگر تعجب ہے کہ انسان اپنی ناپاک ہستی کو محض پیش کر دینے میں دریغ کرتا ہے جو اس کام میں اپنے آپ کو پیش کر دیتا ہے پھر حق تعالیٰ کی نصرت کا وہ تماشا دیکھے گا۔ اور ان کے عجائب و غرائب کا تجربہ کرے گا، دیکھے گا، کہ جن کا ادراک اپنے آپ کو بغیر پیش کئے کسی طرح ممکن نہیں۔ میرے عزیز ہمت کرو، قدم بڑھاؤ، دنیا کو ناپائیدار سمجھو۔ موت سے قبر میں گذرتے ہوئے حشر میں کھڑے ہونے کو ایک آنے والا وقت سمجھو اس نازک وقت کے لیے تمہارا ان امور میں پیش کر دینے کے سوا کوئی ساز و سامان نہیں ہے، یہ بندہ ناچیز چاند کا پہلا جمعہ ہوڈل میں رہنے کا ارادہ کر رہا ہے۔ آپ سے جس قدر بھی جلد سے جلد ہو سکے تبلیغ کے لیے جماعتیں اس قدر پہلے اور کثرت سے نکال دو کہ جمعہ کے دن وہاں پر وہی لوگ خوب تبلیغ کا تجربہ کئے ہوئے اور تبلیغی کوششوں کی حرارت اور تجربہ لیے ہوئے سینکڑوں گاؤں کو تبلیغی حرکات سے حرکت دیئے ہوئے سرگرمی کے ساتھ جمعہ کے دن وہاں پہنچیں۔

آپ کا نمک سلیمانی ایسے وقت میں پہنچا تھا کہ چند ہفتہ پہلے سے ختم ہو کر اس کی دقت محسوس ہو رہی تھی اور آپ کے نمک سلیمانی کی بوتل اپنی خوشنمائی میں کچھ کم آنکھوں کو تازگی دینے والی نہیں تھی۔ سب دوستوں سے خصوصاً سیولی، ٹیکری، رجپور، سنگار سلام مسنون کا واحد مضمون۔

از نظام الدین　　　　بندہ محمد الیاس عفی عنہ

بخدمت شریف مولوی عبدالغفار صاحب

مدرس مدرسہ اسلامیہ ہوڈل محلہ لوہاریان مسجد لوہاریان ضلع گوڑگاواں

عنایت فرمایم مولوی عبدالغفار صاحب زادت فیوضکم

السّلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ،

عرض آنکہ آپ مندرجہ ذیل صاحبان کو میری طرف سے دعوت دیں کہ وہ سب صاحبان جلسہ پیپا کا میں جو کہ صفر کی تیسری اتوار کو قرار پایا ہے شرکت فرما کر شکریہ کا موقع دیں، چونکہ ایک نہایت ضروری اور نہایت ہی اہم کام ہے اس واسطے اس مرتبہ یہ خصوصی دعوت نامہ آپ کی خدمت میں ارسال ہے۔ وہ حضرات یہ ہیں۔

میاں جی محمد یوسف صاحب مدرس سیولی۔ حافظ محمد یوسف سرائے والے، نمبردار سلیمان صاحب سرائے والے، قمرالدین صاحب سکنہ چھاتہ، پہلوان صاحب سکنہ چھاتہ، حاجی سیّد محمد فاروق صاحب سہار، نمبردار اکبر خاں صاحب سہار والے۔ ان سب صاحبان کو حتی الامکان کوشش کر کے اپنے ہمراہ لاویں۔

فقط والسّلام

بندہ محمد الیاس عفی عنہ

بخدمت شریف جناب قاری عبداللہ صاحب
پیش امام مسجد شاہی مرادآباد۔

مکرم و عنایت فرمایم جناب قاری صاحب

السّلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ،

پس از سلام مسنون عرض آنکہ میں نے امام خان کو اس واسطے بلانے پر زور دیا تھا کیونکہ معلوم ہوا تھا کہ وہ وہاں پر آوارہ ہے۔ اب جبکہ امام خان کی زبانی معلوم ہوا کہ وہ کام کر رہے ہیں۔ تو مقصود تو کام ہی پر لگانا ہے، جب وہ کام کر رہے ہیں تو اگر رمضان کے بعد بھی نہ آویں تب بھی چنداں مضائقہ نہیں۔ اب آپ کی خدمت میں بھی عرض ہے کہ اگر امام خان کے بیان کے مطابق آپ بھی اس کے قول کی تصدیق کریں اور واقعہ میں بھی وہی بات ہو جو امام خان نے بیان کی ہے کہ میں وہاں پر خوب کام کر رہا ہوں۔ تب تو میں اسکو

وہاں پر ہی بحال رہنے دوں ورنہ زور دوں کہ وہ میرے پاس آجاوے۔

فقط والسّلام

بندہ محمد الیاس عفی عنہ بقلم حبیب الرحمٰن غفرلہٗ

یہ مضمون امام خان کو دکھلا دیں :—

السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ،

پس از سلام مسنون، واضح ہو کہ خط مرسلہ تمہارا موصول ہوا، اگر تمہاری رائے اس وقت آنے کی نہیں ہے تو بعد رمضان کے ہی دیکھا جاوے گا۔ اور رمضان کے بعد چنداں تقاضہ نہیں ہے۔ اگر تم وہاں پر اچھی طرح سے کام کر رہے ہو مگر کوئی صورت ایسی ہونی چاہیئے کہ داؤد بھی تمہارے ہی پاس آجائے، اور تم دونوں وہاں پر پڑھاتے بھی رہو اور گرد و نواح میں تبلیغ اور مکاتب کے قیام کی کوشش کرتے رہو۔ اور حتی الامکان جتنے مدرسے ادھر قائم ہو جاویں خصوصاً گاؤں میں تو بہت اچھا ہے۔ میں نے جو تم پر تقاضہ آنے کا کیا تھا اس کی وجہ یہ تھی کہ تمہارا دین و دنیا برباد نہ ہو جائے۔ خصوصاً دین میں مضبوطی اور ثابت قدمی رکھنے کی بڑی سخت ضرورت ہے۔

فقط والسّلام

بندہ محمد الیاس عفی عنہ

دو شنبہ نظام الدین صاحب دہلی

بتوسط جناب قاری عبد اللہ صاحب

امام شاہی مسجد دامت فیوضہم، حافظ امام خاں صاحب کو ملے۔

عزیز حافظ امام خاں صاحب سلمہم اللہ تعالیٰ

پس از سلام و دعوت آنکہ مجھے تمہارے ساتھ جس قدر تعلق ہے وہ تم پر

مخفی نہیں ہے ۔ ہم دوکاندار نہیں ، مال اور روپیہ دولت ہم جمع کرتے نہیں پھر رہے ہے ۔ ہم قرآن شریف کو پھیلانا چاہ رہے ہیں ، اور اشاعتِ اسلام اپنی غرض ہے لہٰذا جس کو قرآن حاصل ہوگیا ہو جیسے تم ہو وہی اپنی مایہ اور پونجی ہیں سو میرے عزیز شوق اور رغبت کے ساتھ تمہیں قرآن شریف پڑھایا سو خدا کا شکر ہے کہ اس دولت سے بہرہ ور ہوئے اور مالامال ہوئے ۔ ہزار تمناؤں اور امیدوں کے ساتھ تمہیں اپنے مدرسہ میں رکھا تو پھر اللہ نے کس قدر مقبولیت نصیب کی کہ میوات میں تمہارا نام ہوگیا اور سب کے قلوب میں تمہاری دھاک بیٹھ گئی ۔ اور عزّت و آبرو دلوں میں سماگئی ۔ میرے دل میں تمنا پیدا ہوگئی کہ تم قرأت کے بھی استاد بن جاؤ کہ تمہاری عزّت آبرو اور چار چاند ہو جائے مگر مجھے سخت افسوس ہے کہ تم نیک نامی کی راہ سے کس قدر بھٹک گئے ۔ خدا معلوم کیا دل میں سماگیا کہ گوہ کے کیڑے کی طرح گندی دنیا تمہارے دل میں سما گئی دو دو چار چار روپے کے پیچھے اپنے عزیز اقارب کو کھو رہے ہو، میری خواہش ہے کہ تم پھر میرے پاس واپس چلے آؤ ۔ اور اس گندہ حالت سے توبہ کرو ۔ اور ہمت کو بلند کرو جن کاموں سے خدا اور رسول راضی ہوں ۔ دین و دنیا میں بہبودگی ہو، عاجزی اور تواضع کے ساتھ دین کے کاموں میں لگ جایئے ۔ اب میں تمہارا منتظر ہوں جلد چلے آیئے ۔ کچھ دنوں یہاں طالب علمانہ رہو ۔ قاری صاحب کے یہاں اپنی خطا کی معافی کرا کر کچھ دنوں مشق کرو ۔ پھر تمہاری درستیٔ احوال دیکھ کر تمہاری بیوی کو بھی یہاں پر بلالیں گے ۔ اور تم کو تمہاری جگہ پر پھر بحال کردیں گے ۔ اور تمہاری جگہ تم کو دے دی جاوے گی ۔ تاخیر تعمیل سے مجھ کو ملول مت کرنا ۔

بخدمت حضرت قاری صاحب السّلام علیکم ۔ آپکے امتحان کا بہت اچھا جلسہ کر کے انعام دیا گیا ۔ براہ کرم یہ خط اور انعام امام خاں کے پاس پہنچا دیں، اور نصیحت کریں ۔ فقط والسّلام از نظام الدین مسجد بنگلہ

از نظام الدین دہلی

مکرم محترم الحافظ الحاج مولانا القاری محمد طیّب صاحب متعنا اللہ بطول حیاتکم الطیبہ وافاض علینا فیوضکم السرمدیہ واکرمکم اللہ کما اکرمتمونا بالذات القدسیہ۔

السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ،

حضرت عالی! کوئی کام بغیر کسی اصول اور بنا کے نہیں چلتا، اس وقت یہ تبلیغ اس قدر عظیم الشان کام ہونے کو پہنچ گیا ہے کہ اس کی تفصیلات ظاہریہ و باطنیہ اصولیہ فرعیہ اس قدر کثیر اور وافر ہیں کہ وہ بیانات وتحریر یا غور کر کے فہم کے احاطہ سے بہت بالاتر ہو چکی اور جیسا کہ میں شروع میں عرض کر چکا ہوں یہ سب تفصیلات بہرحال بناؤں پر چل رہی ہیں، ان بناءِ امور پر کسی آدمی کو دفعتاً چلانا بہت دشوار ہے، اس لیے میرے نزدیک جو کام چلنے کے لیے اس وقت ضرورت ہے وہ مشائخ طریقت و علماءِ شریعت ماہرینِ سیاست کے چند ایسے حضرات کی جماعت کے مشوروں کے ماتحت ہونے کی ضرورت ہے جو ایک نظم کے ساتھ حسبِ ضرورت مشاورت کا انعقاد خاطر خواہ مدام رہے اور عملی چیز سب اسکے ماتحت ہو سو ایک تو اوّل ایسی مجلس کے منعقد ہو جانے کی ضرورت ہے اور دوسرے اسوقت جو امّتِ محمدیہ کے امراض کہنہ میں سے ہے وہ عملی چیزوں کا بے محل اور بے ضرورت تقریر کی کثرت پر اکتفا ہے اور اسکے بالمقابل قول پر عمل بڑھنے کی ضرورت ہے لہٰذا آگے جو تبلیغ میں کوشش کرے وہ اس تبلیغ کے میدان میں نکل چلنے والوں کے ساتھ زندگی گذارے اسوقت مولانا کی تشریف آوری سے دہلی والوں نے تبلیغ سے وحشت کے بجائے اس کا اثر لیا ہے اور کارِ خیر سے انس پیدا ہو جانے کی ابتداء یہ بہت اچھی علامت ہے، اس لیے اگر جناب عالی جملہ مبلغین کو میوات پہنچا دیں اور کم سے کم مولوی عبد الجبّار کو پہنچائیں تو امرِ ثانی کے لیے معین و ممد معلوم ہوتا ہے۔

عنایت فرمایم جناب الحاج مولوی محمد طیب صاحب سلمہ اللہ

السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ،

بحمد للہ جمعرات میں رات دن کی سعی کے بعد ڈھائی سو تین سو کے قریب مکتب قائم ہو گئے ہیں۔

دوسرے لوگ ایک بہت بڑے جلسے کی تیاری کر رہے ہیں اور مناظرہ کی تیاری میں کافی سے کافی مشغول ہیں۔ اوّل تو وہ لوگ بلا مناظرہ ہی کے.... ورنہ جناب ۱۵ر شوال کی تاریخوں میں اپنے آدمیوں کو لے کر شیخ رشید احمد صاحب کے یہاں تشریف لے آویں وہاں پھر اسٹیشن پر آپ صاحبان کے لیے انشاء اللہ سب انتظام موجود ملے گا۔

بندۂ ناچیز محمد الیاس عفی عنہ

نقل خط حضرت جی رحمۃ اللہ علیہ کے قلم کا لکھا ہوا۔ منشی نصر اللہ خاں صاحب کے نام :۔

عنایت فرمائم زاد صلاحکم۔ السّلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ،
آپ کا محبت نامہ پہنچا۔ آپ کی پریشانی اور فکر سب فضول ہے۔ انسان کو ثبات اور استقلال چاہیئے۔ آپ مطمئن رہیں اپنے کام میں مشغول رہیں۔ فراغت اور تنہائی کو غنیمت جانیں، یادِ الٰہی اور ذکر میں مشغول رہیں۔ اس سے اپنے اوقات کو معمور رکھیں اس سے دل لگا دیں، خدا چاہے گا عنقریب آپ سب سے آ ملیں گے کچھ فکر نہ کریں۔ آپ اور سب کو یہ تکلیف ایک دینی لگاؤ کی وجہ سے پیش آئی ہے اس لیے بہت بڑا اللہ کا شکر کرنا چاہیئے کہ اللہ نے اپنی محبوب جماعت اور حامیانِ دین کے تعلق کی وجہ سے اپنی اس نعمت کا حصّہ عنایت فرمایا جو اپنے پاک لوگوں کے لیے مخصوص فرما رکھا ہے۔ دنیوی امور کے باعث تو خلقت کیا کیا نہیں جھیلتی۔ الحمد للہ کہ دین کی وجہ سے آج یہ دن پیش آیا۔ حدیث شریف میں ہے کہ اہل اللہ پر تکالیف اس طرح آتی ہیں ــــــ جیسے پہاڑ پر سے نیچے کو پانی آتا ہے۔ تو ارشاد ہے کہ جو ہم سے محبّت رکھے مصائب کے لیے تیار رہے۔ غرض اللہ پر آپ اپنی نظر رکھیں، اس ہی کے لطف کے منتظر رہیں، رحمت کے امیدوار رہیں۔ اپنے سب امور کو اسی کے سپرد فرما دیں۔ قرآن شریف کی تلاوت اکثر کرتے رہیں، مولوی عبدالکریم صاحب کا اور میرا سمن تعمیل نہیں ہوا جس کا تعمیل ہو چکا ان کی کوئی اور تاریخ لگ گئی۔ اللہ چاہے کسی کا کچھ نہ ہوگا۔ آپ بے فکر اپنے خدا سے لگے رہیں اشاعتِ دین کی وہاں بھی فکر رکھیں آس پاس دورہ فرماتے رہیں

اللہ پاک مدد فرماویں گے اور کامیاب کریں گے۔ مولوی عبدالکریم یہاں موجود نہیں ہیں دو ایک روز میں جب آویں گے آپ کا خط ان کو دے دوں گا۔ مولوی عبدالکریم کچے نہیں ہیں جو نوح کو چھوڑ دیں۔ اللہ ان سے اپنا دین پھیلا دیں۔ انشاء اللہ آپ کو وہاں جمعہ کا ثواب ملے گا اور آپ کے لیے یہاں سے زیادہ ثواب ہو گا۔

فقط والسلام

خاکسار ناکارہ دو جہاں بندہ محمد الیاس عفی عنہ

۵ رجولائی ۱۹۲۷ء

عنایت فرمایم جناب مولوی خورشید علی صاحب سلمہ اللہ
السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ،

جناب کا گرامی نامہ موصول ہوا۔ حالات سے آگاہی ہوئی جلسے کے بارے میں مقررین کا خرچ وکرایہ انشاء اللہ میں دوں گا۔ اور عوام کے لیے جناب مشتہر کر دیں کہ وہ اپنے ساتھ آٹا وغیرہ کا خود انتظام کر کر لادیں اور کوئی تاریخ جلسہ کی مقرر فرمادیں۔ اور اگر جلدی مجھے اطلاع دے دیں تو تھانہ بھون کے پتہ سے کارڈ روانہ فرمادیں ورنہ نظام الدین کے پتے سے اطلاع دلویں۔ لوگوں کے اس خیال کو کہ دہلی سے اعانت ہو رہی ہے کھول کھول کر رفع فرمادیں، باقی جلسے کے موقعہ پر لوگوں کے اس شک کو رفع کر دیا جائے گا۔

جناب نے کرم فرمایا کہ بندہ کو اس کام کے لیے یاد فرمایا۔ بندہ نے تو دین کے کام کا ارادہ کر رکھا ہے، ہندوستان ہو یا عرب اس واسطے جناب سے گذارش ہے کہ ریواڑی میں اس دینی کام کو فروغ دینے کی لوگوں میں تحریک فرمادیں اور رغبت دلادیں۔ بندہ کو بھی اپنی سعی میں یاد فرمادیں۔ جناب کی خدمت میں دو باتیں ضروری ہیں، غور سے سُن لیں ایک یہ کہ خاکسار نے حضرت مولٰنا عبدالرحیم صاحبؒ کی خدمت میں گوڑگانوہ کے ڈپٹی کمشنر صاحب جو کہ مسلمان ہیں بھیجا۔ حضرت نے فرمایا مذہبی امور کی پابندی اور فروغ پر اور اس کا خود پابند ہونا اور ہر طبقہ کو حسب حیثیت توجہ دلانا ہر مسلمان کا اہم ترین فرض ہے اور یہ خیالی، رواجی فرائض نہیں بلکہ ایسا فرض ہے جس میں حق تعالٰے کے یہاں سے سوال ہوگا۔ لہٰذا آپ خود اور دوسرے لوگوں کو جو اس کے اہل ہوں اس پر آمادہ فرمادیں، سرکاری سب عملہ میں عموماً اور کلکٹر صاحب خصوصاً اس بات پر آمادہ ہوں اور سمجھیں کہ مذہب کی جڑ قرآنی ہے کوئی خیالی چیز نہیں ہے۔ بلکہ مذہب وہ چیز ہے جو حضورؐ آسمان سے لے کر آئے۔

اس آسمانی دین کو اپنی عقل کی کدورت سے خالص رکھتے ہوئے اپنے کو کاربند بنادیں اور اس کی ہر ہر چیز کی ترویج کا ارادہ کریں اور ان سب کی جڑ قرآن ہی ہے

اس کا خصوصاً اہتمام کریں۔ اور دوسری بات یہ ہے کہ میرا یوں جی چاہتا ہے کہ ریواڑی کے سب اصحاب مل کر دینی فروغ کا اس قدر انتظام فرمادیں کہ ریواڑی اور اس کے نواح کا تعلیم اور تبلیغ دونوں کا بوجھ اپنے سر پر رکھ کر کچھ ہمارے ہاں ہندوستان کے نہایت جاہل لوگوں کی تبلیغ کے لیے کچھ رقم مقرر فرمادیں۔ خصوصاً جو مدرسے اس وقت میں قائم ہیں، اسٹیشن کی نئی مسجد، اور دور دور جو مدرسے ہیں جن کا نام مجھے معلوم نہیں ہے۔ ان کا جلد انتظام فرمادیں ورنہ شکستہ حالی سے جاتے رہیں گے۔ یہ میں آپ کو تنہا نہیں کہہ رہا ہوں بلکہ آپ سارے ریواڑی والوں کو اس پر آمادہ کریں۔

بندہ ناچیز محمد الیاس عفی عنہ

ارشاد کردہ حضرت جی حضرت مولانا محمد یوسف صاحبؒ کی وہ تحریر جو فریدی صاحب کے ذریعہ جماعتوں کو بھیجی گئی :

تبلیغی عمل کی ترقی و قوت کے لیے اور فرائض کی حیات و سرسبزی کے لیے گشت بمنزلہ جڑ اور بنیاد کے ہے۔ جس کے بغیر تبلیغی طریقہ کا اشتغال سراسر دھوکا ہے۔ البتہ گشت کے جو اصول تجویز کئے گئے ہیں، توجہ الی اللہ و ذکر و اجتماع و طریقہ خطاب و تکلم۔ ان کے اہتمام و پابندی کیساتھ ہی گشت کی برکات و ترقیات و عمل میں قوت ہے اور ان کے اہتمام کے بغیر گشت سراسر فتنہ ہے۔

عمومی دعوت کے ذریعہ پوری طرح اس بات پر زور دینا ہے کہ زیادہ سے زیادہ وقت فارغ کرنے اور چلوں کے لیے نکل کھڑے ہونے کا ذہن ایسے طریقہ پر بنے کہ چھ نمبروں اور اس طریقہ تبلیغ کے اصولوں کے اپنے میں مشق کرنے کا ذہن پیدا ہو کر تبلیغ کی مساعی میں ترقی کے ساتھ ہر نمبر کے ذوق و اہتمام میں اضافہ ہوتا چلا جائے۔ اوقات کی تفریغ کا ذہن پیدا کرنے کے لیے پوری طرح دعوت دینے اور سعی کرنے کی اہمیت ہے۔ مگر اس کے نازک ترین اصولوں کے تتبع اور اپنے میں حاصل کرنے کا ذہن بھی بننا اس دعوت کی ترقی کے لیے نہایت ضروری ہے۔

داعی اپنی دعوت میں اپنی توجہ کو اللہ کی طرف رکھے اور پہلے سے دعاؤں کا اہتمام کیا جائے اور دعوت کے وقت اپنی کوتاہیوں کا استحضار اور استغفار کا اہتمام کیا جائے اور کسی کے نہ ماننے کو اپنی کوتاہی قرار دیا جائے نہ کسی دوسرے کی۔

تعلیم کا مفہوم فضائل کو توجہ و شوق کے ساتھ سننے اور بار بار سنتے رہنے کے ذریعہ اپنے دین اور اسکے اعمال کے انہماک و اشتغال کا وہ ذوق و شوق پیدا کرنا ہے جو اسکے صحیح طریقے پر سیکھنے کی طرف مقتضی و محرک ہو نہ حفظ مقصود ہو نہ اپنے فہم پر اعتماد لیکن فضائل کے کثرتِ مزاولت کے ذریعہ ان اعمال کا پوری طرح شوق اپنے میں پیدا کر کے اپنے فارغ اوقات میں اہلِ علم سے اس کے سیکھنے اور استفادہ

کرنے کی عادت پڑے ۔

پستی کا واحد علاج فضائلِ تبلیغ و فضائلِ نماز و فضائلِ ذکر و فضائل قرآن و فضائلِ صدقات و حکایاتِ صحابہؓ و جزاء الاعمال عام اوقات میں عمومی مذاکرہ میں رکھی جائیں ۔ اور ان کی تعلیم خصوصی کا فارغ اوقات میں ضرور اہتمام رکھا جائے اور رمضان کے مہینے میں فضائلِ رمضان اور حج کے زمانہ میں فضائلِ حج کی تعلیم کا اہتمام مزید بڑھا لیا جائے ۔ البتہ شخصی طور پر حسبِ استعداد و ذوق حضرت رحمۃ اللہ علیہ کی سوانح اور ملفوظات وغیرہ کو مطالعہ میں رکھیں یا اس کے علاوہ اور کتبِ حدیث و فقہ و سیرت اپنے ذاتی مطالعہ میں رکھی جائیں ۔

ملنے کے پتے :

- افتخار فریدی ! فریدی بلڈنگ، سنبھلی گیٹ، مراد آباد
- کتب خانہ انجمن ترقی اردو ، اردو بازار، جامع مسجد، دہلی ۶
- کتب خانہ عزیزیہ ، اردو بازار ، جامع مسجد، دہلی ۶
- کتب خانہ رشیدیہ ، اردو بازار ، جامع مسجد، دہلی ۶